مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشۂ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ



مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیرِ اعلیٰ مدظلہ العالی

فائل 1986ء

جنوری، فروری، مارچ، مئی

جولائی، اگست، اکتوبر، نومبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** علیہ الرحمہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات وخدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

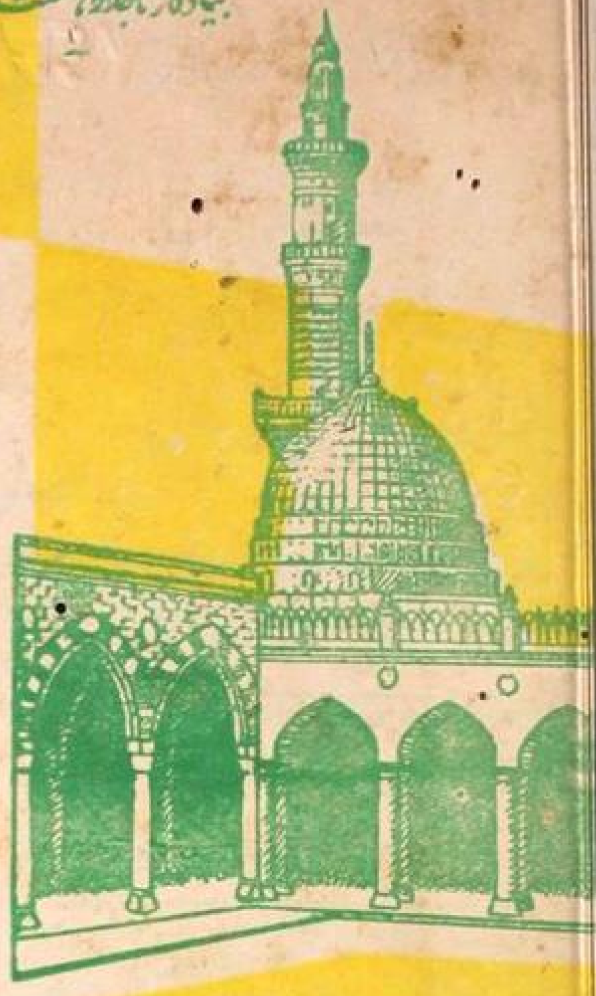
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف





ناشر و نگراں

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتیِ اعظم ہند بریلی شریف

رجسٹرڈ پوسٹ
نمبر بی-آر ۱۵۷
R.F. No
B.R. 157

اہلسنت بریلی سے شائع ہونے والا مذہب اہلسنت کا ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

بیادگار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
بہ ظل عاطفت حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ

سرپرست ونگران
قائم مقام مفتی اعظم علامہ
اختر رضا خانصاحب

نگراں و پرنٹر
مولنا منان رضا
خاں صاحب منانی

مدیر عبدالنعیم عزیزی ایم۔ بی ایس سی (علیگ)

جلد ۳ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۶ھ مطابق جنوری سنہ ۱۹۸۶ء نمبر ۳۷

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجیے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم سال آئندہ کے لئے زرتعاون ارسال فرمائیں۔ سالانہ زرتعاون -/۲۵ غیر ممالک سے -/۸۵ روپیہ بھارتی سکوں میں

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ ایڈیٹر/منیجر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

جھلکیاں

باب سخن ــــــ عبدالنعیم عزیزی ۲
کلام امام ــــــ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ ۵
ضیائے قرآن ــــــ ادارہ ۶
بہار حدیث ــــــ ادارہ ۹
کلام حسن ــــــ حضرت حسن علیہ الرحمہ ۱۰
باب الاستفتاء ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مفتی اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب تیسری قسط ۱۱
کلام تاجدار ــــــ مفتی اعظم نوری قدس سرہٗ ۱۹
شرح کلام الرضا فی تخلیق الارض والسما مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی ۲۰
تضمین بر کلام حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ (نعت) ۲۷
ویڈیو سے متعلق ایک اہم مکتوب علامہ عبدالمنان کلیمی ۲۸
کچھ کتابوں کے بارے میں ادارہ ۳۱
مکتوبات وتاثرات مراسلہ نگار ۳۳
خبریں ــــــ 〃 ۳۵

بابِ سخن

عبدالنعیم عزیزی

گالی کھاکر زندہ رہنے سے گولی کھاکر مرجانا بہتر ہے۔ اگر خود کو بھی کوئی بلا وجہ گالی دے تب بھی ناقابل برداشت ہے۔ مگر اس سرور کے خلاف لوگ زبانیں دراز کریں دریدہ دہنی اور گستاخیاں کریں۔ کتابیں لکھ لکھ کر چھاپیں کہ جس کے لئے خدائے قدیر ذو منن لفظ نہ گوارا کرے اور ہم ان ظالمان زمانہ۔ نشانخان رسول اور گستاخان نبی کی مذموم حرکتوں کو برداشت کرلیں تو ہمارا زندہ رہنا یقیناً بے غیرتی اور بیوفائی ہے ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ وقت آنے پر جو مرنا نہیں چاہتا ہے وہ مرتا ہے تو ہمیشہ کے لئے مرجاتا ہے اور وقت آنے پر جو زندہ نہیں رہنا چاہتا ہے وہ مرتا ہے تو زندہ جاوید ہوجاتا ہے۔

وہابیہ دیابنہ نے سرکار کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں اور کر رہے ہیں اور اس ثبت وستم کے باوجود خود مسلمان کہہ رہے ہیں وہ تو دائرہ اسلام سے خارج ہو ہی چکے لیکن ان ملعونوں نے اوروں کو بھی یہ حوصلہ دیدیا اور وہ گستاخی سرور کو باقاعدہ ایک مشن بنائے ہوئے ہیں اور ہم ہیں کہ اس ناپاک مشن کو چاک کرنے کی طاقت و ہمت نہیں رکھتے۔

عظمت سرور کونین ہے پونجی اپنی
جان دیکر بھی بچے یہ تو بچائے رکھیے

زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بنکر زندہ رہو اور پستی زمین پر آسمان بن کر زندہ رہو۔ عظمت نبی کو دل میں بساکر زندہ رہو لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہٖ والناس اجمعین پر عمل کرو۔ پھر نہ تمھیں کسی میں گالی دینے کی ہمت ہوگی اور نہ تمھارے سرور کی شان میں کوئی گستاخی کر سکے گا۔ حالانکہ وہ تو بے نیاز ہیں اور انھیں کون ایذا پہنچا سکتا ہے۔ مگر ہماری ان سے وفاداری کا تقاضہ کیا ہے یہ بھی تو سمجھیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو مٹایا نہیں جا سکتا مگر یہ بھی تو سچ ہے کہ مسلمان مٹتے چلے جارہے ہیں۔ مٹتے یوں چلے جارہے ہیں کہ وہ اسلام سے دور چلے گئے آیۃ الکرسی چھوڑ کر کرسی کے پیچھے بھاگنے لگے۔ اور حالت یہ ہوئی تخت ہلا نہ تختہ حیرت تو اس پر ہے جہاں سے اسلام کی روشنی چمکی وہاں کے لوگ تاریکی کی گود میں بیٹھ کر روشنی کا قتل کر رہے ہیں۔ کہنے کو تو آزاد

ہیں اور غلامیٔ مصطفیٰ کو چھوڑ کر امریکہ اور روس کی غلامی کر رہے ہیں۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ عرب میں ہے اور عرب والوں نے اپنا قبلہ واشنگٹن اور ماسکو بنا رکھا ہے۔ ظاہر ہے ایسی قوم کو مٹنے لٹنے اور کٹنے سے کون بچائے گا۔

خدا تو بے نیاز ہے جب دل میں خوف خدا و عظمت رسول نبی ہی نہ رہی تو سب سے ڈرنا ہوگا سب کے آگے جھکنا اور سب سے دبنا ہوگا اور اس کا نتیجہ آج سامنے ہے

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین !! اسلام میں تعلیم مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے لیکن آج تعلیمی میدان میں اسلام کے پیرو کار ہی سب سے پیچھے ہیں۔ دین کی تعلیم کو تو بڑے لوگوں نے چھوڑ ہی رکھا ہے غریب بیچارے مدرسوں کو آباد کئے ہوئے ہیں لیکن کالج کی رونق بڑھانے والوں کا حال بھی سب کو معلوم ہے اور مولوی بیچارے تو ان صاحب بہادروں کی نظر دل میں ہیچ ہیں ہی۔ نہ ہم دینی تعلیم میں آگے بڑھ سکے اور نہ دنیوی تعلیم میں۔ ہند میں سیکڑوں سال حکومت کی مگر تعلیمی اثرات نہ چھوڑ سکے۔ انگریزی دور میں مدارس و یونی ورسٹیاں بنائیں تو بھی انھیں سفید فام آقاؤں کے اشاروں پر

انگریزیت تو رچ بس گئی مسلمانیت کا نقش ختم ہو گیا۔ کاش علماء اور قائدین اس طرف توجہ دیں کہ ہماری قوم دونوں تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر دینی اور دنیوی وقار اور مرتبہ حاصل کر سکے۔

گلیاں کھیلتے ہوئے۔ گالیاں بکتے ہوئے۔ ناچتے گاتے ہوئے۔ شور شرابا کرتے ہوئے۔ ملیں گے تو مسلم نوجوان یا مسلم بچے۔ ان کی اس حالت پر کسی کی توجہ نہیں معاشرہ کیسے سدھرے گا۔ مسلمانوں کے اندر سلیقہ اور شعور اور پاکیزگی کیسے آئے گی۔ اس کا حل نکالنا دوسرے کاموں سے زیادہ ضروری اور خالص دینی کام ہے۔

گداگری اسلام میں منع ہے لیکن سب سے زیادہ بھکاری نظر آئیں گے تو اسی قوم میں۔ اچھے بھلے جوان بھی بھیک منگے بن گئے ہیں۔ فرضی پیر تو وہ بھی فقیر۔ لیڈر تو وہ بھی گداگر کوئی ہاتھ پھیلا کر گھر گھر بھیک مانگتا ہے۔ کوئی جھولی پھیلا کر چندے کی شکل میں اور کوئی حکومت سے۔

گداگری پر کنٹرول کرنا سب سے بڑا کام ہے ورنہ قومی غیرت جو کچھ بچی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی۔ بیت المال قائم کرنا ہوگا۔ اپنا بے سودی بنک قائم کرنا ہوگا اور بھی دوسری طرح کی رفاہی۔ فلاحی اور سوشل انجمنیں قائم کرنی ہوں گی۔ لیکن خلوص نیت کے ساتھ۔ خالص رضائے الٰہی و رضائے رسالت پناہی اور قوم کی فلاح کی خاطر۔ اس کی آڑ

میں نیتاگری کو دخل نہ ہونا چاہیئے۔

مسلمانوں میں دوسروں کی "مجھے مت چھوؤ" والی ذہنیت سرایت کرگئی ہے۔ وہ چھوٹے خاندان کا ہے ہم بڑے خانوادے کے۔ وہ جھک کر ہمیں سلام کرے وہ کام کرے ہم آرام کریں۔ کرسی ہمارا حق ہے ہر رتبہ اور عزت کے مالک اور ان کے لائق ہم ہیں۔ ہم بڑے ہیں طاقت ور ہیں اللہ اللہ اسلام نے جن باتوں کو ختم کیا مسلمان آج انھیں باتوں کو بڑھاوا دے رہا ہے۔ زبان حق پر پہرے بٹھائے جارہے ہیں مسلمان مسلمان کی عزت وآبرو۔ اس کی جان ومال کا دشمن آج جتنا خطرہ مسلمان کو اپنے سے ہے اتنا غیروں سے نہیں ہے

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ وہ ہرگز مسلمان نہیں جو دوسرے مسلمانوں کے لئے وہی پسند کرے جیسے اپنے لئے پسند کرتا ہے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں کہ ایک مسلمان کو تکلیف ہو تو جسم کے سارے اعضاء دکھی ہو جاتیں۔ مسلمانوں میں نہ کوئی چھوٹا ہے اور نہ بڑا اور کسی عربی کو کسی عجمی پر گورے کو کالے پر۔ امیر کو غریب پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تقوی والا ہے مگر ہم نے سارے فرمان بھلا دئے۔ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا رہی ہے کیا ہوگا اس قوم کا اللہ رحم کرے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہم خود کورٹوں میں جاتے ہیں جرائم کر کے آپس میں لڑ کٹ کر۔ اب مسلمانوں میں بھی جبری جہیز اور تلک ٹائپ کی دلہن کے والدین سے لوٹ کھسوٹ کی ریت چل گئی ہے۔ بات بات پر جھگڑا۔ ناچاقی۔ طلاق مطالبے پھر سر پھٹول اور تھانہ اور کچہری۔ کاش ہمارے یہاں اپنی شرعی کمیٹیاں اور پنچائتیں ہوتیں عوام قاضیوں مفتیوں اور علماء کا حکم مانتے اور اسلام پر قائم رہتے ہوئے برائیوں سے دور رہتے۔ تو کس کی مجال تھی ہمیں مجرم بنا دیتا اور ہم کیوں کورٹوں کا رخ کرتے اور انھیں موقع فراہم کرتے کہ وہ قانون اسلام میں مداخلت کریں۔

ہماری ہر بیماری کا صرف ایک علاج ہے کہ ہم اپنی تطہیر کریں اور شریعت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے سرکار کے اسوۂ حسنہ کو اپنا لیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بخدا خدا کا یہی در۔ نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کلام امام

اعلیحضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

تمہارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں
مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک

سرفلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

یہ مٹ کے اُن کی روش پہ ہوا خود انکی روش
کہ نقش پا ہے زمیں پر نہ صوت پائے فلک

تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
چلی نسیم ہوئے بند دیدہ ہائے فلک

نہ جاگ اٹھیں کہیں اہل بقیع کچی نیند
چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک

یہ اُن کے جلوے نے کیں گرمیاں شب اسریٰ
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک

مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ سر لے کے شب گدائے فلک

رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کان گہر جزائے فلک

تجمل شب اسریٰ ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسے ہی کوتل ہیں سبزہ ہائے فلک

یہ اہل بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے مدد دست آسیائے فلک

رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمین فلک کا ہوا سمائے فلک۔

ضیائے قرآن

(ادارہ)

گذشتہ سے پیوستہ

جب کائنات ارض وسما کی ہر شئے کسی نہ کسی مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے بلکہ بلا مقصد تخلیق کرنا خود شایان الوہیت ہی کے منافی ہے تو ظاہر ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے بغیر مقصد کے تو نہ پیدا کیا گیا ہوگا اور قرآن بھی یقیناً حیات انسانی کو بے مقصد قرار نہیں دیتا۔ موت وحیات کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے قرآن سورہ الملک میں واضح کرتا ہے کہ وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے بہتر جد وجہد کون کرتا ہے۔ اور وہی عزت بخشنے والا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ عملی جد وجہد کے لئے کوئی نہ کوئی مقصد اور نصب العین درکار ہوتا ہے جس کے حصول کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اور اسکی مطابقت یا عدم مطابقت کے لحاظ سے جد وجہد کرنے والے کے اعمال کا مقام متعین ہوتا ہے کہ آیا یہ انسان کامیاب رہا یا ناکام اس نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا یا نہیں۔ قرآن کے مطابق زندگی مقصد کے حصول سے عبارت ہے اور موت اس کے اخروی انجام ونتائج سے

اس لئے انسانی زندگی کا بامقصد ہونا نظام کائنات کے جواز کی بنیادی دلیل ہے۔

بہارِ حدیث

(ادارہ)

اور یہ حدیث اخلاص کی اصلِ عظیم ہے اور سرکار کے جامع کلمات سے جس سے کوئی عمل اصلاً خارج نہیں۔ اسی لئے جلیل القدر ائمہ دین سے تواتر کے ساتھ منقول ہوا کہ اس حدیث کا نفع عام ہے۔ اس کی وقعت عظیم ہے۔ ابو عبید کا قول ہے۔ کہ احادیث میں اس حدیث سے زیادہ جامع و نافع اور فائدہ بخش کوئی حدیث نہیں۔ شافعی احمد ابن مدینی ابن طہوری۔ ابو داؤد اور دار قطنی وغیرہم ائمہ دین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم کا تہائی حصہ ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ چوتھائی اور بیہقی نے تہائی حصہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ بندے کے اعمال اس کے دل زبان اور دیگر اعضاء سے صادر ہوتے ہیں تو نیت ان کے اقسام میں سے ایک ہے اور ان سب سے زیادہ راجح ہے اس لئے کہ نیت عبادت مستقلہ ہے اور دوسرے اعمال نیت کے محتاج ہیں۔ اس لئے ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور امام احمد کا کلام دلالت کرتا ہے کہ ان کی مراد علم کا تہائی حصہ ہونے سے یہ ہے کہ یہ حدیث ان تین قاعدوں میں سے ایک ہے جن کی طرف تمام احکام شرعیہ راجع ہیں اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے اصول تین حدیثوں پر دائر ہیں۔

۱۔ الاعمال بالنیۃ یعنی اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے

۲۔ ومن احدث فی امرنا ما لیس منہ فھو رد یعنی جو ہمارے دین میں ایسی بات نکالے جو دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

۳۔ الحلال بین والحرام بین یعنی حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ابوداؤد نے فرمایا کہ سنت کا دار و مدار چار حدیثوں پر ہے:

پہلی الاعمال بالنیۃ دوسری من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس کو چھوڑ دے جو اس کے لئے لا یعنی ہو ۳۔ الحلال بین والحرام بین

۴۔ ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا بیشک اللہ طیب ہے اور وہ طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اور ان سے ایک روایت میں ہے کہ انسان کو اس کے دین

کے لئے چار حدیثیں کافی ہیں۔ انھوں نے ان چار حدیثوں کو ذکر کیا اور آخری حدیث کے بدلے یہ حدیث ذکر کی۔

لا یکون المؤمن مؤمنا حتی یرضی لاخیہ مایرضی لنفسہ یعنی آدمی مومن کامل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے

میں کہتا ہوں کہ ان اقوال میں ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث نصف علم ہی بلکہ اس سے زائد میں دخل رکھتی ہے اس لئے کہ بہت سے مباح اور حلال کا کام نیت کے تابع ہیں اور ان کا حلال وحرام ہونا نیت پر منحصر ہے تو امام احمد کے قول میں الحلال بین والحرام بین فی الجملہ حدیث نیت کی طرف راجع ہے اور امام ابو داؤد کے کلام میں من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ کا مرجع بھی نیت ہے اس لئے کہ مجرد ترک بغیر نیت کے شرعاً کوئی فعل نہیں جس پر استحقاق ثواب ہو اور اسی طرح سے حدیث ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا بھی نیت کی طرف راجع ہے کہ قبول اخلاص پر موقوف ہے اور اخلاص بغیر نیت کے نامتصور ہے اسیطرح حدیث لایکون المؤمن مومنا حتی یرضی لاخیہ مایرضی لنفسہ کا مرجع نیت کی طرف ہے جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے کہ پسند کرنا فعل قلب ہے اور اس پر بھی استحقاق ثواب بغیر نیت کے نہیں ہوسکتا اور یہاں دوسری وجہ یہ ہے کہ کمال ایمان اس پر موقوف کیا گیا کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ایمان بھی فعل قلب ہے تو کمال ایمان بھی اس قبیل سے ہے اور اس کے لئے بھی نیت ضروری یہاں سے ظاہر ہوا کہ نیت نصف علم ہے بلکہ اس کا کل علم ہونا بھی مستبعد نہیں جیسا کہ ابھی گزرا کہ یہ حدیث اخلاص کی اصل عظیم ہے جس سے کوئی فعل اصلاً خارج نہیں اس لئے کہ اصل مقصود اخلاص ہے اور وہ بے نیت نہیں ہو سکتا تو نیت ہی اصل اخلاص اور مدار قبول ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث شریف علم عربیت میں بھی جاری ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا اعتبار سب سے پہلے نحویوں نے کلام کی تعریف میں کیا لہٰذا سیبویہ نے یہ قول کیا کہ کلام میں متکلم کا قصد ضروری ہے لہٰذا سونیوالا اور بھولنے والا اور سکھایا ہوا جانور مثلاً طوطا جو بولے وہ کلام نہ ٹھہریگا اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ نکرہ منادیٰ میں جب کسی معین کو ندا کرنا مقصود ہو تو وہ معرفہ ہوجائیگا اور اس کا ضمہ پر مبنی ہونا واجب ہوگا اور کسی معین کو ندا کرنا مقصود نہ ہو تو معرفہ نہ ہوگا اور اس صورت میں معرب منصوب ہوگا اور اسی قبیل سے ہے وہ منادیٰ جس پر بضرورت تنوین داخل ہو کہ اس کی تنوین فتحہ اور ضمہ

کے ساتھ جائز ہے۔ اسی تفصیل پر جو گزری تو اگر تنوین ضمہ کے ساتھ ہو تو اس منادیٰ کی صفت کا منصوب اور مضموم ہونا جائز ہوگا اور اگر منادیٰ کی تنوین نصب کے ساتھ ہو تو اُس کی صفت کا منصوب ہونا متعین ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اس صورت میں اپنے موصوف کا تابع ہے جو لفظاً اور محلاً منصوب ہے اب اگر اسم مکسور منادیٰ ہو جیسے تنوین داخل ہو جیسے یا فتیٰ تو اس صورت میں صفت نیت کے تابع ہوگی۔ لہٰذا اگر موصوف منادیٰ میں ضمہ کی نیت ہو تو صفت میں ضمہ اور نصب دونوں اعراب جائز ہوں گے اور اگر نصب کی نیت ہو تو صفت کا منصوب ہونا متعین ہوگا اور اسی حدیث سے ایک قاعدہ علماء نے استخراج کیا وہ یہ ہے الامور لمقاصدھا یعنی عام افعال اپنے مقصد کے تابع ہیں اور یہ قاعدہ حدیث سے جدا کوئی الگ چیز نہیں بلکہ اسی کی دوسرے لفظوں میں تعبیر ہے اور یہ حدیث جس طرح سے عربیت کے بہت سارے مسائل میں جاری ہے اسیطرح فن شعر میں بھی جاری ہے کہ شعر اہل عروض کے نزدیک وہ کلام ہے جو موزوں ہو اور اس سے شعریت مقصود ہو لہٰذا متکلم کے قصد کے بغیر اتفاقاً جو کلام موزوں نکل جائے وہ عروضیوں کی اصطلاح میں شعر نہیں ہے۔ (اشباہ)

۱۹۸۶ء

عُرس مبارک خواجہ اعظم اجمیر شریف

یکم رجب المرجب تا ۹ رجب المرجب مطابق ۳ تا ۱۲ مارچ ۱۹۸۶ء کو ختم ہوں گے۔

مُحِبّ اہل سنت و عاشقان خواجہ و برادران رضویت کو اطلاع دیجاتی ہے کہ امسال عرس مبارک مندرجہ بالا تواریخ پر منعقد ہوں گے۔ لہٰذا جن حضرات کو عرس کے موقع پر شرکت کرنا ہو وہ اجمیر شریف میں (مرکز اہلسنت قیامگاہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمہ و حجۃ الاسلام و حضور مفتیٔ اعظم ہند و قیامگاہ خانوادۂ اعلیٰحضرت کی خوشنودی کی خانقاہ (خانقاہِ مفتیٔ اعظم ہند) کے نام سے موسوم ہے) قیام فرما کر فیضانِ اعلیٰحضرت حاصل کریں۔ آج بھی اسی خانقاہ میں بیرون و ہند کے اکابر علماء کرام و عاشقان خواجہ و رضوی حضرات سید صاحب موصوف کی وکالت سے حاضر آستانہ ہو کر نذر و نیاز و چادریں وغیرہ پیش کرتے ہیں لہٰذا خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

پتہ۔ مولوی سید احمد علی رضوی وکیل جاوزہ خلیفہ مفتیٔ اعظم ہند رضوی گلی خانقاہ مفتیٔ اعظم ہند درگاہ اجمیر شریف

کلامِ حسنؔ

(استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب حسنؔ رحمۃ اللہ علیہ)

خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت
خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پس ذکرِ حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے
تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا

یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ
ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دعا کا

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے
تیرا نام لیوا ہے پیارا خدا کا

نہ کیونکر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی
کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا

جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا
کھلاتا ہی تو پھول جھونکا ہوا کا

عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ
سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا

خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے
مِرے مصطفیٰ کا مِرے مصطفیٰ کا

خدا کا وہ طالب خدا اس کا طالب
خدا اس کا پیارا وہ پیارا خدا کا

جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری
وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا

باب الاستفتاء

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (تیسری قسط)

مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

پھر فاضل ۱۷ میں فرماتے ہیں جامد ومتحرک قار وغیر قار اور پائیدار وناپائیدار کے درمیان جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے ادنیٰ سا شعور رکھنے والا بھی اس سے بے خبر نہیں۔ یہ بھی ہمارے سوال کا جواب نہیں کہ ہم نے ۱۷ میں عرض کیا تھا کہ پہلے تو جامد ومتحرک کا تفرقہ ثابت فرمائیے بغیر اس کے تفرقہ پر بنا رکھنا غیر ثابت پر بنا رکھنا ہے کہ نہیں؟ نہیں تو کیوں نہیں ہے تو اس پر بنائے کار کیا مفید؟ اس کا جواب ٹھیک ٹھیک یہ تھا کہ جامد ومتحرک کا تفرقہ فلاں دلیل سے ثابت ہے اور متحرک فلاں دلیل ہے جائز اور عموم حرمت سے مستثنیٰ ہے نہ وہ جو ارشاد ہوا کہ میں نے جامد ومتحرک وغیرہ کا معنی دریافت نہ کیا تھا۔ جس پر آپ یہ کہتے چلے کہ جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے جس سے ادنیٰ شعور رکھنے والا بھی بے خبر نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸ پھر فاضل مجیب فرماتے ہیں" جامد ومتحرک کی تمیز بالکل ثابت ہے الخ یہ میرے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے جو میں نے یوں عرض کیا تھا کہ اور جبکہ جامد ومتحرک کی تمیز غیر ثابت ہو تو یہ کہنے سے کیا حاصل کہ ویسے بھی پردۂ فلم پر جن جامد وغیر متحرک تصویروں کو ٹکڑا کر کے دکھایا جاتا ہے ان کے جامد وغیر متحرک ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا پھر یہ کہنا کہ اس لئے ٹی وی کے حقیقی طور پر جامد ہونے کا شبہ تک نہیں کیا جا سکتا کیا فائدہ مند ہے کہ بنائے کار ہی کسے تسلیم ہے۔ افسوس کہ ثابت ہونے کا دعویٰ تو بہت زور دار فرمایا مگر دلیل کے نام پر اندازہ وخیال کے سوا کچھ نہ دکھایا بحمدہٖ تعالیٰ اس اندازہ وخیال کا علاج ہم پہلے ہی خوب کر چکے اور بتا چکے کہ آنجناب کا اندازہ شرعاً حجت نہیں ٹھہر سکتا نہ آنجناب کا خیال صورت کا حقیقی قرار پا سکتا ہے اور جب یہ تمیز ہے ثابت نہیں اور یہی آپ کی بنیاد ہے جس پر ٹی وی اور ویڈیو کے عکوس کے جواز کی عمارت کھڑی کی ہے تو اصل فریب رزہوں یا کچھ اور جواز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا اور جب جواز ثابت نہیں تو ٹی وی کے

عکوس اور پردۂ فلم کی تصویریں حرمت میں ہم پلہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۹/ پھر آنجناب فرماتے ہیں میرا پورا جواب پڑھ لینے کے بعد بھی آپ پر تفرقہ واضح نہ ہو سکا اسپر مجھے حیرت ہے

اس پر معروض ہے کہ میں پھر وہی کہوں گا جو ابھی کچھ پہلے عرض کیا ہے کہ میں نے جامد و غیر جامد متحرک و غیر متحرک کی وضاحت طلب نہ کی تھی بلکہ اس پر دلیل طلب کی ہے جو آپ قائم نہیں فرما رہے ہیں اور میں تو یہی سمجھا تھا کہ یہ تفرقہ جناب کی تحقیق ہے اسی لئے میں نے سوال ۱۹ میں عرض کیا تھا کہ اس پر یہ کہنا کہ اس تحقیق کے بعد الخ اس پر معروض ہے کہ کونسی تحقیق کے بعد بھی تو وہ تفرقہ ہی ثابت نہ ہوا تو تحقیق کیا ہوئی" اس پر جناب یوں گویا ہوئے کہ **اس تحقیق کے بعد الخ لکھ کر میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ بالکل واضح ہے اس تحقیق کا تعلق جواب میں ذکر کردہ جدید آلات کی صنعت گیری سے تھا** جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنجناب کی تحقیق کا تعلق اس تفرقہ پائیدار و ناپائیدار سے نہیں ہے تو پھر کیا بات ہے۔ صاف کہد یجئے کہ میری تحقیق اس تفرقۂ مذکورہ سے متعلق نہیں یا لفظ بدل کر یوں کہد یجئے کہ یہ تفرقہ تحقیق نہیں بلکہ تراشیدہ مزعوم ہے پہلے بھی تو آپ از د خیال کے بدولت اس کے مزعوم ہونے کا اقرار کر ہی چکے ہیں اور اگر یہی بات ہے کہ تحقیق کا تعلق جدید آلات کی صنعت گیری سے ہے تو یہ تحقیق جناب کی کب ہوئی بلکہ ان ماہرین کی کی تحقیق ہوئی اور آپ ان کے مقلد ہوئے پھر بقول جناب میری تحقیق یعنی علامہ مدنی میاں صاحب کی تحقیق کیا ہوئی اور آپ نے یہ کیوں کہدیا کہ اگر ماہرین کی رائے میری تحقیق کے مطابق ہو تو اُسے مان کر گفتگو کی بنیاد رکھنی چاہیئے آپ کو یوں لکھنا چاہیئے کہ تھا کہ اگر ماہرین کی تحقیق میری رائے کے مطابق ہو الخ اور ہم نے سوالات میں اسی پر بر سبیل تنزل کلام کی بنیاد رکھی اور سوالوں ہی سوالوں میں آپ ہی کی رائے پر ویڈیو کیسٹ اور ٹی وی کے تصویروں کو ناجائز ثابت کیا بلکہ یہ مسئلہ تو پہلے ہی چار سوالوں میں طے ہو گیا اور جب آپ کی رائے تسلیم کرنے کے بعد بھی حرمت ثابت ہوئی تو ماہرین کے حوالے سے اس کو غلط ثابت کرنے کی کیا حاجت تو ہم سے یہ کیا کہنا کہ اسے مان کر الخ پھر آنجناب تحریر فرماتے ہیں

دارالافتاء میں بیٹھنے والے اگر کسی مفتی صاحب کو اگر یہ تحقیق سمجھ میں نہ آئے یا وہ اسے تسلیم نہ کریں تو میں ان کو ایک حد تک معذور سمجھتا

ہول اس پر گزارش ہے کہ جناب نے اس فقیر کو مفتی ہونے کی سند تو دی اگرچہ استہزاء کے پیرایہ میں سہی مگر یہ آنجناب کے شایان شان شرعاً مستحسن نہیں کہ مفتی صاحب جان کر کہہ کر ناسمجھ بے شعور بنائیں ہاں فقیر کو مفتی کہتے پھر جو چاہتے فرماتے

۲۰ پھر جناب فرماتے ہیں کہ ٹی وی میں دو باتیں ہیں ایک کا تعلق سننے سے ہے تو دوسرے کا تعلق دیکھنے سے تو جس کا تعلق دیکھنے سے ہے اس کو آئینو کے عکوس دیکھنے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور جس کا تعلق سننے سے ہے ان کو گراموفون اور ٹیپ ریکارڈوں کی آوازوں کے سننے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اسی طرح ویڈیو کیسٹ اور ٹیپ ریکارڈ والے کیسٹ آواز ٹیپ کرنے میں ایک ہی طرح ہیں۔ لہذا میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس میں تطویل کلام نہیں ویڈیو ٹی وی کی جائز آوازوں میں اختلاف کیسے تھا کہ آپ گراموفون اور ٹیپ ریکارڈ کی آوازوں پر قیاس فرمانے لگے اختلاف تو آپ سے ٹی وی کے عکوس مصنوعہ میں ہیں جنھیں جناب آئینوں کے عکوس پر قیاس فرما رہے ہیں یہ قیاس بیشک ممنوع ہے اور وجوہ ممانعت ہم پہلے ذکر کر آئے اور ہم ثابت کر آئے کہ ٹی وی سرے سے آئینہ نہیں تو اس میں جو نظر آتا ہے وہ عکس آئینہ نہیں بلکہ قطعاً تصویر ساختۂ انسان ہے تو یہ کہنا کہ ٹی وی کا آئینہ خاص ہی مگر ناپائیدار عکوس کے ظہور میں وہ بالکل عام آئینوں کی طرح ہے "الخ" غلط ہی جس کا کہ ہم بارہا مفصل بیان کر چکے واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱ پھر ہمارے فاضل فرماتے ہیں قیاس میں نے اس لئے کیا ہے کہ ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں اور نہ اس سلسلہ میں کسی مجتہد کا کوئی قول ہے اس لئے آپ کو قیاس کرنے کی اجازت ہو گئی اور آپ مجتہد کے منصب پر فائز ہو گئے۔ مگر یہ تو بتائیے کہ اس حادثۂ غیر منصوصہ کو کون سے امر منصوص پر کونسی علت جامعہ سے قیاس فرمایا اور اگر کوئی امر منصوص مقیس علیہ ہے تو یہ کیا فرما رہے ہیں کہ ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں" وہ امر منصوص مقیس علیہ ہے تو یہ کیا فرما رہے ہیں کہ ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں" وہ امر منصوص مقیس علیہ کیا ہے اسے کیوں نہیں ظاہر فرماتے اور اگر وہ امر منصوص ناپائیدار عکوس کے جواز سے متعلق ہے تو پھر قیاس کی کیا حاجت ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ کوئی امر منصوص مقیس علیہ ہے ہی نہیں اور اندازہ سے نصوص خصوص کا دعویٰ نہ کرتے اور تصویر کا وہ

معنی خیالی یعنی (ناپائیدار) اس کی حقیقت نہ ٹھہراتے تو سرے سے یہ قیاس ہی نہ ہوا اب آپ فرمایئے کہ کیوں نہیں "**آئینوں کے عکوس کی حلت شاہد عدل ہے**" میں کہوں گا کہ ٹھیک ہے مگر خاص آئینوں کے عکوس کی حلت کی کوئی نص نہیں ہے نہ کوئی نص ایسی ہے جس سے معلوم ہو کہ ناپائیدار عکوس حلال ہیں اور جب کوئی نص بالخصوص آئینوں کے عکوس کے لئے نہیں نہ کوئی نص ناپائیدار عکوس بنانے کی حلت سے متعلق ہے تو بات وہی رہی جو میں نے کہی جناب کے پاس کوئی امر منصوص ہی نہیں جو مقیس علیہ ٹھہرے تو قیاس ہی سرے سے نہیں رہ گئی یہ بات کہ آئینوں کے عکوس حلال ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ عکوس مصنوع انسان نہیں جو ظاہر اور اس پر تمام انسانوں کی سمجھ شاہد ہے اور تصویر سازی کی نصوص عام ہیں جن کی رو سے ہر تصویر حرام ہے اور ان میں ناپائیدار کی قید نہیں لگی بلکہ یہ قید آپ نے بڑھائی ہے جس کا ثبوت شرع و لغت سے آپ کے ذمہ ہے جو آپ نے نہ دیا بلکہ اندازہ سے نصوص میں بیجا تاویل و دعویٰ خصوص کیا یہ کس کا کام ہے یہ اگر میں عرض کردوں تو ہمارے سید صاحب کو تکلیف ہوگی اس سلسلہ میں کلام علماء ملاحظہ فرمائیں واللہ تعالیٰ اعلم

۲۲ میرے سوال ۲۲ کے جواب میں جناب نے بہت طول سے کام لیا ہے۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ **جاندار کی تصویر کشی کی حرمت اور ممانعت کا** اطلاق اس پر (ٹی وی کے عکوس پر) کیوں نہیں ہوتا یہ میں نے پوچھا ہی کب تھا کہ ویڈیو کیا ہے اور ویڈیو کیمرہ کا کیا وبال ہے اور ٹی وی کیسی بلا ہے اور ان تینوں کا کیا کام ہے نہ اس سے مجھے بحث تھی کہ ویڈیو کیمرے اور ویڈیو میں عکوس ہوتے ہیں کہ نہیں۔ مجھے تو اس سے بحث ہے کہ آپ نے خود ہی فرمایا کہ **ٹی وی ان ریز کی صورت میں بدل کر اپنے آئینہ سے ظاہر کر دیتا ہے** اور آپ ہی یہ فرمارہے ہیں کہ **ویڈیو کیمرے کے ذریعہ کسی طرح کی کوئی تصویر نہیں بنائی جاتی لہذا جاندار کی تصویر کشی کی حرمت و ممانعت کے جو نصوص ہیں اس کا اطلاق اس پر ہوتا ہی نہیں** یہ جناب کے اقرار سابق کے خلاف ہے۔ اور میرا سوال اس تطویل کے باوجود قائم کہ ان عکوس پر حرمت کا اطلاق کیوں نہیں ہوتا حالانکہ ٹی وی ان ریز کو صورت میں بدلتا ہے اور یہ قطعاً صورت بناتا ہے اور ناپائیدار و پائیدار کا تفرقہ ہمیں

تسلیم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳ پھر جناب فرماتے ہیں میرا یہ کہنا کہ اگر بالفرض ایسی فلم تیار کی جائے جس میں ایک جاندار کی تصویر نہ ہو اور وہ حرام و ناجائز نغمات و حرکات سے ملوث نہ ہو تو اس کو بھی دیکھنے میں بالاتفاق کوئی مضائقہ نہیں اگر یہ بات کسی معنی میں صحیح نہ تھی تو ...... ازہری ...... کو چاہیے تھا کہ اسکو سرے سے باطل قرار دیکر اسے مدلل فرمادیتے تو بالکل ظاہر ہے کہ جیسے دیکھنے سننے میں کوئی دینی یا دنیوی مقبول عند الشرع مصلحت نہ ہو اور صرف لہو و لعب کے طور پر دیکھنا سننا ہو تو بھلا کیسے جائز ہو سکتا ہے مگر۔ اگر دیکھنا لہو و لعب سے ہٹ کر دینی یا دنیوی فائدے کے لئے ہو اور پھر وہ جاندار کی تصویر اور حرام و ناجائز نغمات و حرکات سے ملوث بھی نہ ہو تو پھر اس کے دیکھنے میں مضائقہ ہی کیا ہے کسی سادہ سی عبارت میں کیڑے ہی نکالنا ہوں تو گنجائش نکال ہی لی جاتی ہے

اور کھینچ تان کر اسے ایسا مفہوم دیدیا جاتا ہے جو صاحب کلام کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوتا الخ

یہ سب ہمارے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے جو اس طرح ہے" اور یہ جو فرمایا کہ اگر بالفرض کوئی ایسی فلم تیار کرلی جائے جس میں ایک بھی جاندار کی تصویر نہ ہو اور وہ حرام و ناجائز نغمات و حرکات سے ملوث نہ ہو تو اس کو بھی دیکھنے میں بالاتفاق کوئی مضائقہ نہیں یہ مضائقہ نہیں علی الاطلاق ہے یا مقید بقیود ہے۔ بر تقدیر ثانی وہ قیود کیا ہیں بر تقدیر اول اسے دیکھنے میں کوئی مصلحت دینی یا دنیوی معقول و مقبول عند الشرع نہ ہو تو بھی اسے دیکھنا جائز ہوگا پھر اس تقدیر پر لہو و لعب کی تعریف کیا ہوگی اور اس کا مصداق کیا ہوگا۔ ناظرین کرام بتائیں کہ میں نے اپنے اس سوال سے کتنے کیڑے علامہ مدنی میاں صاحب کی عبارت میں نکالے اور کیا کھینچ تان کی اور جب یہ قید کہ لہو و لعب کے قصد سے نہ دیکھا جائے ملحوظ تھی تو اسے کیوں چھوڑا گیا اور سہواً چھوٹ گئی تو اس پر تنبیہ کرنے والا بجائے تشکر کے اس کا مستحق ہے کہ اسے کھینچ تان کرنے والا کیڑے نکالنے والا گردانا جائے اور یہی سمجھ لیا جائے کہ میں نے غور نہ کیا تو اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ تم نے غور نہ کیا اس سوء ظن کا اصل قلب۔

ظاہر سے پیدا ہونے کا کیا منشا تھا واللہ تعالیٰ اعلم
پھر یہ صورت مقیدہ نادر سے نادر تر بلکہ غیر
واقع ہے تو اسے ذکر کرنا اور وہ بھی بلا قید کس
قدر مفر ہے یہ محتاج بیان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
پھر یہی قید کافی نہیں کہ لہو ولعب کا قصد نہ ہو
بلکہ یہ بھی ضروری کہ اہل لہو ولعب کے طور پر
نہ دیکھیں اور اس قید کی طرف خود آپ کے اس جملہ
مگر دیکھنا لہو ولعب سے ہٹ کر الخ میں
واضح اشارہ موجود ہے کہ لہو ولعب سے ہٹ کر
دیکھنا جبھی ہوگا جب اس سے مشابہت نہ ہو۔
لہذا ضروری کہ لہو ولعب والوں کے طور پر نہ
دیکھی جائے اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ ضروری
ہے کہ اس سے بھی بے خوفی ہو کہ یہ فلم دیکھنا
لہو ولعب والوں کے لئے سند نہ ٹھہرے گا اور
وہ لہو ولعب کو کارِ خیر نہ سمجھ بیٹھیں گے۔ اب
اس کی ضمانت آپ لیں تو بے دھڑک فتویٰ دیں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۴ پھر جناب فرماتے ہیں جن افعال میں لہو ولعب
غالب رہے انھیں مطلقاً ممنوع قرار دیا جائیگا
مگر وہ آلات جو بنیادی طور پر آلات لہو ولعب سے
نہ ہوں اور اُن کا اچھا اور برا دونوں استعمال
ممکن ہوں تو صرف اس لئے کہ ان کا برا استعمال
ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے ان کے اچھے استعمال کو
ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا اب رہ گیا یہ امر کہ کون

کسی چیز کو محض لہو ولعب کے طور پر استعمال کرتا
ہے یا زیادہ تر لہو ولعب کو مقصود بناتا ہے تو
یہ تو نہ کرنے والے کی نیت پر موقوف ہے الغرض
کسی کے کس عمل پر کس چیز کا غلبہ ہے کوئی ایسا
آلہ نہیں ہے جو اس چیز کو واضح کرسکے۔
بس اجمالی طور پہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ
کام حرام ہے جس میں صرف لہو ولعب مقصود ہو
یا جس کا بڑا حصہ لہو ولعب پر مشتمل ہو"
جناب کے اس پورے جواب میں دو خط کشیدہ جملے
ہی ہمارے سوال ۲۴ کا ٹھیک ٹھیک جواب
ہیں اور یہ دونوں جملے آنجناب کی طرف سے ٹی وی
اور ویڈیو کے استعمال کی حرمت مطلقہ کا اقرار
ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ویڈیو اور ٹی وی کا
اغلب استعمال لہو ولعب ہی کے لئے ہوتا ہے
اور آپ نے اقرار فرمایا کہ جن افعال میں لہو و
لعب غالب ہو انھیں مطلقاً ممنوع قرار
دیا جائے گا اور آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا
ہے۔ المرء یوخذ باقرارہ تو جناب ہی
کے اقرار سے ٹی وی کی حرمت مطلقہ کا حکم ہوگیا
اور حکم جواز جو جناب نے اس فتوی میں دیا خود
رخصت ہوگیا یہ بفضلہ تعالیٰ سرکار ابد قرار
علیہ الصلاۃ والسلام المدار کے کرم کا عجیب فیض ہے
کہ حق کی تائید خود آپ کے فتوی میں موجود ہے

جو آپ کے فتویٰ کا کھلا رد ہے اور یہ جملہ لکھ کر آپ نے ٹی وی اور وڈیو کو اس کی گرفت سے بچانے کی کوشش ضرور کی ہے مگر نہ بچا سکے۔۔ اور آپ نے پھر اقرار فرمایا کہ **بس اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر وہ کام حرام ہے جس میں صرف لہو ولعب مقصود ہو یا جس کا بڑا حصہ لہو ولعب پر مشتمل ہو** اور اس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں کہ وڈیو اور ٹی وی کا بڑے سے بڑا استعمال صرف لہو ولعب ہی کے لئے ہوتا ہے تو قطع نظر اس کے کہ وڈیو اور ٹی وی میں صورت ہوتی ہے کہ نہیں ان کی حرمت کے لئے آپ ہی کی قلم سے نکلے ہوئے یہ دو جملے ہی کافی تھے۔ جنھیں لکھ کر آپ نے اپنے فتویٰ کا خود رد کر دیا وللہ الحمد اچھا ہوتا کہ آپ انھیں دو جملوں کو لکھ کر وڈیو اور ٹی وی کی حرمت کا فتویٰ دیتے اور جواز کا فتویٰ صادر نہ فرماتے اور آلات کا بنیادی طور پر لہو ولعب سے نہ ہونا کیا معنی۔ آلات کے وسائل ہیں حکم میں اپنے مقاصد کے تابع ہیں لأن الامور بمقاصدها اور یہ کوئی ضمانت نہیں دے سکتا کہ ان آلات کی غرض وغایت لہو ولعب نہیں اور مشاہدہ خود اس کے خلاف ہے تو کچھ مستبعد نہیں کہ لہو ولعب کے لئے ہی بنے ہوں جبکہ استعمال شاہد ہے اور بنانے والے کہ شرع کے پابند نہیں بلکہ شرع کے دشمن ہیں اور لہو ولعب کے رسیا ہیں ان سے کب یہ امید ہے کہ انھوں نے لہو ولعب کا قصد نہ کیا ہوگا اور یہ جو فرمایا **کہ صرف اس لئے کہ اس کا بڑا استعمال ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے الخ** اس جملے کی پہلی شق **یعنی بڑا استعمال ہوتا ہے** آپ کے پہلے اور آخری جملے سے ٹکرا رہی ہے اور دوسری شق یعنی ہو سکتا ہے الخ ممنوع ہے۔ شریعت جس طرح علت پر حکم دائر فرماتی ہے بہت جگہ مظنۂ علت پر بھی حکم لگاتی ہے جس کی نظیر میں کتب فقہ کے مطالعہ کرنے والے پوشیدہ نہیں اور ہم نے اپنے ایک فتویٰ بابت کتابت نسواں میں چند نظیریں لکھ کر یہ فتویٰ سنی دنیا میں چھپوایا ہے فلیراجع یہاں اپنے اس دعوی پر آیت کریمہ کی شہادت پیش کروں قال تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم الآیۃ بتوں کو برا کہنے سے منع کیا گیا تھا کہ کفار اللہ تعالیٰ کو دشنام نہ دیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ممانعت مظنۂ شر کی وجہ سے ہوئی تھی۔

اسی وجہ سے تقبیح اصنام اسوقت ممنوع ہوئی حالانکہ طاعت ہے مگر اس صورت میں جبکہ شر کی طرف مقضی ہو اس سے ممانعت ہوگئی بیضاوی میں ہے وفیہ دلیل علی أن الطاعۃ اذا ادت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکہا لأن ما یؤدی الی الشر شر خازن میں ہے وقیل انما نہوا عن سب الأصنام وان کان فی سبہا طاعۃ وھو مباح لما یترتب علی ذلک من اور یہ جو فرمایا کہ اب رہ گیا یہ امر کہ کون کس چیز کو محض لہو ولعب کے طور پر استعمال کرتا ہے الخ یہ ہماری ذمہ داری نہیں کہ نیت کو ٹٹولیں اور ارادے کی چھان بین کریں۔ شریعت ظاہر و اغلب پر حکم لگاتی اور نادر کا اعتبار نہیں فرماتی ہے کما لا یخفی علی من راجع کتب الفقہ اسی لئے آپ نے بھی بالآخر یہ آخری جملہ فرمایا کہ بس اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ہر کام حرام ہے الخ اور اس سے اور پہلے جملہ سے اپنے باقی کلام کا رد کر لیا کما ھو ظاہر واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵ ہمارے فاضل نے ہمارے آخری سوال کا جواب ہی نہ دیا اور اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا وہ جواب سے متعلق ہی نہیں تو اس کے متعلق کیا لکھا جائے بس اتنا لکھتا ہوں کہ میرا یہ سوال فی الحقیقت ۲۴ سے متعلق تھا جس کے مندرجات اس صورت میں متوجہ ہوئے جبکہ لہو ولعب پر علامہ کچھ کلام فرماتے۔

آخر میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کے جوابات کے جوابات حاضر ہیں میں نے ان میں یہ کوشش کی ہے کہ کوئی بات آپ کی طبع نازک کے لئے گراں نہ ہو سبقت قلم سے کچھ لفظ ایسے نکل گئے ہوں جو طبع شریف پر بار ہوں ان کے لئے فقیر معذرت خواہ ہے اور یہ جناب نے نہ بتایا کہ میرے سوالات میں کونسا جملہ معاندانہ مکابرانہ مجادلانہ تحریر ہوا اس کی نشاندہی ضروری ہے پھر یہ بھی خیال فرمانا تھا کہ فقیر سائل تھا اور سائل سے سوال نہیں کیا جاتا اور اگر کوئی سائل سے سوال کرے تو اس پر جواب دینا لازم نہیں میں نے جو آپ کے پانچ سوالات کے جوابات دئے وہ محض تبرعاً دیئے ہیں اور فاضل جلیل علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا بہتر جواب یہی دیں گے۔ مگر انھوں نے میرے سوالات کو جواب سمجھ لیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ خود جناب نے تو سوال پر سوال فرمایا اور نام جواب کا ہوا وہ بظاہر سوالات ہیں مگر اب تو ہر ناظر منصف پر کھل گیا کہ وہی سوالات آپ کے فتویٰ کا شافی جواب تھے اور اس میں حضرت مولانا قاضی عبد الرحیم صاحب پر کیوں اتنا تعجب ہے۔ فیض الرسول نے

خلاف ذلک نہوا عن سب الاصنام اھ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ اصل ہے جو اشباہ میں ارشاد ہوئی کہ درء المفاسد اہم من

بھی میرے سوالات کو فتوی ہی سے تعبیر کیا اس پر بھی تعجب فرمایئے اور وہ فرد گزاشتیں کہاں ہیں جنھیں قاضی صاحب نے بقول جناب تصحیح و تصویب فرما کر خود شریک کر لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

کلامِ تاجدار حضور مفتی اعظم ہند نوری قدس سرہ

نوری مورت نور کا پتلا صلی اللہ علیک وسلم

تو چاہے وہ رب چاہے، رب چاہے جو تو چاہے
چاہا تیرا رب کا چاہا صلی اللہ علیک وسلم

جتنے سلاطیں پہلے آئے سکے ان کے ہو گئے کھوٹے
جاری رہیگا سکہ تیرا صلی اللہ علیک وسلم

تاجِ سلطاں بنکر چمکا تیرے نقشِ پا کا جلوہ
تو ہے نورِ ذات مولا صلی اللہ علیک وسلم

تیرے گھر کا بچہ بچہ سارا گھرانا سید والا
نوری مورت نور کا پتلا صلی اللہ علیک وسلم

کی ہے ارغم نے چڑھائی ماہِ طیبہ تیری دہائی
بدر و دجیٰ ہو جلوہ فرما صلی اللہ علیک وسلم

غم کی کالی گھٹائیں چھائیں رنج و الم کی بلائیں چھائیں
شمس ضحیٰ ہو جلوہ فرما صلی اللہ علیک وسلم

خارِ غم کیسا چبھتا ہے کیسی خلش ہے دل دکھتا ہے
پیارے دل سے نکالو کانٹا صلی اللہ علیک وسلم

رافع تم ہو دافع تم ہو، نافع تم ہو شافع تم ہو
رنج و غم کا پھر کیا کھٹکا صلی اللہ علیک وسلم

میں ہوں بے بس تو ہی بس ہے، میں ہوں بیکس تو ہی کس ہے
کس لے کمر اور بہر مدد آ صلی اللہ علیک وسلم

سر پہ بادل کالے کالے دودِ عصیاں کے ہیں چھائے
دم گھٹتا ہے میرے مولا صلی اللہ علیک وسلم

میں ہوں تنہا بن ہے سونا دزدِ ایماں سر پہ پہنچا
میری خبر لے میرے مولا صلی اللہ علیک وسلم

شرح کلام الرضا فی تخلیق الارض والسماء

(بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ اعظمی)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے الملفوظات حصہ اول کے شروع ہی میں یہ لکھا ہے

"اللہ تعالیٰ نے چار دن میں آسمان پیدا کیا اور دو دن میں زمین یکشنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ، چہارشنبہ میں آسمان اور پنجشنبہ اور جمعہ میں زمین"

یہ قرآن مجید کی سورہ حٰم سجدہ آیت نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲ کے خلاف ہے۔ الملفوظ کے جتنے نسخے چھپے ہیں سب میں یہی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوگا؟ قرآن مجید کے خلاف اعتقاد رکھنا چھا بنا کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب۔ کسی کا قول قرآن عظیم کی کسی آیت کے خلاف نظر آنا اور بات ہے اور فی الحقیقت قرآن عظیم کے خلاف ہونا اور بات ہے ہمارے نزدیک مسئلہ دائرہ میں یہی صورت حال ہے۔ کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا ایک قول سائل کو قرآن عظیم کی ایک آیت کے بظاہر خلاف نظر آرہا ہے در اصل قرآنِ عظیم کے خلاف نہیں ہے۔

سائل نے قرآنِ عظیم کی آیت اور فاضل بریلوی کے قول میں اختلاف کے وجوہ پر روشنی نہیں ڈالی ہے اس لئے اب ہم کو ہی دونوں کام کرنا ہی پڑ رہا ہے۔ تو پہلے وجوہ اختلاف واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اعلیحضرت کے مندرجہ بالا قول سے حسب ذیل باتیں ظاہر ہوتی ہیں

(۱) پہلے آسمان بنا پھر زمین

(۲) چار دن میں آسمان بنا اور دو دن میں زمین

(۳) دونوں کے تعین کر اتوار سے بدھ تک آسمان اور جمعرات وجمعہ کو زمین

(۴) جمعہ کے دن بین العصر والمغرب حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔

اب ہم آیت محولہ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں تاکہ وجوہ اختلاف ظاہر ہو سکیں۔

"تم فرماؤ کیا تم لوگ اسکا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ ہے سارے جہاں کا رب، اور زمین میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کے لئے روزیاں مقرر کیں، یہ چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کے لئے پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا، اور

وہ دھواں تھا تو اس نے آسمان و زمین سے فرمایا دونوں حاضر ہو، چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو پھر سات آسمان کر دیا دو دن میں۔

(۱) ان آیات بینات میں ہے کہ زمین بنائی پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا، تو دو دن سات بنا دیا اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی تخلیق آسمان سے پہلے ہے

(۲) آسمان کو دو دن میں زمین کو دو دن میں اور زمین کے اوپر اور اندر کی چیزیں چار دن میں۔

(۳) زمین اور آسمان دونوں کو حکم دیا کہ حاضر آؤ تو دونوں مطیع و منقاد ہو گئے

(۴) یہ بت زمین اور آسمان کے خالق کے ہمسر نہیں ہو سکتے۔

اعلیٰحضرت کے قول اور آیات مبارکہ کے آخری دو نمبروں کا حال یہ ہے کہ جو بات اعلیٰحضرت کے قول کے آخری دو نمبروں میں ہے۔ آیت میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔ اور آیت کے دو آخری نمبروں میں جو مذکور ہے قول اعلیٰحضرت میں اس کے بارے میں کوئی تشریح نہیں اس لئے ان دونوں میں تعارض و اختلاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہاں بقیہ دو نمبروں میں ضرور اختلاف معلوم ہوتا ہے

(۱) کہ اعلیٰحضرت کہتے ہیں کہ پہلے آسمان بنا۔ آیات سے معلوم ہوتا ہے پہلے زمین بنی بلاشبہ دونوں باتوں میں صاف تعارض معلوم ہوتا ہے

(۲) اعلیٰحضرت کہتے ہیں چار یوم میں آسمان بنا۔ اور آیت بتاتی ہے دو دن میں آسمان بنا۔ لاریب کہ ان دونوں باتوں میں تدافع معلوم ہوتا ہے۔

لیکن ہماری بڑی بھول ہوگی اگر ہم اسی مقام پر جم کر رہ گئے۔ آئیے قرآن کریم کی گہرائی میں اتریں

پہلے زمین بنی یا آسمان؟

تخلیق زمین و آسمان سے متعلق قرآن عظیم کے چار مقام پیش نظر ہیں۔

(الف) آیات حٰمٓ السجدہ" جن کا ترجمہ اوپر گزرا

(ب) آیت سورہ بقرہ ترجمہ مندرجہ ذیل ہے

"وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔ پھر آسمان کی طرف استواء (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے" ان دونوں آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ زمین پہلے بنی بلکہ زمین کے اندر اور اوپر جو کچھ ہے وہ بھی آسمان سے پہلے بنا۔

(ج) "کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا۔ اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی۔ اور اس کے بعد زمین پھیلائی، اسمیں سے اس کا پانی نکالا اور چارہ اور پہاڑوں کو جمایا (سورۂ نازعات)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو پہلے بنایا اس کے بعد زمین پیدا کی۔

(د) ”بیشک تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو چھ دن میں بنایا“ (سورۂ یونس)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ آسمان و زمین مجموعی طور پر چھ دن میں بنے کتنے دن میں زمین اور کتنے دن میں آسمان؟ آیت مذکورہ میں اس کی کوئی تفصیل نہیں۔

اب ہم اصل مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو آیت (۱) و (۲) زمین اور اس کے متعلقات کی تخلیق کو آسمان سے مقدم ثابت کرتی ہے۔ اور آیت نمبر (س) کا تقاضہ ہے کہ آسمان پہلے بنا زمین بعد میں۔ اس مقام پر ہم دیکھتے ہیں کہ مفسرین بھی دو طبقہ میں بٹے ہوئے ہیں۔

ابن عباس، زمخشری، اور اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ زمین پہلے بنی اور یہی اس مرفوع حدیث کا مضمون ہے جس کو امام طبری، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اس حدیث کی تصحیح بھی کی ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ سورۂ والنازعات کی آیت مبارکہ ”والارض بعد ذالک دحٰھا“ اور زمین آسمان کے بعد پھیلائی“، کا کیا جواب ہوگا کہ یہ قول اس آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ تو ان حضرات علمائے کرام نے جو آیات سورہ حم سجدہ و بقرہ کے مطابق قول کرتے ہیں۔ آیت والنازعات کا یہ جواب دیا کہ آیت مذکورہ میں دحو کا لفظ آیا ہے جس کے معنی پھیلانا

اور سورۂ حم سجدہ میں خلق کا لفظ آیا ہے جسکے معنی پیدا کرنا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ زمین آسمان سے پہلے تو پیدا کی گئی مگر پھیلائی گئی آسمان کی تخلیق کے بعد۔ یہ جواب ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے جو بخاری میں تعلیقاً مروی ہے
کبیر جلد ثامن ص ۳۲۸

مگر پھر اس پر یہ نکتہ سوال اٹھا کہ آیات حم سجدہ اور آیت سورۂ بقرہ کا تقاضہ یہ ہے کہ زمین کی تخلیق اور اس کے دحو دونوں کے بعد آسمان کی تخلیق ہوئی ہو بلکہ زمین میں جو کچھ ہے اس کی پیدائش کے بعد ہی آسمان بنا ہو جیسا کہ آیات بقرہ میں ”بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا“ اور آیات حم سجدہ میں ”زمین بنائی گئی لنگر ڈالے۔ برکت دی، روزیاں مقرر کیں۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا“ سے ظاہر ہے کہ دونوں جگہ پھر کا لفظ جو تاخیر پر دلالت کرتا ہے زمین اور اس کے ان متعلقات کی تخلیق کے بعد فرمایا گیا اس لئے آیت والنازعات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تاویل چسپاں نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس تاویل سے ہٹ کر چار تاویلیں اور کیں کہ آیت مبارکہ والنازعات میں والارض بعد ذالک دحٰھا اپنے ظاہر پر نہیں ہے اور ان سب کے بعد یہ اعتراف کیا

کر دکھا ان کان تکلفاً لکن اضطروا الیہ
(حاشیہ جلالین)

ہر چند کہ یہ ساری تاویلیں تکلفات ہیں لیکن علماء یہ کرنے پر مجبور ہیں۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں انہ خلاف الظاھر، تاویل ظاہر کے خلاف ہے۔

اس کے برخلاف امام تفسیر مقاتل، قتادہ اور سدی اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ اور یہی قول امام بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اختیار کیا۔ جیسا کہ آیات نازعات کا ظاہر یہی ہے اور ان لوگوں نے آیات سورۂ بقر اور حٰم سجدہ کی تاویل کی، اور انکی تاویل نسبتاً لگتی ہوئی ہے۔ امام بیضاوی کہتے ہیں ثم استوی الی السماء میں ثم کا لفظ تراخی زمانہ کے لئے نہیں ہے۔ صرف تراخی بیان کے لئے ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن آیتوں میں ثم استوی الی السماء ہے۔ (پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا) جس یہ پتہ چلتا ہے کہ آسمان کا قصد زمین کے بعد ہوا۔ وہاں ثم کے معنی (اس کے بعد) نہیں کبھی کبھی پہلے والی چیزوں کو جو نسبتاً کم اہم ہوں زمانہ میں مقدم ہونے کے باوجود اہم چیزوں کے بعد جو رتبہ میں مقدم ہو لفظ ثم کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہاں بھی ہوتا ہے کہ درحقیقت آسمان کو پہلے بنایا لیکن بیان کرتے وقت یہ کہہ دیا پھر آسمان کو بنایا۔

میں نے جلالین شریف ص ۳۹۷ بیضاوی شریف جلد خامس ص ۴۵ مدارک شریف چہارم ص ۸۹ بخاری شریف جلد ۲ ص ۷۱۳ بیضاوی ص ۱۵۷ کا خلاصہ یہاں لکھ دیا۔ اہل علم اصل بحثوں کو مذکورہ بالا حوالوں میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب قرآن عظیم کی آیات سے زمین و آسمان دونوں کے ہی ایک دوسرے کے بعد ہونے کا مضمون ہویدا ہے۔ یعنی آیات کسی ایک کی تقدیم پر قطعی الدلالۃ نہیں ہیں اور جب مفسرین کرام کے اسی کی روشنی میں دو مکتبۂ فکر پیدا ہو گئے۔ کہ کوئی زمین کی تخلیق مقدم کر رہا ہے اور کوئی آسمان کی، اور آج چودہ سو کی تاریخ میں فریقین میں سے کوئی گروہ دوسرے پر قرآن کی مخالفت کا الزام نہیں رکھ رہا ہے۔ تو اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی تخلیق کے مقدم ہونے کی بات کر دی تو ان پر قرآن کی مخالفت کا الزام کہاں تک مبنی بر انصاف ہے؟ اس لئے گذارش ہے کہ سائل کو مولانا احمد رضا خاں صاحب کا کلام قرآن کی ایک آیت کے خلاف نظر آیا۔ اور کوتاہی یہ ہوئی کہ اس نے والنازعات والی آیت دیکھی ہی نہیں۔

زمین چار دن میں بنی اور آسمان دو دن میں
یا آسمان چار دن میں اور زمین دو دن میں؟

اس مسئلہ پر قرآن عظیم نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا۔ آیات کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ آیت سورۂ یونس میں ہے۔

"آسمان و زمین چھ دن میں بنایا۔ اس آیت میں آسمان و زمین کی مشترکہ مدت تخلیق بتائی گئی۔ دونوں کی علیحدہ علیحدہ مدت بیان نہیں کی گئی۔ جس کو عقلاً مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) تین دن میں زمین آسمان

(۲) چار دن میں زمین دو دن میں آسمان

(۳) دو دن میں زمین چار دن میں آسمان

مزید عقلی صورتیں نکل سکتی ہیں مگر وہ ہماری بحث سے بے علاقہ ہیں اس لئے انھیں ذکر کر کے نمبر بڑھانا بے فائدہ سمجھا۔

آیت حٰمٓ سجدہ سے بھی اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس میں ہے کہ "دو دن میں زمین، دو دن آسمان، اور چار دن میں وہ چیزیں جو زمین کے اندر یا اوپر ہیں،" لیکن اس آیت میں بیان کئے ہوئے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ دن ہو جاتی ہے جبکہ سورۂ یونس میں مجموعی تعداد صرف چھ دن بتائی گئی ہے۔

ان دونوں آیتوں میں تطبیق کی ایک ممکن صورت یہ بھی تھی کہ کہا جائے کہ چھ دن اور آٹھ دن میں کوئی منافات نہیں کہ ایسے مقام پر عدد حصر کے لئے نہیں ہوتا یعنی یہ مطلب نہیں کہ اس سے زائد نہیں ہو سکتا۔ شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں در ذکر قلیل وکثیر منافاتے نیست از جہت وجود قلیل در ضمن کثیر کم عدد اور زائد عدد میں کوئی تعارض نہیں کہ کم زائد کے اندر ہی ہوتا ہے۔

آسمان سات ہیں یا نو قرآن نے سات بتائے قدیم ہیئت داں اور حکماء کہتے ہیں قاضی بیضاوی کہتے ہیں ان قیل ان اصحاب الارصاد اثبتوا التسعۃ قلت فیما ذکروہ مشکوک وان صح فلیس فی الآیۃ نفی الزائد اگر کہا جائے کہ اہل ہیئت نو آسمان ثابت کرتے ہیں اور قرآن سات تو میں کہوں گا کہ اولاً انکی باتیں خود مشکوک ہیں اور صحیح ہوں تو قرآن سات کا بیان ہے سات سے زائد کی نفی نہیں ہے الغرض یہ تاویل ممکن تھی کہ جس آیت سے چھ دن ثابت اس کا مطلب یہ نہیں کہ آٹھ دن نہیں جب دو دن مزید آیت حٰمٓ سجدہ سے ثابت ہو گئے تو یہی مانا جائے۔

لیکن ائمہ تفسیر میں کوئی بھی اس تاویل کا قائل نہیں۔ اس لئے یہ خارج از بحث ہے اسی طرح تین دن میں آسمان اور تین دن میں زمین جیسا کہ اوپر عقلی شقوں میں پہلی شق ہے اس کا بھی قول کسی سے ثابت نہیں۔ اس لئے

اس لئے یہ بھی بحث سے خارج ہے۔
اب تطبیق کے لئے دو صورتیں رہ جاتی ہیں۔
(۱) زمین چار یوم میں اور آسمان دو یوم میں
(۲) آسمان چار یوم میں اور زمین دو یوم میں
اول اکثر مفسرین کا قول ہے چنانچہ صاحب مدارک کا قول ہے۔

وفی الحدیث ان اللہ خلق الارض یوم الاحد والاثنین وخلق الجبال یوم الثلثاء وخلق یوم الاربعاء الشجر والماء والعمران والخراب فتلک اربعة ایام وخلق یوم الخمیس السماء وخلق یوم الجمعة النجوم والشمس والقمر والملائکة وخلق آدم علیہ السلام فی آخر ساعة من یوم الجمعة مدارک چہارم ص۸۹

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتوار اور دوشنبہ کو زمین بنائی۔ منگل کو پہاڑ اور بدھ کو پانی آبادی ویرانے یہ چار یوم ہوئے اور جمعرات کو آسمان اور جمعہ کو چاند سورج، فرشتے، آدم علیہ السلام کو جمعہ کی آخری گھڑی میں بنایا۔

اور سورۂ حم سجدہ کی آیت مبارکہ میں چار دن کے لفظ کو دو دن مانیں گے تاکہ سورۂ یونس سے مطابقت ہوجائے۔ مدارک میں ہے

فی اربعة ایام فی تتمة اربعة ایام ولابد من ھذا التقدیر لانه لوجری علی الظاھر لکانت ثمانیة ایام مدارک چہارم ص۱۰۱

زمین پر جو کچھ ہے چار دن میں بنایا۔ یعنی یہ چار پہلے والے دو دو دن ملاکر ہوئے (تاکہ مجموعی شمار چھ دن ہی رہے) اس

تاویل کی ضرورت اس لئے پڑی کہ آیت کا ظاہر مراد لیا جائے تو کل آٹھ دن ہوجاتے ہیں۔

اور اس تاویل کا جواب کلام عرب سے اس طرح پیش کیا۔

کقولك سرت من البصرۃ الی بغداد فی عشرۃ ایام والی کوفة فی خمسة عشر یوما بیضاوی خامس ص۴۵

جیسا کہ کہتے ہیں کہ بصرہ سے بغداد تک دس دن میں گیا اور کوفہ تک پندرہ دن میں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ کوفہ تک جانے کے لئے الگ سے پندرہ دن لگے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغداد کوفہ کل ملاکر پندرہ دن ہوئے۔

اسی قول کی ایک دوسری تعبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری میں مروی ہے اور خازن نے اسی کو عبد اللہ بن سلام، کعب احبار، ضحاک، مجاہد کا قول بتایا اور طبری کا مختار کہا۔

ان اللہ تعالیٰ خلق التربة التی ھی الارض بلا دحو ولا بسط فی یوم الاحد والاثنین ثم استوی الی السماء فسواھن سبع سماوات فی یومین الثلثاء والاربعاء ثم دحا الارض و

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی جس کو زمین کہتے ہیں بغیر پھیلائے اور بچھائے دو دن اتوار اور دوشنبہ کو پیدا کیا پھر آسمان کو دو دن منگل بدھ میں بنایا

بسطہا واخرج مائہا و مرعاھا وجمیع مافیہا فی یومین وھذا الخمیس والجمعۃ

پھر زمین پھیلایا اس میں پانی نکالا۔ چراگاہیں بنائیں اور اس میں جو کچھ ہے جمعرات اور جمعہ کو بنایا۔

الغرض اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اتوار سے بدھ تک زمین اور اس کے متعلقات بنے اور جمعرات اور جمعہ کو آسمان اور اس کے متعلقات اس طرح آسمان و زمین کل چھ یوم میں بنے۔ سورہ حٰم میں جو زمین کے لئے دو دن اور متعلقات کے لئے چار دن مذکور ہے۔ اس کا مطلب الگ سے چار یوم نہیں ہے بلکہ وہ اور یہ ملا کر چار یوم ہے۔

دوسری صورت کے بارے میں امام خازن فرماتے ہیں

قیل اول ما خلق اللہ القلم ثم اللوح فکتب فیہ ما کان وما یکون ثم خلق الظلمۃ والنور ثم خلق العرش ثم خلق السماء من درۃ بیضاء ثم خلق الثوبۃ ثم خلق جمیع ما فیہا ثم خلق آدم فی آخر ساعۃ من ساعات یوم الجمعۃ فتکامل جمیع الخلق فی ستۃ ایام۔ (خازن دوم ص ۹۹ — ۱۰۰)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح و قلم پیدا کیا۔ اس نے ما کان و ما یکون لکھا پھر روشنی و تاریکی پیدا فرمائی۔ پھر عرش بنایا پھر آسمان بنایا۔ سپید موتی سے۔ پھر زمین پیدا کی پھر اس میں جو کچھ ہے وہ بنایا۔ پھر آدم علیہ السلام کو جمعہ کی آخری ساعت میں بنایا تو پوری مخلوق چھ دن میں ہو گئی۔

اس قول میں ہر ہر دن کی مخلوقات کا الگ الگ بیان تو نہیں ہے لیکن یہ تصریح ہے کہ یہ سب چھ دن میں بنا اور یہ بھی واضح ہے کہ آخری دن جمعہ تھا پس اس حساب سے پہلا دن اتوار ہوا۔ پھر اس قول کی عبارت پر غور کیجئے تو آسمان اور اس کے متعلقات کے لئے چار جگہ خلق کا لفظ آیا ہے کہ یہ پیدا کیا وہ پیدا کیا۔ جس کو آسانی سے چار دن پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اور زمین و متعلقات کے لئے دو جگہ خلق کا لفظ جس کا صریح مطلب یہی ہے کہ زمین کے لئے دو دن صرف ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لئے الگ سے کسی دن کی ضرورت نہیں کہ یہ دوسرے دن جمعہ کی آخری ساعت میں پیدا کئے گئے۔ اور یہ بات فریقین کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ جو لوگ آخری دو دن آسمان کے لئے بتاتے ہیں وہ بھی دوسرے دن جمعہ کی آخری ساعت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بتاتے ہیں۔ اب صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ قول اسی گروہ کا ہے جو ابتدائی چار یوم میں آسمان اور آخری دو دن میں زمین کی تخلیق کے قائل ہیں۔

اور اس قول والوں کے لئے آیات حٰم سجدہ کی تاویل نہایت آسان ہے۔ ہم آیات حٰم سجدہ کو جوں کا توں قبول کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

تضمین بر کلام حضرت حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۷۸۶/۹۲

(از محمد عثمان اوج اعظمی)

انیس بیکساں ہو شافع روز جزا تم ہو	دوائے درد دل ہو دافع رنج و بلا تم ہو
پیامی امن کے ہو قاطع جور و جفا تم ہو	"حبیب کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو

محمد مصطفیٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو"

رسولوں میں بہت اچھے بہت ہی خوب ہیں لیکن	رسالت کے مراتب سے کئی منسوب ہیں لیکن
سبھی خالق کے طالب خلق کے مطلوب ہیں لیکن	"جو صدقے انبیاء کے یوں تو سب محبوب ہیں لیکن

جو سب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوب خدا تم ہو"

بلا ہے وہ رخ زیبا نہیں ثانی کوئی جس کا	ہو رب کے بعد بے ہمتا نہیں ثانی کوئی جس کا
رقم توصیف ہو پھر کیا نہیں ثانی کوئی جس کا	"وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا

اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو"

حضور شاہ روداد گدا کہتے نہیں بنتی	ہوئی صد تار کیوں اپنی ردا کہتے نہیں بنتی
کھلے الفاظ میں دل کی صدا کہتے نہیں بنتی	"خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی

خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو"

برستے ہی رہے سب پر تمہارے لطف کے جھالے	ہوئے سرشار نظارہ ہمیشہ دید کے پیاسے
یہ اوجِ خانماں خستہ تمہاری نعت کیا لکھے	انا من حامد و حامد رضا منی کے جلووں سے

بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

ویڈیو سے متعلق ایک اہم مکتوب

از قلم فاضل گرامی علامہ مفتی عبدالمنان صاحب کلیمی ایم اے اردو وفاضل علوم اسلامیہ مفتی وشیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ۔ عزیز العلوم۔ بھوجپور۔ ضلع مرادآباد یو۔پی

محب مخلص، ادیب شہیر حضرت عزیزی صاحب زید مجدکم

سلام مسنون اُمید کہ آپ مع الخیر ہوں گے میں بھی بزرگوں کی دعا سے خیریت کے ساتھ ہوں۔

رسالہ سنی دنیا کا ہر شمارہ بلاناغہ مطالعہ کیلئے دستیاب ہوجاتا ہے۔ پڑھکر روحانی سکون اور قلبی مسرت محسوس کرتا ہوں، آپ کی ادارت میں شایع ہونے والا یہ رسالہ بلاشبہ علم وادب عرفان وآگہی اور فقہ وافتاء کا ایک بہترین سنگم اور بے لاگ ترجمان ہے۔ اس موقر رسالہ کا مطالعہ کرنے والا جہاں ایک طرف آپ کے علمی وادبی اور اصلاحی ادارے سے محظوظ ومسرور ہوتا ہے تو دوسری جانب تاج الاسلام محقق عصر مظہر اعلیٰحضرت حضرت العلام ازہری صاحب قبلہ کے قلم حقیقت رقم سے نکلے ہوئے فقہی وتحقیقی شہ پاروں سے اپنی تشنگیٔ علم بجھاتا ہے ——— بہت دنوں سے میں سوچ رہا تھا کہ رسالہ کی کامیابی پر چند جملے آپ کی نذر کروں۔ لیکن ہوا وہی جو ہونا تھا۔ آج عزم مصمم کے ساتھ قلم لیکر بیٹھا اور کچھ لکھ کر ہی میں نے دم لیا ———۔ آپ کی ادبی صلاحیت اور حضرت تاج الاسلام کی علمی جلالت مسلم ہے کون ہے جو اس کا انکار کرسکتا ہے۔ آپ کے اداریے اور نمکدان آج کے بگڑے ماحول اور بدلتے ہوئے سماج کے لئے تیر ونشتر کا کام دے رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ تادیر قائم رہا تو ہمیں یقین ہے کہ اصلاح معاشرہ پر آپ کی یہ تحریرات ایک مستقل کتاب کی شکل اختیار کرلیں گے۔ اور اہل زبان وادب اس کتاب کو اردو کے بہترین اسلوب نگارش میں ایک گرانقدر دستاویز قرار دینے پر فخر محسوس کریں گے۔

مخدومنا المکرم حضور تاج الاسلام کے فتاویٰ اور فقہی تحقیقات آج اکابر علمائے ہند وپاکستان کے نزدیک ناقابل انکار اور ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔ موصوف کے تحقیقی جواہر پاروں میں موضوع سے متعلق دلائل کی کثرت، شکوک وشبہات کا ناقابل تردید حل اور اعتراضات کا شافی جواب بدرجۂ اتم ہمیں ملتے ہیں ———

راس المحققین امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقیہ و محقق کئی صدیوں پہلے ہمیں نہیں ملتا۔ چہ جائیکہ آج کے دور قحط الرجال میں لوگ ان سے ہمسری کی بات کریں بلاشبہ یہ ایک ناروا جسارت ہے اور ایک درخشندہ و تابندہ آفتاب کو ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج ہر جماعت کے بہتیرے لوگ ہمارے امام اجل کی تحقیقات و نگارشات سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور موصوف ہی کی کتابوں میں بہت سارے معاملوں میں عصری تقاضوں کا حل پیش کرتے ہیں۔ ہمارا تو اذعان و ایقان یہ ہے کہ جس نے تصنیفات رضا کا جس قدر زیادہ مطالعہ کیا۔ سمجھا۔ پرکھا اور اپنے لیے مشعل راہ جانا وہ آج متبحر عالم گراں قدر محقق اور کہنہ مشق فقیہ و مفتی متصور ہوتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ یہ تو ہمارے مجدد اعظم کی بات ہے جب ہم ان کے مرید اور خلیفہ اور بارگاہِ رضا کے فیض یافتہ حضور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی اور فقہی یادگار بہار شریعت و فتاویٰ امجدیہ کی عظمت و اہمیت اور علمی افادیت کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آج کسی بھی مکتب فکر کا مولوی اور مفتی ان کتابوں سے بے نیاز نہیں ہے ——————

اسی طرح جب ہم تاج الاسلام جانشین سرکارِ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی فقہی کاوش اور وقیع فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ تک پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ موصوف کی نوک قلم پر سرکار اعلیٰحضرت کا علمی فیضان ہے اور موصوف خاندانی وجاہت اور آبائی عظمت و کرامت کے ساتھ ساتھ علم و فضل اور تفقہ و افتاء میں بھی سرکار اعلیٰحضرت کی اہم ترین علمی اور عملی یادگار اور مکمل مظہر اعلیٰحضرت ہیں ——————

راقم السطور نے تو بہت سارے اہل علم اور محققانہ قلم رکھنے والے مفتیان کرام سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تحقیقات علمی و فقہ و افتاء کے میدان میں بھی حضرت تاج الاسلام سرکار اعلیٰحضرت کے سراپا جانشین ہیں —————— اسلوب تحریر، زبان و بیان، انداز تفہیم۔ کثرت دلائل، قوت استدلال۔ طریقۂ استناد اسکاتِ معترض میں خصوصیات رضا کی جلوہ ریزی کے ساتھ اپنے ہمعصر علماء میں تو بالکل انفرادی شان رکھتے ہیں —————— یہی وجہ ہے کہ آج علمائے اہلسنت کے نزدیک حضرت موصوف جانشین حضور مفتی اعظم ہند بلکہ موجودہ مفتی اعظم کی حیثیت سے اب زیادہ متعارف ہو چکے ہیں ——————

اہل علم و بصیرت آج بخوبی واقف ہیں کہ سرکارِ

اعلیٰحضرت سے لیکر سیدنا حضور مفتیٔ اعظم ہند تک سر زمینِ بریلی کا جو علمی وقار تھا آج اس کا تحفظ ولقار حضرت "تاج الاسلام کی ذات بابرکات سے وابستہ ہے ——————

نہایت مسرت وشادمانی اور وابستگان بارگاہِ رضا کے "تابناک مستقبل کی یہ علامت ہے کہ بے پناہ تبلیغی وجماعتی مصروفیات کے باوجود بھی سرکار حضور مفتیٔ اعظم ہند نے تشنگان فقہ و فتاوی کو بجنسہ سیراب کیا اور تادم حیات ظاہری مسند قضاء و افتاء کو خالی نہ ہونے دیا۔ بلا خوف لومۃ لائم آج اس کی لاج حضرت العلام حضرت ازہری صاحب باقی رکھے ہوئے ہیں۔ صعوبتِ سفر، کثرتِ مصروفیات، جماعتی ضروریات، تنظیمی امور، اور تبلیغی پروگرام قطعاً اس امر کی اجازت نہیں دیتے پھر بھی جماعت اہلسنت کے جو توقعات حضرت موصوف سے وابستہ تھے ان کی تکمیل ہو رہی ہے اور مسند ارشاد وافتاء آج اسی طرح باعظمت اور پر رونق ہے جس طرح کل تھا —————— حضرت العلام کی انفرادی حیثیت میرے سامنے اس وقت مزید نمایاں ہو جاتی ہے جب جماعت اہلسنت کے ان ذی شعور و باصلاحیت علماء کی ایک طویل فہرست مرتب ہو جاتی ہے۔ جنھوں نے اپنے علم وفضل اور فقہ وافتاء و درس و تدریس اور تحریر وصحافت کی بے پناہ صلاحیتوں کو صرف فن خطابت پر قربان فرما کر جماعت اہلسنت کو اپنے گوناگوں فیض وبرکات سے محروم فرما دیا۔ جبکہ آج اس انحطاط پذیر دور میں اس کی سخت ضرورت ہے ——————

آج ہندوستان میں عموماً اور جماعت اہلسنت میں خصوصاً ویڈیو کا معاملہ اہم ترین مسئلہ بنا ہوا ہے۔ عوام اور علماء سارے ہی لوگ بے چین ومضطرب ہیں۔ یہ مسئلہ عوام و علماء کے لئے اس وقت اور زیادہ کرب و اضطراب کا سبب بن گیا جب میدانِ علم و تحقیق میں جماعت اہلسنت کی دو اہم جلیل القدر قابل قدر اور مسلم الثبوت شخصیتوں کی رائیں ایک دوسرے خلاف ہوگئیں صرف اختلاف رائے کی حد تک ہوتا تو کوئی پریشانی نہ تھی ——————

نوبت بایںجا رسید کہ اب بہت سارے مقتدر علماء کرام ومفتیان عظام اپنے موقف کے اظہار میں لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں اور پر پیچ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے فرما رہے ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے —————— غیر منصوص احکام میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختلاف رہا ہے اور اس کا دائرہ صرف علماء تک محدود رہا کرتا تھا۔ عوام کالانعام کو اس سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا اور نہ یہ کوشش ہی کی جاتی تھی کہ علماء کے اختلاف رائے میں عوام بھی ان کے دوش بدوش ہوں۔

(بقیہ آئندہ)

کچھ کتابوں کے بارے میں

پٹنہ سے دو کتابیں ملے (۱) حرف آخر اور (۲) ان بن جینا کر جان دینا (۳) مسلم پرسنل لا میں مداخلت HAZARDS OF THE SHAH BANO CASE (۴) خطرات شاہ بانو کیس (انگریزی میں) بذریعہ ڈاک آئیں جن کے مصنف ہیں بہار کے سابق وزیر تعلیم جناب غلام سرور صاحب۔ ان کتابوں کے بارے میں مصنف یا ان کتابوں کے بارے میں مصنف یا ان کے بھیجنے والے نے یہ کچھ نہیں لکھا کہ آیا انپر کوئی تبصرہ کیا جائے۔ یا ان کا تعارف کیا جائے اور رسالہ میں اعلان دیدیا جائے۔ بعد مطالعہ یہ کتابیں جنھیں رسالہ یا کتابچہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کافی معلوماتی ہوئیں اور مصنف کی تحریر سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ انھیں قوم کا درد ہے اور دین کا بھی ویسے تو کتابوں کے پڑھنے سے ان کا عقیدہ نہیں کھل سکا لیکن یہ عقدہ ضرور کھلا کہ یہ قائدین ملت کہے جانے والے نام نہاد مسلم لیڈران اور ندوی و دیوبندی ملاؤں سے بہر حال بیزار ہیں اور قوم کی لٹیا ڈبونے میں ان کا بہت بڑا ہاتھ سمجھتے ہیں۔ حرف آخر میں مسلمانان ہند کے تعلیمی حالات سے لیکر ان پر مسلط کئے جانے والے فسادات تک کے اعداد و شمار بھی پیش کئے گئے ہیں۔ ان کا جائزہ بھی لیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کو پستی اور بے حسی کے غاروں اور برفستانوں سے نکلکر سرخروئی اور توانائی کے نام پر کھڑے ہونے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے اس رسالے میں تعلیم پر زیادہ زور ڈالا گیا ہے تعلیم کی اہمیت و فرضیت کی طرف اشارے بھی کئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو یہ حوصلہ بھی دلایا ہے کہ ہمت نہ ہارو۔ مایوس نہو۔ خدا اور اس کے رسول پر بھروسہ کرتے ہوئے دولت علم سے مالامال ہوکر اتباع شریعت کرو اور وقار کے ساتھ زندہ رہو۔

دوسری کتاب سرسری طور سے ہی پڑھ سکا تھا کہ دوبارہ پھر پڑھوں گا مگر افسوس اس کتاب کو نہ جانے کون جین اڑا لے گیا کہ تلاش بسیار کے باوجود بھی ہاتھ نہ لگی۔ اس رسالہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دریدہ دہنی اور ملک کے اسکولوں اور کالجوں کے کورس میں داخل کتابوں میں ان کے خلاف گستاخیوں کی جو شیطانی روش متعصب مصنفین نے جو اپنا رکھی ہے ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور آخر میں ستیار تھ پرکاش کی سرکار علیہ السلام کے خلاف گستاخیوں کی نشاندھی کراتے ہوئے اس کی کتابوں سے اقتباسات بھی پیش کئے گئے ہیں اور مصنف نے حکومت کے

ذمہ داران کو ان ذلیل اور مذموم حرکتوں کو روکنے کے لئے متوجہ ہی کرایا ہے بلکہ متنبہ بھی کیا ہے کہ اگر فخر انسانیت عظمت مآب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی زبان بند نہ کی گئی اور اس طرح کتابیں مارکٹ میں آتی رہیں گی تو اس کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی جائے گی۔

★ پرسنل لا کے سلسلہ میں بھی تین کتابیں دفتر سنی دنیا کو ملیں ۱۔ مسلم پرسنل لا میں مداخلت (از جناب مرزا ابوالصبار رضوی بریلوی) واقعی یہ ایک فکر انگیز تصنیف ہے اور فاضل مصنف نے اس میں یہ بتایا ہے کہ مطلقہ کے نان نفقہ کے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ ہی مسلم پرسنل لا میں پہلی مداخلت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی مسلم شریعت میں حکومت اور کورٹ نے کتنی مداخلتیں کی ہیں اور کتنے ایکٹ بنادیے ہیں جن پر نام نہاد علماء اور منافق لیڈران نے توجہ تک نہ دی بلکہ خود ترمیم کرائے اور قوم کو اس سے بیخبر رکھا اور آج بھی مگرمچھ کے آنسو رو رہے ہیں۔ اس کتاب میں ہر بحث نہایت فاضلانہ اور قانونی انداز میں کی گئی ہے کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت ۲/۵۰ ملنے کے پتے۔ (۱) قادری بکڈپو نو محلہ مسجد بریلی (۲) مکتبہ مشرق کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی (۳) ادارہ سنی دنیا سوداگران بریلی۔

۲۔ HAZARADS OF THE SHAH BANO CASE

۳۔ خطرات شاہ بانو کیس۔ (۲) اور (۳) کے مصنف ہیں جناب ظہیر افسر صاحب بریلوی۔ کتاب ۳ در اصل ۲ کا ترجمہ ہے۔ جس میں فاضل مصنف نے شاہ بانو کیس کے خطرات کی طرف اشارے کئے ہیں اور اس سلگتے ہوئے مسئلہ کو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ملک اور ملک کی دیگر قوموں کے لئے بھی خطرہ بتایا ہے ان دونوں کتابوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ فاضل مصنف بنے جو سیدنا مفتئ اعظم کے مرید ہیں اور قوم کا درد رکھتے ہیں انھوں نے اپنی طرف سے لکھ کر مفت تقسیم کی ہیں ان کتابوں کو مندرجۂ ذیل پتے سے حاصل کریں۔

جناب مولوی محمد شوکت علی صاحب قادری
مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں یو۔ پی

عظیم الشان خوشخبری

ہمدردان مذہب و ملت رچھا ریلوے اسٹیشن پر سنی یونیورسٹی "الجامعۃ القادریہ" اکیاون بیگہ زمین میں زیر تعمیر ہے چند کمرے بن چکے ہیں ۳۰ ستمبر ۱۹۸۵ء بروز دوشنبہ سے تعلیم بھی جاری ہے بیرونی طلباء کے قیام و طعام کا انتظام مدرسہ سے ہے۔ دامے۔ درمے قدمے سخنے مدد کریں۔ آپ اپنے یا والدین کے ایصال ثواب کیلئے جو چیز مناسب سمجھیں عنایت فرماکر دنیا و آخرت میں صدقۂ جاریہ کے مستحق ہوں۔
المعلن (مولوی قاری) انوار الحق مصطفوی ڈنکوی

مکتوبات

گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ) ۴ نومبر ۱۹۸۵ء باسمہ تعالیٰ

مکرمی زید لطفکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ماہنامہ "سنی دنیا" برابر مل رہا ہے۔ تہ دل سے ممنون ہوں۔ آپ کا مضمون اور "الحق المبین" موصول ہوئے۔ نوازش پیہم کا شکریہ۔

لاہور سے البریلویہ کا جواب بعنوان "اندھیرے سے اجالے تک" (مصنفہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری) مجلس رضا لاہور نے شائع کردیا ہے جو ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے کافی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ ازہری مدظلہ اور مولانا شرف صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین!

۲۰ نومبر ۱۹۸۵ء کو تاج محل ہوٹل کراچی میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اردو۔ عربی اور انگریزی میں تقاریر ہوئیں اور مقالات پڑھے گئے۔ کانفرنس کامیاب رہی سنا ہے کہ کشمیر میں بھی کانفرنس ہونے والی ہے۔ حیدرآباد سندھ۔ لاہور وغیرہ میں بھی کانفرنسیں ہوئی ہیں۔

کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) میں ایک فاضلہ امام احمد رضا اور ان کے ہم مسلک علماء پاک و ہند پر ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

ملتان سے ایک عالم مولانا محمد اقبال سعیدی نے "ملفوظات اعلیٰحضرت" حصہ دوم مطبوعہ حسنی پریس، بریلی (بار اول) میں صفحہ ۴۷ پر ایک غلطی کی نشاندہی کی ہے اس صفحہ پر ایک نام "عبد الرحمٰن قاری" آیا ہے۔ مولانا موصوف کی تحقیق یہ ہے کہ اصل میں "عبد الرحمٰن القاری" ہے۔ یہ واقعہ جو ملفوظات میں آیا ہے۔ صحیح مسلم (عربی جلد ... مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۱۴ پر موجود ہے اور نام اسی طرح ... ان کا خیال یہ بھی ہے کہ عبد الرحمٰن قاری کے ساتھ "تشریحی کلمات" "اسے قراءت سے قاری نہ سمجھ لیں"

(ملفوظات، ج ۲، ص ۴۷)

اعلیٰ حضرت کا ارشاد نہیں بلکہ مرتب نے اضافہ کیا ...

از راہ کرم علامہ ازہری صاحب سے مزید مشورہ کرکے ماہنامہ سنی دنیا میں ایک نوٹ شائع کرائیں تاکہ اعلیٰحضرت پر کوئی حرف نہ آئے۔

مولانا محمد یاسین۔ اختر مصباحی کی کتاب "امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات" کراچی سے بھی شائع ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰحضرت کے رسائل کے مفید مجموعے شائع ہوئے ہیں "معارف رضا" بھی شائع ہوا۔ امید ہے کہ سنی دنیا کا اعلیٰحضرت نمبر شائع ہوگا۔ انتظار رہے گا۔

حضرت علامہ ازہری صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون اور دلی مبارکباد پیش کردیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم پر ان کا مبارک سایہ قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ حاضرین مجلس کو سلام پہونچیے۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

از کٹہرہ

۶۸۶/۹۲

لائق تکریم بھائی عبدالنعیم عزیزی! السلام علیکم
مزاج ہمایوں! آپکا جریدہ "سنی دنیا" ہمیں برادر طریقت سید بدر عالم رضوی رجہتی کی معرفت برابر ملجاتا ہے۔ جس کے سبھی مضامین "باب سخن" سے لے کر "اعلانات و نشریات" تک انتہائی مفید اور معلوماتی ہوتے ہیں۔ سنی دنیا کے نومبر ۸۵ء کے "باب سخن" میں آپ نے جس بیباکی اور صاف گوئی سے مفہوم اتفاق و اتحاد کا تجزیہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور قابل صد آفریں ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

باب الاستفتاء میں حضرت علامہ مفتی اختر رضا خانصاحب قبلہ کا مضمون "ٹی وی اور ریڈیو کا آپریشن" جس کا شدت سے انتظار تھا بہت پسند آیا۔ اور معلومات میں کافی اضافہ ہوا۔ علامہ موصوف نے ٹی وی اور ویڈیو کے عدم جواز پر اصول و شرح کی روشنی میں جو دلائل و براہین دئیے ہیں وہ بڑے ہی فاضلانہ اور محققانہ ہیں کاش کہ فریق ثانی اس کی طرف رجوع کرلے تو امت مسلمہ کی ایک بڑی تعداد بے راہ روی اور ٹی وی کے مضر اثرات سے بچ جائے۔
فقط والسلام۔

ناچیز تحسین عالم رضوی کٹوریاوی
کوارٹر 18/149 آنس کالونی پوسٹ کٹہرہ
ضلع گڈیہہ (بہار)

۶۸۶/۹۲

۲۷ صفر المظفر — ۱۱ر نومبر ۸۵ء

گرامی باوقار لائق صد افتخار سیدی ازہری میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
ہدیہ سلام و رحمت

ٹیلی ویژن سے متعلق آپ کا جواب استقامت میں پڑھنے کا موقع ملا طبیعت باغ باغ ہوگئی آپ نے جس شان کے ساتھ دلائل براہین قائم کئے ہیں ٹیلی ویژن کے جائز ہونے اور فتنہ کا دروازہ کھولنے والوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو یقیناً اس سے رجوع کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

بارگاہ قادر و قیوم میں دست بدعا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ بطفیل حضور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم حضور والا کا سایہ تادیر ہم لوگوں پر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین

فقط گدائے مصطفوی و تشنہ کرم محمد مسلم فیضی
صدر المدرسین مدرسہ وکیلیہ تبلیغیہ ضیاء العلوم مقام و پوسٹ
نگھرا ضلع مظفر پور (بہار) PIN 843101

۶۸۶/۹۲

محمد نعیم رضوی نوری جنرل اسٹورس مقام شریف گنج بازار گونڈہ یوپی
محترم المقام لائق صد احترام حضرت مولانا عبدالنعیم صاحب قبلہ عزیزی۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ سنی دنیا رضا نگر بریلی شریف
السلام علیکم۔ امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔
ماہنامہ "سنی دنیا" ہر ماہ وقت کی پابندی سے مل رہا ہے۔ آپکا "باب سخن" پڑھ کر بڑی مسرت و شادمانی ہوئی۔ آپ کافی درد رکھتے ہیں۔ قلم کے [illegible]

[illegible]

خوب نشتر چلاتے ہیں کاش ہمارے علمائے قائدین اور نوجوانان اہل سنت ان باتوں کا اثر لیں اور اپنی زندگی میں انقلا[illegible]

خبریں

مسلمانوں کی بیداری کو وقتی ہیجان سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کانفرنس مظفر پور سے اکابرین ملت کا خطاب

مظفر پور، ۱۷ر نومبر ۸۵ء ایک آل انڈیا مسلم پرسنل لار کانفرنس زیر اہتمام مدرسہ تبلیغیہ انوار العلوم منعقد ہوا۔ منظور شدہ تجاویز اس طرح ہیں۔

(۱) تعزیرات ہند کے دفعہ ۱۲۵ میں ترمیم کرکے ذریعہ مسلمان مطلقہ عورت کو "بیوی" کے زمرے سے الگ قرار دیا جائے۔

(۲) آئین ہند کے دفعہ ۴۴ میں ترمیمات کے ذریعہ اسکے دائرۂ اثر سے مسلم پرسنل لار کو الگ قرار دیا جائے۔

(۳) گزشتہ دنوں اندور میں شاہ بانو کے ذریعہ دیئے گئے تحریری بیان کی روشنی میں سپریم کورٹ اپنے فیصلہ کو غیر شرعی اور غیر عقلی سمجھتے ہوئے فوراً واپس لے۔

(۴) حکومت مہاراشٹر مسلمانوں کے مذہبی رہنما عبد اللہ خاں پر قائم شدہ بے بنیاد مقدمات اٹھا کر ان کی تقریروں کی آزادی بلا تاخیر بحال کرے۔

شمیم القادری
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت

سرزمین ردولی شریف پر عظیم الشان

مسلم پرسنل لار کانفرنس

۴ر دسمبر ۸۵ء بروز بدھ بعد نماز عشار انعقاد کیا گیا جس میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی علامہ عبد اللہ خاں اعظمی اور دوسرے علمار اور شعرا نے مسلم پرسنل لاء کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا

عبد المصطفٰے صدیقی حشمتی

فرزندان توحید و شمع رسالت کے پروانوں کی للکار

یکم نومبر کو بعد نماز جمعہ اپنی پوری مذہبی و تاریخی ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جذبۂ ایمان سے سرشار ہو کر نعرۂ تکبیر و رسالت والسلام پائندہ باد کے فلک شگاف نعروں کیساتھ ایک پُرامن جلوس نکالا گیا میٹنگ میں پاس شدہ قرارداد میں ایس۔ ڈی۔ او دیہتری کے آفس میں پیش کر کے حکومت کو متنبہ کیا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن مسلم پرسنل لار میں کسی بھی طرح کی تبدیلی برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا حکومت مسلمانوں کے دینی جذبات ملکی خدمات و وفاداری کا احترام کرتے ہوئے فوراً سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ نان و نفقہ کو جو کہ مسلم پرسنل لار کے خلاف ہے کالعدم قرار دے اور دفعہ ۴۴ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ رکھے اور آئندہ کے لئے مکمل و مستقل ضمانت دے کہ حکومت کبھی بھی تعزیرات ہند کی پابندی کرتے ہوئے مسلم پرسنل لار میں مداخلت نہیں کریگی۔

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و احتجاجی خاموش جلوس

چنار (مرزاپور) ہر سال کی طرح امسال بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مورخہ ۱۳، ۱۴؍ ربیع النور شریف ۱۴۰۶ھ کو بڑے جوش و خروش سے الجامعۃ النوریہ السلیمانیہ کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ سیرت پاک کے علاوہ مسلم پرسنل لا کی اہمیت و سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ مورخہ ۱۵؍ ربیع النور بعد نماز جمعہ احتجاجی خاموش جلوس حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ بہرائچی کی قیادت میں مسجد چکانہ سے رواں ہوا۔

مطالبات:۔ یکساں سول کوڈ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ رکھا جائے دفعہ ۴۴ کو ختم کیا جائے۔

۱۲؍ ربیع النور پیغمبر اسلام کی یوم ولادت کو گزٹیڈ تعطیلات کی فہرست میں شامل کیا جائے۔

چنار پہنچ کا میمورنڈم عوام چنار کی جانب سے ایس ڈی ایم چنار کو مولانا محمد حسین صاحب قبلہ نے دیا اور اسکی کاپیاں بھی حکومت ہند و متعلقہ حکام کو بھیجنے کے لئے دیں۔

تحریری نعرہ خادم محمد اسماعیل یحیٰی نوری خریدار سنی دنیا

انتقال پر ملال

حافظ محمد اسمٰعیل صاحب نے اطلاع دی کہ
(۱) جناب عبد الغفور فتاح کریم جی ۱۵۔ دسمبر کو رحلت فرما گئے
(۲) فتح محمد صاحب برکاتی نے اطلاع دی کہ ان کے والد گرامی جناب حاجی محمد یوسف صاحب ۲۷؍ نومبر کو انتقال فرما گئے
(۳) حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب ناگپوری نے بذریعہ ٹیلیگرام خبر دی کہ ان کی والدہ محترمہ ۱۷؍ دسمبر کو پردہ فرمائیں۔

ادارہ ان تمام مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کا طالب ہے اور ان کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

عرس اعلیٰحضرت و مفتی اعظم

صوبہ کرناٹک کے مرکزی دینی درسگاہ دار العلوم حضرت خواجہ غریب نواز شہر شیموگہ میں بسلسلہ عرس اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عرس حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ در زیر قیادت حضرت بابا الطاف صاحب ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر قل شریف کی فاتحہ ہوئی۔ ۲۵؍ صفر ۱۴۰۶ھ

اراکین دار العلوم حضرت خواجہ غریب نواز شیموگہ (کرناٹک)

حج و زیارت ٹور ۱۹۸۶ء

اگر آپ اسی سال حج بیت اللہ شریف بذریعہ ہوائی جہاز کرنا چاہتے ہیں انجمن محبان مصطفےٰ کے دفتر میں آج ہی اپنا رجسٹریشن کرائیے۔

نوٹ:۔ حج و ٹور کی سرپرستی مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قبلہ نے فرمائی تھی اور حج و ٹور کی سرپرستی حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا خاں صاحب فرمائیں گے۔

دفتر کا پتہ

انجمن محبان مصطفےٰ رضا چوک محلہ سیلانی پرانا شہر بریلی شریف 243005

عرس تیغی بحسن و خوبی اختتام پذیر

زائرین قابل ذکر تعداد میں شریک ہوئے

شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد تیغ علی رحمۃ اللہ علیہ کا چھبیسواں عرس پاک ۱۳/۱۴ دسمبر ۸۵ء کو ترجمان ملت حضرت شاہ احمد علی علوی القادری کے زیر نظامت نہایت ہی ادب و احترام کیساتھ منایا گیا۔

اجلاس سے خطاب کرنیوالوں میں سلسلۂ تیغیہ کے نامور علماء کرام کیساتھ ہی علامہ شمیم القادری، عبد الستار فریدی مسعود اختر ضیائی، سرفراز احمد خاں، عطاء الرحمٰن علوی وغیرہم کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ پروگرام عرس کا اختتام ۱۴/ دسمبر کو مجلس قل شریف کے رسوم کے بعد ہی اختتام پذیر ہوئی۔

محمد شہباز احمد
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت خانقاہ شریف

خوش خبری

حضرات! حضور سیدنا اعلیحضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم افضل الافاضل محمد نقی علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف **الکلام الاوضح** دوبارہ فوٹو آفسیٹ سے چھپکر منظر عام پر آگئی اس کتاب کی خوبیاں بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔ یہ کتاب سورۂ الم نشرح شریف کی تفسیر ہے ایسی جامع اور مدلل تفسیر اردو زبان میں آجتک نہیں لکھی گئی ہے تقریباً ایک صدی قبل کی یہ تصنیف جو آجتک چھپ نہ سکی اور قلمی نسخہ کی صورت میں محفوظ رہی اس کتاب کا اصل موضوع تو تفسیر الم نشرح ہے لیکن اس کے علاوہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ و التسلیم کی سیرت پاک اور اسوۂ حسنہ کے ہر گوشہ کو بہت تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے جو کسی ایک کتاب میں دستیاب نہیں ہو سکتے اسکے ساتھ ساتھ تصوف، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کے مسائل نہایت آسان زبان میں بیان کئے گئے ہیں حضرت کا قلم جسطرف کو چلتا ہے معلوم ہوتا ہے علم کا دریا رواں ہے اس کتاب میں ۸۷ کتابوں سے حوالے دئیے گئے ہیں۔ یہ کتاب اتنی عام فہم زبان میں لکھی گئی ہے کہ ہر معمولی اردو جاننے والا شخص بھی اس کو آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکتا ہے اس کتاب کو بار بار پڑھنے سے بھی سیری نہیں ہوتی طلباء اور مقررین حضرات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت فی کتاب 28/-

ملنے کا پتہ
مکتبۂ رضا۔ ایوان عرفان
بیسلپور ضلع پیلی بھیت

محمد مسعود ان علی رضوی
بیسلپوری ناشر

پُرنور پُرسرور یہ جلسہ رضا کا ہے
جس سمت آج دیکھیے شہرہ رضا کا ہے

پاکستان میں عرس قادری رضوی کے ایمان افروز روح پرور نظارے

اے رضا روز ترقی پہ ہے جلوہ تیرا
اوج اعلیٰ پہ چمکتا ہے ستارا تیرا

میلسی ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵ صفر المظفر مطابق یکم نومبر تا ۹ نومبر علمبردار مسلک اعلیحضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی سرپرست بزم انوار رضا اہلسنت کی زیر سرپرستی ادارہ اتحاد اہلسنت میلسی کے زیر اہتمام سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا عرس سراپا قدس عیدگاہ میلسی، مسجد اصغر علی، دار العلوم رحمانیہ غوثیہ رضویہ، جامع مسجد حقانی والی، جامع مسجد اویسیہ رضویہ، جامع مسجد محمدیہ، محلہ لال جہانیاں، مسجد عثمانیہ۔ جامع مسجد بہادر خاں انوار رضا چک غوثیہ رضویہ میلسی میں تزک و احتشام سے منایا گیا۔ (محمد حشمت علی مصطفوی سٹرا احمد رضا رضوی میلسی) پاکستان

فیصل آباد ۲۴ و ۲۵ صفر المظفر کو مرکز اہلسنت یادگار اعلیحضرت مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان میں سرکار اعلیحضرت مجدد دین و ملت کا عرس مبارک منایا گیا۔ جس میں پاکستان بھر کے اکابر و مشاہیر علمائے اہلسنت نے خطاب فرمایا۔

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی
سجادہ نشین آستانہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پاکستان

کراچی ۲۳-۲۴-۲۵ صفر کو دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی میں اعلیحضرت امام اہلسنت کا عرس مبارک منایا گیا جس میں جگر گوشہ صدر الشریعت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری الرضوی، حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی رضوی مولانا علامہ وقار الدین رضوی مولانا مفتی محمد حسین۔ مولانا معین الدین، مولانا محمد حسن مولانا تراب الحق، مولانا رضاء المصطفیٰ اور دیگر علمائے کرام نے خطاب فرمایا (اراکین دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی نمبر ۵)

لاہور لاہور میں آٹھ اہم مقامات پر اعلیحضرت امام اہلسنت، نائب غوث الاعظم، مظہر امام اعظم امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منایا گیا۔ جس میں استاذ العلماء مفتی تقدس علیخاں قادری رضوی، استاذ العلماء مولانا معین الدین شافعی رضوی، مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی۔ حاجی حنیف طیب۔ مفتی غلام سرور قادری رضوی، مولانا ریاض حسین شاہ، جناب محمد عثمان نوری، مولانا ضیاء اللہ قادری رضوی صاحبزادہ فیاض الحسن قادری آستانہ عالیہ قادریہ حضرت

سلطان باہو، صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی مفتی عبدالقیوم ہزاروی رضوی، الحاج سید محمد حسین شاہ قادری رضوی، حکیم محمد عارف قادری، مولانا محمد مظفر اقبال رضوی نے شرکت فرمائی اور اپنے فیوض و برکات و خطابت سے فیضیاب فرمایا۔ مخدوم اہلسنت پیر طریقت علامہ ابو داؤد، الحاج محمد صادق قادری رضوی خلیفۂ اعظم محدث اعظم پاکستان امام اہلسنت مولانا محمد سردار احمد صاحب لائلپوری نے اختتامی اجلاس پر دعا فرمائی۔

(حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرکزی مجلس رضا نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور پاکستان)

فیصل آباد پاکستان

۱۰/۱۱ صفر المظفر کو یادگار محدث اعظم پاکستان دار العلوم جامعہ قادریہ رضویہ مسجد طیبہ آستان عالیہ شہید اہلسنت مولانا عبدالقادر صاحب قادری رضوی احمد آبادی پر مجدد اعظم شیخ الاسلام اعلیٰحضرت امام العلماء امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک منایا گیا۔ مقامی علماء، خطباء کے علاوہ خلیفۂ اعلیٰ مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم قادری رضوی میرٹھی کے صاحبزادے مولانا شاہ احمد نورانی رضوی قادری نے خطاب فرمایا۔ فاتحہ خوانی شجرۂ طیبہ لنگر شریف پر اختتام ہوا۔

عطاء المصطفیٰ رضوی ابن علامہ عبدالقادر قادری رضوی احمد آبادی
جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد فیصل آباد

ملتان شریف

علامہ احمد سعید کاظمی امروہوی کی زیر سرپرستی مدرسہ انوار العلوم میں بزم سعید کے زیر اہتمام یوم رضا کی تقریب مبارک منائی گئی۔ حضرت مولانا منظور احمد فیضی اور دیگر علماء کرام نے اعلیٰحضرت کی تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالی۔ ۲۱-۲۲ صفر المظفر کو جامعہ رضویہ انوار الابرار دہلی گیٹ ملتان میں عظیم الشان رضا کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بکثرت مقامی و بیرونی علماء و خطباء نے خطاب فرمایا۔

(سید محمد عبداللہ شاہ قادری رضوی ملتان)

سکھر

(دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ باغ حیات علی شاہ سکھر سندھ پاکستان) میں شیخ الحدیث مفتی محمد حسین قادری رضوی تلمیذ ارشد محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت کا عرس مبارک منایا گیا۔ قرآن خوانی، نعت خوانی، منقبت خوانی کے بعد شجرۂ طیبہ صلوٰۃ و سلام پر اختتام ہوا۔

اراکین دار العلوم غوثیہ رضویہ سکھر سندھ پاکستان

ضلع لیہ

۱۰/۱۱ صفر المظفر بروز جمعۃ المبارک ہفتہ حضرت مولانا مفتی محمد امام بخش اعظمی کے زیر اہتمام عیدگاہ لیہ میں عظیم الشان امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی۔ خواجہ فقیر محمد بارہوی مولانا پیر سید گامن شاہ، مفتی غلام حسن، مولانا محمد فاروق (ملتان) اور بہت سے علماء کرام نے سرکارِ

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd No XL/// 7 (82) Vol-3 Annual Subcription Rs.-25-00
Per Copy Rs. 2-50 January 1986 38 Regd P o No-B R. 157

مرکزی دارالافتاء

۸۲ سوداگران رضا نگر

بریلی شریف

فتویٰ نویسی بریلی کی شان ہے

الحمدللہ مرکزی دارالافتاء اس شان اور روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہاں سے ہر سال ہزاروں مقامی۔ ملکی اور غیر ملکی فتووں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

اسٹاف دارالافتاء (۱) مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی
(۲) مفتی محمد ناظم علی صاحب بارہ بنکوی

فتووں کی کثرت اور دارالافتاء کی مصروفیت کو دیکھتے ہوئے اسٹاف میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا مخیر حضرات اس کی مدد اور اعانت کی طرف توجہ دیں۔

۱۔ عیدین اور دیگر مواقع پر زکوٰۃ۔ صدقۂ فطر۔ عشر وغیرہ جملہ رقوم سے اس کی اعانت فرمائیں۔

۲۔ کتب حدیث وفقہ اور افتاء سے متعلق دوسری کتب و رسائل دارالافتاء کو وقف کردیں۔

یا اور بھی جس جائز طریقے سے تعاون کرسکتے ہوں تعاون کریں اور صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

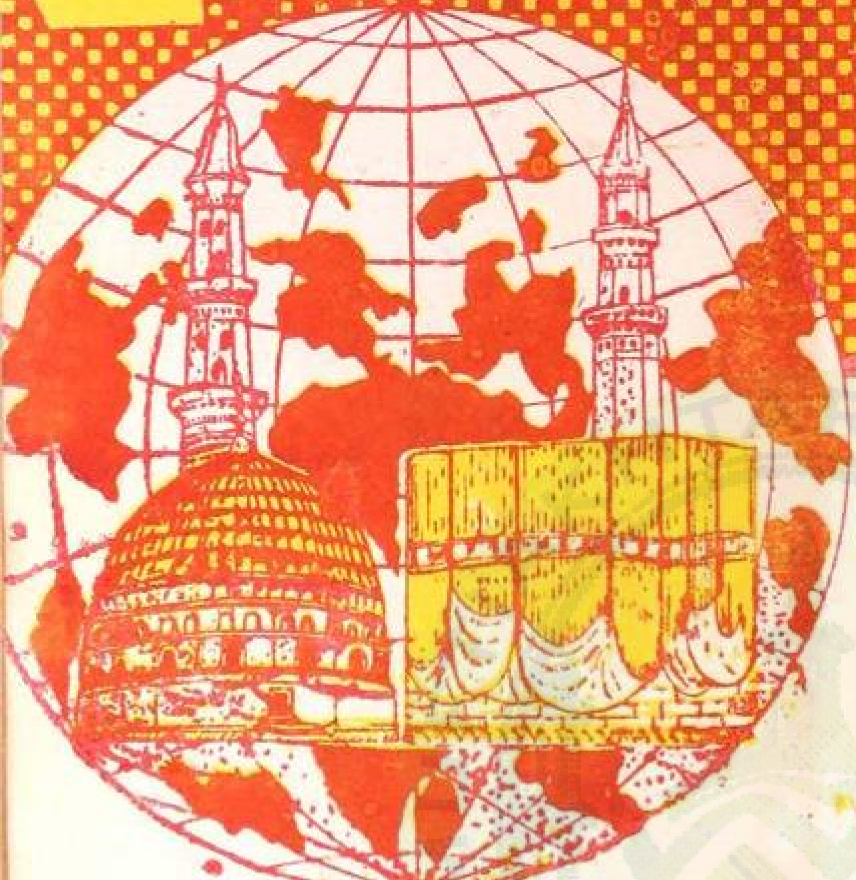
نوٹ مستفتی حضرات جواب طلب امور کے لئے لفافہ یا ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال کریں۔
سوال خوشخط اور صاف کاغذ پر لکھیں۔ سائل کا نام اور پتہ اور دستخط سوال کے ساتھ ضروری ہے۔

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

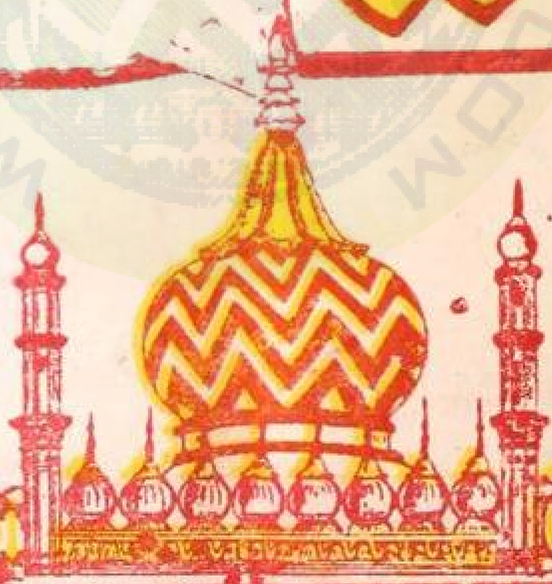
قائم مقام مفتی اعظم اختر رضا خاں ازہری مرکزی دارالافتاء سوداگران رضا نگر بریلی شریف یو۔پی

17/86

بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ



نی دنیا



بریلی شریف

و نگراں

مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شری

ٹیلیفون نمبر
72166

رجسٹرڈ پوسٹ
نمبر بی-آر-۱۵۷
R.P.N.
B.R:157

بیادگار حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ

اہلسنت بریلی سے شایع ہونے والا مذہبی روحانی علمی اصلاحی ترجمان

بہ ظلِ عاطفت حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمہ

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

نگراں و سرپرست
قائم مقام مفتئ اعظم ہند
علامہ اختر رضا خاں صاحب

نگراں و پرنٹر
مولانا
منان رضا
خاں صاحب
منانی

مدیر: عبد النعیم عزیزی ایم اے بی ایس سی (علیگ)

| جلد ۳ | جمادی الآخر و رجب ۱۴۰۶ھ مطابق فروری و مارچ ۱۹۸۶ء | نمبر ۳۸-۳۹ |

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم سال آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔

سالانہ زر تعاون ۲۵/۰۰ غیر ممالک سے ۸۵/۰۰ بھارتی سکوں میں

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

ایڈیٹر/منیجر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف (یو-پی)

جھلکیاں

باب سخن	عبد النعیم عزیزی	۳
کلام امام	اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ	۹
ضیائے قرآن	ادارہ	۱۰
بہار حدیث	ادارہ	۱۳
کلام حسن	استاد زمن علیہ الرحمہ	۱۶
باب الاستفسار	علامہ اختر رضا خاں	۱۷
کلام تاجدار	مفتی اعظم نوری علیہ الرحمہ	۱۹
شرح کلام الرضا فی تخلیق الارض والسماء	مفتی عبد المنان صاحب اعظمی	۲۰
معراج وفا	مولانا ذاکر صاحب رضوی	۳۱
تصدیقات مفتیان کرام برفتویٰ علامہ ازہری صاحب ٹی وی ویڈیو کا آپریشن عدم جواز پر	احسن العلماء سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب مارہرہ	۳۲
نقد وغنا کا اسلامی تجزیہ	علامہ بدر القادری ہالینڈ	۳۶
ٹیلیفون اور تصویر	جناب ظہور ہ خسرو بدایونی	۴۶
مسلم پرسنل لا میں مداخلت	جناب ابو الصبار رضوی	۵۵
مکتوبات بابتہ فتویٰ ٹی وی ویڈیو کا آپریشن	سید محمد حسینی اشرفی، مشتاق احمد قوری	۵۹
ٹی وی اور ویڈیو سے متعلق فتویٰ	ادارۃ الافتاء جامعہ منظر	۶۱
ضروری اعلانات	علامہ ازہری صاحب	۶۴
ہمارے کے افادات	ادارہ	۶۵
اعلیٰحضرت امریکہ میں	ادارہ	۶۶

بابِ سخن

عبد النعیم عزیزی

کیا مسلمان گلشنِ ہند کا سبزۂ پامال ہے؟

چمنستانِ ہند کو اپنے لہو سے بہاروں کا جوبن عطا کرنے والے مسلمان کی حیثیت اس گلشن میں سبزۂ پامال کی سی ہو کر رہ گئی ہے۔ اپنا سر کٹا کر اسے زنجیرِ غلامی سے آزاد کرانے والے مسلمان کی پوزیشن اس آزاد ملک میں ایک غلام کی سی بنا کر رکھ دی گئی ہے۔

۳۸ سال کے اندر اس پر ہزاروں فساد مسلط کئے گئے گھروں سے شعلے نکلے۔ آہیں اور سسکیاں ابھریں عصمتیں تار تار ہوئیں۔ انسان خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ جان پر حملے۔ دکان و مکان پر حملے۔ کھیت و کھلیان پر حملے۔ تمنا و ارمان پر حملے اور اب عقیدۂ ایمان پر حملے۔ چوٹ پر چوٹ۔ ظلم پر ظلم۔ کوئی فریاد سننے والا نہیں۔ محافظ و پاسبان بھیڑئیے بن گئے۔ منصف و حاکم قانون شکنی۔ جبر و تشدد اور انصاف کے قتل پر اتر آئے۔

> **چمنستانِ ہند کو اپنے لہو سے بہاروں کا جوبن عطا کرنے والے مسلمان اس گلشن میں سبزۂ پامال کی سی ہو کر رہ گئی ہے**

یا اللہ یہ جمہوریت ہے۔ یہ آزادی ہے الامان والحفیظ!!

دیوِ استبداد نے جمہوری قبا میں پائے کوب تو اسے سمجھا ہے آزادی کی نیلم پری

میسا اور ڈی آر میں مسلمان بلیک لسٹ اور ہسٹری شیٹ میں مسلمان۔ چوری۔ رہزنی غنڈہ گردی میں مسلمان۔

مسلمان پر غداری کا الزام۔ فرقہ پرستی اور تخریب کاری کا الزام مسلمان بدلنیتی میں مسلمان ملیکیشن۔ یہ ہے اس کی پوزیشن

ہندوستان پر اسے نمبر دو کا شہری بنا دیا گیا۔ ہندوستان میں۔ گورنمنٹ ملازمت میں۔ پولیس میں۔ پی اے سی میں۔ فوج میں۔ لائیڈ سروسز میں۔ ایڈمنسٹریشن میں۔ مسلمانوں کو نو لفٹ!

یکساں سول کوڈ اس پر لادا جائے گا۔ لیکن معاملات میں برابری کا درجہ نہیں دیا جائے گا۔

کچھ مسلمانوں کو کرسئ صدارت ملی کچھ کو وزارت بھی ملتی ہے لیکن انھیں تو جو آیۃ الکرسی سے دور ہو جاتے ہیں۔

آزاد جمہوری اور سیکولر بھارت کو مسلمانوں کے لئے اسپین بنایا جا رہا ہے۔ یہاں تاریخ اسپین دہرائے جانے پر عمل ہو رہا ہے فرڈینینڈ

اور ازابیلا اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنی تعریف اپنی تاریخ بھول کر خواب غفلت میں پڑا ہوا ہے خود اس کے قائد اور رہبر راہزن ثابت ہو رہے ہیں آزادی کے فوراً بعد ہی سے مسلمانوں کے اسلامی قوانین میں ترمیمات ہوتے رہے۔ مداخلتیں ہوتی رہیں۔ اور یہ سوتا رہا۔ قانون وراثت، قانون نکاح قانون طلاق و نفقہ میں ترمیمات و مداخلت۔ وقف ایکٹ میں مداخلت۔ اور یہ دیکھتا رہا اس کے جان اور جان ایمان نبیٔ ذیشان کی میں گستاخیاں ہوتی رہیں تحریروں کے ذریعہ تقریروں کے ذریعے اور یہ سنتا رہا۔ کتابیں چھپتی رہیں۔ بٹتی رہیں۔ دل آزاریوں اور گستاخیوں کا سلسلہ دراز ہوتا رہا۔ اور اب اور دراز ہو گیا لیکن اس سلسلہ کو بند نہ کرایا گیا۔ افسوس مداخلت کا دروازہ گستاخی و دل آزاری کا دروازہ حملہ و تشدد کا دروازہ خود انہوں نے کھولا اور چور دروازے سے ایوانوں میں گھستے گئے۔ عہدے لیتے چلے گئے، منسٹر و صدر اور گورنر بنتے رہے۔ بھارت بھوشن اور پدم شری کے خطابات بٹورتے رہے۔ اور دین و ملت کا سودا کرتے رہے۔

قوم بکریوں کی مانند ادھر ادھر بھٹکتی رہی اور گلہ بان مستی کے جام لٹاتے رہے۔ کیرل کورٹ نے داڑھی کے خلاف فیصلہ دیا۔ آسام کے مسلمانوں کو حق رائے دہندگی سے محروم کر دیا گیا۔ قرآن پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ مسلم پرسنل لا کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا گیا۔ اور اب مسجد کو مندر میں تبدیل کر دیا گیا۔ بابری مسجد کو رام جنم بھومی میں۔

یہ ہے اتر پردیش گورنمنٹ کا زبردست کارنامہ۔ مسلمان چیخے چلائے گرفتاریاں دیں۔ اب بھی چیخ رہے ہیں۔ میمورنڈم احتجاج۔ جلسے جلوس لیکن سب بے سود

آزاد

جمہوری اور سیکولر بھارت کو مسلمانوں کے لیے اسپین بنایا جا رہا ہے۔ یہاں تاریخ اسپین دہرائے جانے پر عمل ہو رہا ہے۔ فرڈیننڈ اور ازابیلا اپنا کام کر رہے ہیں اور مسلمان اپنی تعریف اور تاریخ بھول کر خواب غفلت میں پڑا ہوا ہے

آر۔ ایس۔ ایس جن سنگھ ہندو مہا سبھا۔ وشو ہندو پریشد شیو سینا اور جانے کتنے حکومت کرنے والے خود کو سیکولر اور مسلمانوں کا ہمدرد بتانے والے ہندو فرقہ پرستی کو بڑھاوا دیتے رہے اور اب ایسی آگ لگا دی ہے جس کا سود اگر نامشکل ہو گیا ہے۔ لیکن کچھ نہ کہا گیا۔ مسلمان آگے ہیں تو وہ بدنام ہم اگر وہ بھی کرتے ہیں تو [illegible] جاتے ہیں وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں بابری مسجد یا رام جنم بھومی [illegible] تمہیں لے دیکھے تاریخ میں [illegible] یاد ہے [illegible] کہ اورنگ زیب ہندو کش تھا ظالم تھا تاریخ کا آئینہ خود واقعات کی حقیقی صورت دکھاتا ہے اسے بھی فرقہ پرستوں نے چور [illegible]

اور گڑھا فرقہ پرستی اور من گھڑت تاریخ۔ نفرت سے بھرپور۔ مسلم حکمرانوں نے مندروں کو توڑ کر مسجدوں میں تبدیل کرلیا۔ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنالیا۔ ہندو نسل کو برباد کرنے کی بھرپور کوشش کی اور جانے کیا کیا واہی تباہی۔ بابری مسجد کے سلسلہ میں بھی انھیں ملک دشمن فرقہ پرستوں نے خوب خوب جھوٹی تاریخیں پیش کیں اور اس کی بازیابی کے لئے دھڑا دھڑ اشتعالی پمفلٹ چھاپے۔ بھاشن دیئے اور ہندو فرقہ پرستی کو خوب ابھارا۔

افسوس صد افسوس کہ حکومت اور کورٹ بھی ان کا شکار ہوگئی۔

یو۔پی کے ایک سابق منسٹر اور کانگریسی دادو دیال کھنہ نے ایک پمفلٹ چھاپا جس میں لکھا عالمگیر نامہ کے اقتباس کا حوالہ دے کر

"محرم سنہ ۱۶۸۲ء میں شاہی فوج نے ایودھیا میں رام جنم بھومی پر حملہ کیا دس ہزار ہندوؤں کو مارا اور مندر برباد کیا" (عالمگیر نامہ کا اقتباس)

حضرت عالمگیر اورنگ زیب کے زمانہ میں ہندوستان میں انگریزی سنہ مروج ہی نہ تھا۔ عالمگیر نامہ میں تمام تاریخیں ہجری سنہ کے ساتھ دی گئی ہیں۔ اگر سنہ ۱۶۸۲ کو ہجری سنہ مان لیں تو اس وقت سنہ ۱۴۰۶ ہجری چل رہی ہے گویا ابھی عالمگیر اورنگ زیب کو تخت نشین ہوکر مندر کو منہدم کرنے کے لئے دو سو چھہتر ۲۷۶ قمری سال یا تقریباً ۲۶۸ سال شمسی سال کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جھوٹ کے پاؤں تو ہوتے نہیں ہیں۔ تاریخ اور مہینہ ہجری کا اور سن عیسوی کا دادو دیال کھنہ کس لنگڑا کر گر رہے ہیں۔

تاریخ اور مہینہ سے قطع نظر اگر سن عیسوی ہی کو صحیح مان لیں تو سنہ ۱۶۸۲ء سے سنہ ۱۷۰۷ء تک اورنگ زیب دکن میں فوجوں کی کمان کر رہے تھے۔ لہٰذا ایودھیا آنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا ویسے حقیقت یہ ہے کہ عالمگیر نامہ میں شاہی افواج کا ایودھیا پر حملہ آور ہونے کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔ حضرت اورنگ زیب کی حکومت کا زمانہ ۱۰۶۸ ہجری سے ۱۱۱۸ ہجری تک ہے۔ شاید کھنہ جی کو یا کھنہ جیسوں کو اتنا بھی نہیں معلوم ہے۔ آگے چلئے اور ان کے ہم نوا جھوٹ بولتے چلے گئے مگر ان کی قلعی بھی کھلتی چلی گئی۔ ہاں زبردستی چلانے اور فساد و نفرت کا بیج بونے میں یہ ضرور کامیاب ہوگئے۔ ایک جھوٹ اور ملاحظہ ہو۔ آئین اکبری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"رام جنم بھومی سب سے پہلے بابر نے گرایا۔ اور پھر عالمگیر نے توڑا" ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ "ایودھیا کے ہندوؤں نے بیس بار حکومت کے خلاف جد وجہد کی اور شاہی فوجیں ان کی سرکوبی کے لئے بھیجی گئیں۔ بابر کبھی ایودھیا نہیں گیا۔ کسی بھی تاریخ حتیٰ کہ تزک بابری کے انگریزی ترجمہ میمائرس آف بابر از اے ایس بیورج میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ اورنگ زیب پر تنقید کرنے والے مورخ جادو ناتھ سرکار نے ایودھیا پر اورنگ زیب کی فوج کشی کی مہم یا کسی مندر یا رام جنم بھومی کو منہدم کرکے مسجد تعمیر کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔

سچ یہ ہے کہ دادو دیال کھنہ یا کھنہ کے ہمنوا ان

کی یہ تمام باتیں قطعی جھوٹ ہیں۔ اور یہ سب کچھ مسلم دشمنی میں کیا اور کہا جا رہا ہے۔ اکبر کی تعریف کرنے والوں نے اکبر کو سیکولر۔ ہندو نواز کہنے والوں نے اکبر کو یہ بھی نہ چھوڑا اور اس پر بھی ایودھیا میں فوجی کارروائی کے الزام لگائے ہیں۔

ع۔ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

بابر، اورنگ زیب یا دوسرے مغل بادشاہ یا اس سے پہلے کے مسلم حکمران اور سلاطین نے ہمیشہ رواداری سے کام لیا۔ انھوں نے فولادی تلوار کے بجائے اخلاق کی تلوار سے کام لیا۔ ورنہ اگر وہ مندروں کے انہدام اور ہندو کشی کی ہی مہم بھی کو اپنا لیتے تو آج کوئی بھی مندر سلامت نہ ہوتا اور نہ ملک میں ۶۰ کروڑ ہندو ہوتے۔

ہاں آج ضرور مسلمانوں پر ان کی عبادت گاہوں پر ان کے ایمان اور عقیدے پر حملہ ہو رہا ہے مسلسل اور بھرپور وار۔ لیکن کہیں سے رواداری یا انصاف کی آواز نہیں سنائی دیتی۔

ایسا لگتا ہے کہ حکومت کے کچھ محکموں اور فرقہ پرستوں نے مسلم دشمنی کی یہ مہم مل جل کر چلائی ہے یو۔پی کے محکمہ اطلاعات سے نکلنے والے رسالہ اتر پردیش کے ساکیت انک (اپریل سنہ ۱۹۸۴ء) میں بھی اس طرح کے مسلم دشمن مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) "ہمارے سماجی اختلافات کا فائدہ اٹھا کر مسلم حملہ آور سارے ملک میں پھیل گئے۔ مندر منہدم کئے گئے۔ مورتیاں توڑی گئیں۔ مسلمانوں اور مسلمان حاکموں نے تبدیلی مذہب کے لئے دھمکانے اور لالچ دینے کی پالیسی اپنائی اس طرح کا سماجی بحران بھارت کی تاریخ میں کبھی نہیں آیا تھا۔"

(صفحہ ۲۱ ساکیت انک اپریل سنہ ۱۹۸۴ء رسالہ اتر پردیش)

(۲) اولیں مسلم حملہ آوروں میں غازی میاں نے کتنے بھون کو برباد کر دیا چونکہ ایودھیا کے سریواستو حاکم طاقتور تھے۔ اسلئے وہ اور زیادہ تباہی لانے کی ہمت نہ کر سکا۔ مسلمانوں کے حملہ کے وقت جنم استھان سورگ دوار اور تریتا کے ٹھاکر کے تین خاص مندر تھے" جَینَت راجہ رانچندر جی ایودھیا میں پیدا ہوئے تھے مگر کسی بھی اتہاس کار نے آج تک نہ بتایا کہ وہ کب اور کس تاریخ میں پیدا ہوئے تھے خود انچ پاس جنگ محل۔ رام چندر جی ان کی دوسری ماتاؤں اور بھائیوں کی صحیح تاریخ موجود نہیں ہے۔ پھر یہ کیسے کہہ دیا کہ وہی مقام جہاں بابری مسجد ہے وہ رام جنم بھومی ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ بابر نے کسی بھی مندر یا رام جنم بھومی کو نہیں توڑا اور وہ نہ ایودھیا ہی گیا تھا بابر تو جس شہر سے گزرتا تھا وہاں کے اہم مندروں کو بھی دیکھنے جایا کرتا تھا۔ وہ مذہبی رواداری کا حامل تھا اس نے اپنے بیٹے ہمایوں کو وصیت کی تھی کہ "تمہارے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کی تنگ نظری سے گریز کرو۔ تو لوگوں پر انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ گائے کا گوشت کھانا ترک کرو تاکہ لوگوں کے دل جیت سکو۔ — — — — — — — لوگوں کے مذہبی مقامات کو کبھی منہدم نہ کرانا اس طرح انصاف کرو کہ لوگ اپنے بادشاہ سے محبت کرنے لگیں اور بادشاہ عوام سے"

بابر شیخ بایزید کی بغاوت کو کچلنے کے لئے اودھ سے ضرور گزرا ہے جو ایودھیا سے کافی دور ہے بایزید کو شکست دینے کے بعد بابر میر باقی بیگ

تاشقندی کو اودھ کا گورنر مقرر کر کے فوج کے ساتھ کوچ کر گیا۔ میر باقی نے اپنے بادشاہ کی یادگار کے طور پر ۱۵۲۸ء میں ایودھیا میں ایک مسجد کی تعمیر کرائی جسکی تختی پر یہ عبارت کندہ ہے۔

"بحکم شہنشاہ بابر جس کا انصاف چرخ گردوں تک وسیع ہے نیک دل میر باقی نے فرشتوں کے اس آشیاں کو تعمیر کرایا یہ خیر ہمیشہ باقی رہے گی اور اس کی تاریخ "بود خیر باقی" (یعنی ۹۳۵ ہجری ہے)

اورنگ زیب پر ہندو کشی اور مندر شکنی کا الزام ہے اس کے بارے میں بھی کبھی یہ باتیں تاریخی حقائق و شواہد سے ثابت نہ کی جا سکیں۔

اورنگ زیب کے دور حکومت میں ہندو مسلم تعصب کی کوئی بات نہ تھی اس کے فوج میں ہندو اچھے عہدوں پر فائز تھے۔ اور اس کے ہندو وزیر بھی تھے وہ اجین مندر کے رکھ رکھاؤ کا پورا خرچ دیتے تھے۔ بنارس کی ایک ہندو ناری کی لاج کی رکھشا کے لئے اورنگ زیب نے دہلی سے بنارس تک کا سفر روزے کے عالم میں کیا اور جب اس ناری کو ایک سرکش و جابر ظالم حاکم سے نجات دلا دی اور اس حاکم کا سر قلم کر دیا تب جا کر روزہ توڑا۔

ہمایوں نے خود ایک چھترانی کی عزت بچائی اور اس چھتری نے ہمایوں کو بھائی بنا کر اس کے ہاتھ میں راکھی باندھی۔

شیر شاہ سوری نے ایک ہندو کی شکایت پر اپنے لڑکے کو سرزنش کی اور اس سے اپنے لڑکے کی بیوی کے ساتھ وہی سلوک کرنے کو کہا جو سلوک اس کے لڑکے نے ہندو رعایا کی بیوی سے کیا تھا۔

جہاں گیر نے ہندو دھوبن کی فریاد پر نور جہاں جیسی چہیتی اور محبوبہ بیوی کو پھانسی کا حکم سنانے سے گریز نہ کیا۔ اکبر کے نورتنوں میں بیربل اور ٹوڈرمل جیسے لوگوں کو کون نہیں جانتا۔

مسلمانوں کی وفاداری اور رواداری کا تو یہ عالم رہا ہے کہ گونڈل (گجرات) کے راجہ نے اپنی رانیوں اور حرم کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو ملازم رکھا تھا۔

مہارانی جھانسی لکشمی بائی کا وفادار سپہ سالار غوث خاں ایک مسلمان ہی تھا۔ جس نے ہر قدم پر اس کی حفاظت کی ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں اسے بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ہندوستان کو سنوارنے سجانے میں کس کا ہاتھ ہے۔

مسلمانوں نے ہندوستان کو تاج کا جمال قطب کا جلال۔ لال قلعہ کی عظمت۔ زبان اردو کی حلاوت۔ اپنے کلچر کا کمال۔ خانقاہوں کا تقدس اور اپنی وفاداری و بہادری کا بانکپن دیا ہے۔ لیکن آج

جب پڑا وقت گلستاں پہ تو خوں ہم نے دیا
اب بہار آئی ہے تو کہتے ہیں ترا کام نہیں۔

مندروں کو مسلمانوں نے نہیں۔ ہندوؤں نے خود توڑا ہے۔ سنئے ادین مشرا کی زبانی

اپنی مندر شکنی کی کہانی وہ لکھتے ہیں۔
گیارھویں صدی میں کشمیر کے راجہ ہرش نے مندروں کو توڑا۔ آسام میں وشنوؤں نے کرشن کے سبھی مندر توڑے۔

بابری مسجد کو رام جنم بھومی بنانے کا ڈرامہ

۲۲۔ دسمبر ۱۹۴۹ء کی رات میں مہنت ابھے رام داس اور ان کے کچھ ساتھی اور ضلع کلکٹر کے نیر نے پلان بنایا اور مسجد میں رام چندر جی کی مورتی نصب کرادی۔ ۲۳۔ دسمبر کی صبح مہنت اور اُن کے چیلوں نے اعلان کردیا کہ رام جنم بھومی کو اس کی پرانی شکل میں بحال کردیا گیا ہے اور اُسے پوجا پاٹ کے لئے کھولا گیا ہے۔ مسلمانوں نے احتجاج کیا تو کلکٹر کے کے نیر نے یکطرفہ طور پر دفعہ ۱۴۵ / ۱۴۷ کے تحت مسجد کو قرق کرکے ریسیور بٹھا دیا اور اس میں ہندوؤں کے داخلے اور اس سے دو سو گز کے اندر کسی مسلمان کے داخلے پر پابندی عائد کردی اور پوجا کے لئے گورنمنٹی طور پر ایک پجاری کا تقرر بھی کردیا۔

یہ مسجد ۳۵ سال سے بند تھی مقدمہ ہائیکورٹ میں چل رہا تھا لیکن اسے مندر میں تبدیل کرنے کی سازش بھی چل رہی تھی داؤ دیال کھنہ، ڈاکٹر کرن سنگھ، فرقہ پرست حکام و سیاستداں وشو ہندو پریشد، جن سنگھی وسوئم سیوک سنگھی اسے قبضہ کرنے لینے کے لئے بضد تھے۔ رتھ یاترا کی تحریک چلائی گئی فرقہ پرستی کو ابھارا گیا۔ منصوبہ بندی ہوئی

اور سب کی ملی بھگت سے رمیش چند پانڈے نامی ایک وکیل نے منصف کے یہاں درخواست دی کہ وہ رام بھگت ہے اور اس کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ پوجا کریگا۔ ۲۸ جنوری کو منصف نے اسکی اپیل خارج کردی تو اس نے ۳۱ جنوری کو ڈسٹرکٹ جج مسٹر پانڈے کو درخواست دی اس جج نے مسلمانوں کو فریق بنائے بغیر یکم فروری کو فیصلہ کردیا اور ایس۔ پی و ڈی ایم نے مسجد کا تالا کھلوادیا اور اسے رام جنم بھومی ڈکلیر کرکے پوجا پاٹھ شروع کردی ہائی کورٹ میں مقدمہ پڑا ہوا ہے اور ضلعی کورٹ نے فیصلہ کردیا۔ حکومت اترپردیش نے کوئی ایکشن نہ لیا۔

اب مسلمان احتجاج کررہا ہے۔ گرفتاریاں دے رہا ہے لیکن کون سنتا ہے فغان درویش!

مسلم پرسنل کا بل بڑی مشکل سے پارلیمنٹ میں پیش بھی نہ ہوا تو اس پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہ ہوا نام نہاد مسلمان ضمیر فروش۔ ننگ دین، ننگ ملت کرسی والوں نے بھی مخالفت کی۔

عارف نے استعفیٰ دیدیا۔ اسے تو خیر ذلیل ہونا تھا۔ ابھی اور ہوگا۔ دلوائیوں نے شور مچایا بلوائیوں نے دھمکی دی۔

اس مسئلے کو ابھی تک پالٹیکس کا شکار بنا کر رکھا ہوا ہے۔ لگتا ہے سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔

مرد داڑھی رکھیں عورتیں پردہ کریں

کلام امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل

کیا ٹھیک ہو رخِ نبوی پر مثالِ گل
پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل

جنت ہے ان کے جلوے سے جویائے رنگ و بو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوالِ گل

انکے قدم سے سلعۂ غالی ہوئی جناں
واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلالِ گل

سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فالِ گل

بلبل حرم کو چل غمِ فانی سے فائدہ
کب تک کہے گی ہائے وہ غنچہ وہ لال گل

غمگیں ہے شوقِ غازۂ خاکِ مدینہ میں
شبنم سے دھل سکے گی نہ گردِ ملالِ گل

بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصلِ گل کہاں
امید رکھ کہ عام ہے جود و نوالِ گل

بلبل گھرا ہے ابر ولا مژدہ ہو کہ اب
گرتی ہے آشیانہ پہ برقِ جمالِ گل

یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ
ہر مہ مہِ بہار ہو ہر سال سالِ گل

رنگِ مژہ سے کرکے خجل یاد شاہ میں
کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گل

میں یاد شہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم
ہر اشکِ لالہ فام پہ ہو احتمالِ گل

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گل

ضیائے قرآن

(ادارہ)

گذشتہ سے پیوستہ

انسان کی انفرادی زندگی کا مقصد اور نصب العین اخلاقی کمال کا حصول ہے اور یہ کمال صرف اور صرف خداوند قدوس کی عبادت اور اس کی رضا ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور خود خالق کائنات اپنے حبیب لبیب اور نبی آخرالزماں علیہ تحیۃ والثناء کے ذریعہ ہم انسانوں کو ہماری تخلیق کا مقصد بتلا رہا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" ترجمہ اعلیحضرت "اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ" میری بندگی کریں۔

یہ آیت بڑی صراحت کے ساتھ حیات انسانی کا مقصد اور اس کی غرض تخلیق بیان کر رہی ہے۔

ذات باری تعالیٰ نے انسانوں کو اسی لئے پیدا فرمایا کہ وہ اس کی بندگی کرکے اخلاقی کمال حاصل کر سکیں۔ ساتھ ساتھ قرآن حکیم نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ نصیحت یعنی شعور بندگی مومنوں کے لئے سودمند ثابت ہوگی یعنی اگر انھیں اپنے مقصد تخلیق کا شعور حاصل ہو گیا اور انھوں نے اسے بطور نصب العین اختیار کر لیا تو اس سے وہ باکمال ہو سکیں گے اور یہی اخلاقی کمال ان کے لئے حقیقی منفعت کا باعث ہوگا آیت کریمہ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" میں لفظ عبادت سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اور ان ہی کا بجا لانا گویا انسانی زندگی کا مقصد اور اس کا نصب العین ہے۔

لیکن اگر عبادت سے مراد محض نماز ہو تو وہ تو دن میں صرف پانچ وقت کے لئے فرض ہے بقایا اوقات میں نہیں اس طرح یہ تصور لازم آئیگا کہ باری تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چند گھنٹے پانچ نمازوں کے لئے مقرر کر کے انسان کو اس کے مقصد اور نصب العین کی طرف متوجہ کیا اور باقی سارا وقت اسے اصل مقصد تخلیق سے بے نیاز ہو کر گزارنے کے لئے چھوڑ دیا۔

اگر عبادت سے مراد محض روزہ ہو تو وہ تو سال میں صرف ایک ماہ کے لئے فرض ہے بقیہ مہینوں میں نہیں اس طرح یہ تصور لازم آئے گا کہ خالق حقیقی نے سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک ماہ کے لیے انسان کو اس کے مقصد

اور نصب العین کی طرف متوجہ کیا اور باقی سارے عرصہ میں اسے اصل مقصد سے صرف نظر کرنے کی اجازت دیدی۔

عبادت سے مراد اگر محض زکوٰۃ ہو تو وہ بھی سال میں صرف صاحب نصاب کے لئے ایک مرتبہ فرض ہے اس طرح بقیہ عرصہ میں اور دیگر لوگوں کے لیے اپنے مقصد تخلیق کی طرف متوجہ ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔

اگر عبادت سے مراد محض حج ہو تو وہ بھی صاحب استطاعت کے واسطے عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے تو کیا بقایا عمر مقصد حیات سے صرف نظر کرتے ہوئے بسر ہو گی؟

اگر ارکان اسلام کے علاوہ دوسرے جملہ عبادات کو بھی شامل کر لیا جائے تو وہ ساری کی ساری مل کر بھی پوری زندگی کے ایک ایک لمحے پر محیط نہیں ہو سکتیں۔ انسان کو کھانا پینا بھی ہے، سونا جاگنا بھی ہے شادی بیاہ بھی کرتا ہے۔ ملازمت۔ تجارت محنت مزدوری بھی کرتا ہے بچوں کی پیدائش تعلیم و تربیت اور دیگر طرح کے معاملات زندگی میں بھی نبھاتا ہے تو یہ تمام معاملات تو عبادات کے زمرے میں آتے ہیں۔ پھر اس سارے کار و بار حیات کو جاری رکھنے کا حکم بھی اسلام ہی نے دیا ہے۔ کیونکہ اسے ترک کر کے ہمہ وقت عبادت اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا رہبانیت ہے

اور رہبانیت کو نظام حیات کے طور پر اپنانے کی اسلام اجازت نہیں دیتا ہے۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ وہ کونسی عبادت ہے جس کو انسانی تخلیق کا اور اسکی حیات کا مقصد اور نصب العین قرار دیا گیا ہے۔ جو جملہ عبادات اور معاملات حیات میں یکساں طور پر انسان کے پیش نظر رہ سکے۔ یہاں یہ امر بھی ذہن نشین رہنا چاہیئے کہ اصل نصب العین اور مقصد وہ ہوتا ہے جو کسی حالت میں بھی نظر انداز نہ ہونے پائے جو لمحہ مقصد سے بے توجہی اور بے التفاتی میں بسر ہو۔ وہ گناہ ہوتا ہے اور گناہ بارگاہ الوہیت میں ناپسندیدہ ہے۔ اگر عبادت سے مراد وہی تصور لیا جائے جو عام ہیں تو اس طرح انسان بقیہ اوقات میں انھیں کر نہیں سکتا پھر تو وہ سراسر خالق کی حکم عدولی کا مرتکب ہو رہا ہے اور اپنے مقصد تخلیق سے ہٹ رہا ہے پھر آخر عبادات اصل تصور کیا ہے۔

اس شبہہ اور الجھاؤ کو رفع کرنے کی صرف یہی صورت ہے کہ عبادت اور بندگی کا وہ جامع اور وسیع تصور ذہن نشین کر لیا جائے جو انسانی زندگی کے جملہ معاملات پر حاوی ہے اور جس کا تعارف خود قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کر دیا ہے۔

ترجمہ: اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ

ایمان لائیں اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات سچی کی اور یہ یہی پرہیزگار ہیں۔

(ترجمہ اعلیٰحضرتؒ) البقرہ (۱۷۷)

اس آیت کریمہ میں عبادت اور نیکی کا اصل تصور بیان کرنے سے پہلے مروجہ تصور کی نفی کی گئی ہے اس لحاظ سے یہ تعریف جامع بھی ہے اور مانع بھی عام طور سے لوگ صرف روزہ۔ نماز جیسی عبادات ہی کو عبادت یا بندگی سمجھتے ہیں یا نیکی کہتے ہیں زندگی کے باقی معاملات دنیا داری تصور کئے جاتے ہیں۔

قرآن مقدس نے سب سے پہلے اس راہبانہ اور مسیحی تصور عبادت کو رد کردیا کہ اگر کوئی شخص مشرق و مغرب کی جانب یعنی قبلہ رو ہو کر نماز وغیرہ پڑھنے کو ہی نیکی اور اصل عبادت سمجھتا ہے تو ایسا نہیں ہے یقیناً یہ عبادت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر معاملات بھی عبادات ہیں۔ قرآنی تصور عبادت اور اسلامی مفہوم تو اس قدر وسیع ہے جو انسان کی فکری اور عملی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے۔

اسلام تو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کا دائرہ مہد سے لحد تک اور مکان قبر سے میدان حشر تک پھیلا ہوا ہے اور صرف اسی کے اصول اور قانون پر عمل کرکے ہی دنیا اور دین دونوں کی سرخروئی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور عبادت یا نیکی کے صحیح تصور اور مفہوم کو اپنایا جاسکتا ہے۔

قرآن حکیم نے بندگی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ صحت عقائد جس میں اللہ عزوجل۔ آخرت فرشتوں۔ آسمانی کتابوں اور انبیاء و رسل پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۲۔ حُبِّ الٰہی جس کا ثبوت خلق خدا کے حق میں نفع بخشی۔ فیض رسانی۔ اور مالی ایثار و قربانی کے ذریعہ فراہم کیا جائے۔

۳۔ مالی ایثار۔ اپنے وسائل دولت مستحق رشتہ داروں۔ یتیموں، مسکینوں۔ غرباء اور فقراء اور غلامی اور محکومی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسانوں کی آزادی۔ معاشی بحالی اور آسودگی پر خرچ کئے جائیں۔

۴۔ صحت اعمال۔ نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کے احکام کی پابندی کی جائے۔

۵۔ ایفائے عہد۔ انسان جو عہد اور فیصلہ کرے عزم و ہمت کے ساتھ اس پر ثابت قدم رہے

۶۔ صبر و تحمل۔ مصائب و شدائد کے تمام غیر معمولی حالات میں بھی صبر و تحمل اور عزم و استقلال کے ساتھ قائم رہے۔

بہارِ حدیث

(ادارہ)

گزشتہ سے پیوستہ

فائدہ۔ حدیث میں وارد ہوا "نیۃ المومن خیر من عملہ" یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ یہ حدیث اگرچہ اصطلاح محدثین پر صحت سے موصوف نہیں مگر اس کو محدثین نے موزوں بھی نہیں فرمایا اور اس حدیث کی توجیہ میں علماء کے چند اقوال ہیں۔ پہلا یہ کہ محض نیت اگرچہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو اس پر عبادت ہے اور اس پر اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے۔ برخلاف عمل جوارح (اعضائے جسمانی) کہ اس کا عبادت ہونا اور اس پر ثواب مرتب ہونا نیت پر موقوف ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور حدیث میں آیا ہے کہ نیکی کے مجرد قصد پر پوری ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور یہ بھی حدیث میں وارد ہوا جو شخص اس نیت سے سوئے کہ اٹھکر تہجد کی نماز پڑھے گا اس کے لئے تہجد کا ثواب لکھا جائے گا۔ اگرچہ نیند کے غلبہ کے سبب صبح تک سوتا رہ جائے اور تہجد فوت ہو جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیت کا محل دل ہے اور دل معرفت کی جگہ ہے تو لامحالہ جو محل معرفت سے ظاہر ہوگا اور اس کان سے نکلے گا وہ اس سے افضل ہوگا جو اس محل سے حاصل نہ ہو اور سہل ابن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش سے فرش تک کوئی مکان ایسا نہ پیدا فرمایا جو اس کو بندۂ مومن کے دل سے زیادہ عزیز ہو۔ اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو کوئی نعمت اپنی معرفت سے بڑھکر عطا نہ کی تو عزیز ترین نعمت کو عزیز ترین جگہ میں رکھا اور اگر کوئی مکان دل سے زیادہ عزیز ہوتا اپنی معرفت کو اللہ تعالیٰ اس جگہ رکھتا اور نیز حضرت سہیل ابن عبداللہ نے فرمایا اس بندہ کی ہمت نہایت خسیس ہے جو دل جیسی عزیز ترین جگہ کو حق تعالیٰ کی یاد کے سوا (یا ذکر حق کے سوا) کسی اور چیز میں مشغول کرے اور وہ بے ادب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی یاد جسے اللہ نے دل میں بٹھایا اس کو دل سے نکالے اور بجائے اس کے دوسرے کو دل میں بٹھائے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ نیت عمل سے اس لئے بہتر ہے کہ نیت پائیدار ہے اور باقی رہنے والی چیز ہے اور عمل ناپائیدار و فانی اسی لئے جنتیوں کا جنت میں اور دوزخیوں کا

دوزخ میں رہنا نیت کے بموجب ہے کہ دائمی شے سے ہے۔ اگر بقدر عمل ہوتا تو زمانے کی اسی مقدار بھر ہوتا جس میں انھوں نے عمل کیا۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ عمل میں ریا دخل انداز ہوتی ہے اور عمل اس سے فاسد ہو جاتا ہے بخلاف نیت خیر کے جو باطن میں ہے۔ کہ ریا کی وہاں تک رسائی نہیں اور آثار میں وارد ہے کہ ملائکہ جب بندوں کے اعمال آسمان میں لے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ بعض فرشتوں سے فرماتا ہے یہ نامۂ اعمال پھینک دو۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے اے اللہ! تیرے بندے نے اچھی بات کہی اور اچھا کام کیا اور ہم نے اس کو سنا اور دیکھا ہم نے اس کی نیکیوں کے دفتر میں یہ کام درج کیا ہے اس نامۂ اعمال کو پھینک دیں ان کو ندا ہوتی ہے کہ اس بندے نے میری رضا نہ چاہی اور بعض دوسرے ملائکہ کو ندا ہوتی ہے کہ فلاں کے لیے یہ عمل لکھو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اس بندے نے یہ کام نہ کیا میں کیونکر لکھوں؟ اس کو خطاب ہوتا ہے کہ اس بندے نے خیر کی نیت کی اور اس کا قصد کیا۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ اس کے اعمال خیر بے حد اور بے اندازہ ہیں اور مومن کی نیت ان تمام سے متعلق ہے تو وہ چاہتا ہے کہ تمام اعمال خیر کرے لیکن وہ تمام اعمال خیر انجام نہیں دے سکتا تو نیت کے ثواب کی کوئی حد نہیں اور خیرات اور طاعات اس کی نیت میں محدود اور منحصر نہیں اور اسی قیاس پر کافر کی نیت اس کے اعمال سے بدتر ہے اس لیے کہ کافر تمام معاصی کا ارادہ رکھتا ہے اگرچہ اس کا عمل محدود ہے

فائدہ۔ بعض عرفا کا قول ہے عام لوگوں کی نیت فضل و ثواب کو کھول کر اغراض کو طلب کرنا ہے اور جاہلوں کی نیت یہ ہے کہ وہ بری تقدیر اور نزول آفت سے بچیں اور اہل نفاق کی نیت اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے سامنے سنورنا ہے اور علماء کی نیت یہ ہے کہ وہ طاعت کو قائم کریں طاعت کا حکم دینے والے کی حرمت کی وجہ سے اور اہل تصوف کی نیت یہ ہے کہ وہ اپنی ان طاعتوں پر اعتماد نہ کریں جو ان سے صادر ہوتے ہیں۔ تتمہ۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ نیت کا مبدا ایمان ہے۔ لہذا مومنین کے لیے ان کے ایمان سے طاعت کا ذکر ناشی ہوتا ہے لہذا ان کے دل اللہ کی طرف نفس کے مستقر سے اٹھتے ہیں اس لیے کہ ان کے دل ان کے نفوس کے ساتھ ہیں اور دلوں کا اٹھنا ہی نیت ہے اہل یقین اس منزل سے گزر چکے ہیں ان کے دل اللہ کے ساتھ ہیں اور اپنے نفوس کو بالکلیہ چھوڑے ہیں لہذا وہ نیت کے معاملے سے فارغ ہو گئے اس لیے کہ نیت اللہ کی طرف دل نہضت ہے تو دل کا خواہشوں اور عادتوں کے معدن سے اللہ کے لیے اٹھنا ہے کہ وہ اخلاص کیساتھ

اللہ کی بندگی کرے اور جس کا دل بارگاہ الٰہی میں مستغرق ہے اس کے لئے یہ کہنا ممکن ہی نہیں کہ اس نے فلاں عمل ہی اللہ کے لئے نہیں کی۔ حالانکہ وہ اپنے تن من دھن سے اللہ کی بندگی میں لگا ہے اور اس کی عظمت کی تجلیوں میں گم ہے اور وہ اپنی جگہ کو جو اس کا وطن تھا چھوڑ چکا ہے اور اللہ سے واصل ہو چکا ہے تو عام لوگ جن کو نیت کا حکم ہے انھیں لازم ہے کہ اپنے ارادے کو اپنی خواہشوں سے پاک کریں اور اپنی عبادت کو ذہنی عادات سے ممتاز کریں۔

تنبیہ بخاری کی روایت میں حدیث شریف کا جملہ "فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ" وارد نہ ہوا۔ ابن عربی نے کہا بخاری کے لئے اس جملہ کو چھوڑ دینے میں کوئی عذر نہیں اس لئے کہ حضرت امام بخاری قدس سرہ کے شیخ حضرت حمیدی نور اللہ مرقدہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس جملہ سمیت مکمل روایت کیا ہے۔ مگر علامہ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام بخاری کا عذر ظاہر کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی کتاب کی تالیف اسی نیت سے شروع کی جس کا علم انھوں نے اللہ کو مفوض (سپرد) کیا اگر اللہ کے علم میں یہ ہے کہ انھوں نے دنیا کا قصد کیا تو اللہ ان کو ان کی نیت کا بدلہ دیگا اور دوسرے جملہ کو حذف کر دیا تزکیۂ نفس سے بچنے کے لیے۔

اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جملۂ محذوفہ میں قربت محضہ کا ایہام ہے اور بخاری نے جو جملہ ذکر کیا ہے اس میں احتمال ہے کہ ان کے قصد سے قربت ہوتی ہے یا نہیں تو گویا مصنف قدس سرہ اپنی اس تصنیف میں زبان حال سے اپنی حالت بتا رہے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے اس جملہ کو تزکیۂ نفس سے بچنے کے لئے حذف کر دیا جس میں قربت محضہ کا ایہام تھا۔ اور جس جملہ میں دونوں کا احتمال تھا اس کو باقی رکھا تاکہ اپنا معاملہ اپنے رب کو سپرد کریں جو ان کے باطن پر مطلع ہے اور ان کی نیت کے مطابق ان کو جزا دینے والا ہے۔ بعض مصنفین کی عادت ہے کہ وہ اپنے خطبوں میں اپنی خاص اصطلاحوں کو اور اپنے مختار طرز کو شامل کرتے ہیں اور امام بخاری کی رائے یہ ہے کہ حدیث کو مختصر کرنا اور اس کی روایت بالمعنی جائز ہے اور یہ بھی ان کی عادت ہے کہ حدیث سے جو معنی مستنبط ہوتے ہیں ان میں وہ تدقیق سے کام لیتے ہیں اور تمام تر معنی کو معنی جلی پر ترجیح دیتے ہیں اور جو سند ان صیغوں وارد ہوا جس میں سماع کی یعنی راوی کے اپنے شیخ سے سننے کی تصریح ہو اس کو دوسری سند پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ بخاری نے اس جگہ اس حدیث کے متن اور سند دونوں میں یہ تمام مذکورہ طریقے برتے اور امام بخاری نے اس حدیث کو بروایت حماد ابن زید باب الهجرة میں بھی روایت کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

کلامِ حسن

استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب حسن (رحمۃ اللہ علیہ)

مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

سر صبح سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا

پیدائش محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پئے تقسیم گدایاں
اللہ نے تہ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل
جلووں نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ حسن اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

www.muftiakhtarrazakhan.com

باب الاستفتاء

مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری

۴۸۶/۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسائل کے بارے میں:—

(۱) اگر کوئی شخص بغرض ایصال ثواب اپنے باپ، بھائی، ماں، بہن یا کسی دوسرے عزیز رشتہ دار کی فاتحہ تیجہ، چہلم، برسی وغیرہ کرے اور اسمیں کھانے کا اہتمام بھی کرے اور وہ اپنے امیر غریب سبھی رشتہ داروں اور دوستوں نیز محلہ کے لوگوں کو مدعو کرے۔ انھیں کھانا کھلائے جبکہ یہ سبھی کام صاحب خانہ اپنی مرضی سے کرے اس پر کوئی دباؤ بھی نہ ہو تب ایسی صورت میں وہ کھانا ہر امیر غریب کھا سکتا ہے جسے وہ کھلائے جبکہ نہ کھانے کی صورت میں صاحب خانہ کو ملال ہوتا ہے یا نہیں کھا سکتا۔ یہاں کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ یہ کھانا ہر کسی کے لئے حلال نہیں بلکہ صاحب خانہ کی مرضی اور خوشی کے باوجود بتاتے ہیں کہ یہ کھانا حرام ہے اور صرف محتاج ہی کھا سکتے ہیں۔ بلکہ خود ان مولویوں نے یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا کہ یہ کھانا میرے لئے حرام ہے۔ اس کے علاوہ کچھ مولویوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ کھانا واجبی صدقہ نہیں بلکہ صدقہ نفلی ہے اور نفلی صدقہ کسی کے لئے حرام نہیں اور نہ کوئی گناہ ہی ہے جبکہ کھانے والا ذاتی طور پر اس بات کا خواہش مند نہ ہو کہ یہ کھانا مجھے کھلائے۔ نیز یہ مولوی دلیل بھی دیتے ہیں کہ اپنے گھر آئے مہمان کو جو کچھ میزبان کھلاتا پلاتا اور خاطر بات کرتا ہے سبھی کچھ نفلی صدقہ میں شمار ہوتا ہے وہ ضیافت امیر مہمان کو بھی جائز ہے اور غریب کو بھی۔ اور اگر صاحب خانہ چاہے تو اس کا ثواب کسی کو بخش سکتا ہے۔

لہذا تیجہ، چہلم، برسی، وغیرہ کی فاتحہ کرنا اور اس کھانے کو کھانا جبکہ اپنی جانب سے اس کے کھانے کی تمنا نہ ہو جائز ہے اور اس کا ثواب میت کی روح کو ضرور پہنچتا ہے اور کوئی کھانا حرام نہیں ہوا کرتا جب تک کہ وہ حرام طریقہ سے حاصل نہ کیا جاوے۔ صحیح حکم سے مطلع فرمائیں۔

(۲) گھر میں اگر کوئی مر جاتا ہے تو لوگ گھڑے وغیرہ دیگر برتنوں میں رکھا پانی پھینک دیتے ہیں اسے پینے لائق نہیں سمجھتے، اگر کھانا پک رہا ہے یا پکا رکھا ہے تو اسے جانوروں کو کھلا دیتے ہیں اور اسے کھانے کے لائق نہیں سمجھتے اسکی کیا حقیقت ہے۔

(۲۳) بیوہ عورت کو ایام عدت میں سر میں تیل ڈال کر کنگھی وغیرہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ نیز کپڑے وغیرہ دھوکر اور نہا کر پہننا چاہیئے یا نہیں اگر سر میں کنگھی نہ کرے گی تو پڑے بال ہونے کے سبب سر اور بالوں کی حالت تو بڑی تکلیف دہ ہو جائے گی۔ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

سائل محمد منہاج اللہ خاں ساکن کھمپول
پوسٹ بھطیا برساگ ضلع کھیری یو۔پی
۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء

۴۸۶/۹۲

الجواب

عرف عام پر نظر شاہد کہ جہلم وغیرہ کے کھانے پکانے سے لوگوں کا مقصد میت کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے اسی لئے یہ فعل کرتے ہیں۔ چنانچہ اسے فاتحہ کا کھانا۔ جہلم کی فاتحہ وغیرہ کہتے ہیں اور بلاشبہ اس نیت سے کھانا پکانا کار خیر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ صرف فقراہی پر ایسے کھانوں کے تصدق میں ثواب نہیں بلکہ اغنیا کو کھلانا بھی ثواب کا کام ہے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی کل ذات کبد حری اجر ہر گرم جگر میں ثواب ہے یعنی جس زندہ کو کھانا کھلائے گا۔ پانی پلائے گا ثواب پائے گا اخرجہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ واحمد عن عبد اللہ بن عمرو وابن ماجہ عن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہم حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فیما یا کل ابن آدم اجر وا جر وفیما یا کل السبع اجر والطیر اجر جو کچھ آدمی کھا جائے

اُس میں ثواب ہے اور جو درندہ کھا جائے اُس میں ثواب ہے۔ جو پرند کو پہنچے اس میں ثواب ہے۔ رواہ الحاکم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصحح سندہ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اطعمت زوجتک فھو لک صدقۃ وما اطعمت ولدک فھو لک صدقۃ وما اطعمت خادمک فھو لک صدقۃ وما اطعمت نفسک فھو لک صدقۃ جو کچھ تو اپنی عورت کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے بچوں کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے خادم کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خود کھائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔ اخرجہ الامام احمد والطبرانی فی الکبیر بسند صحیح عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے صرح فی الذخیرۃ بان التصدق علی الغنی نوع قربۃ دون قربۃ الفقیر درمختار میں ہے الصدقۃ لا رجوع فیھا ولو علی غنی لان المقصود الثواب مجمع بحار الانوار میں توسط شرح سنن ابی داؤد سے ہے الصدقۃ ما تصدقت بہ علی الفقراء ای غالب انواعھا کذلک فانھا علی الغنی جائزۃ عندنا یثاب بہ بلا خلاف اور مدار کار نیت پر ہے انما الاعمال بالنیات تو جو کچھ کھانا فاتحہ کے لئے پکایا گیا بلاتے وقت اُسے بلفظ دعوت اُسے تعبیر کرنا اس نیت کو باطل نہ کریگا جیسے کسی نے اپنے محتاج بھائی بھتیجوں کو

کلامِ تاجدار

حضور مفتیٔ اعظم ہند نوری (رحمۃ اللہ علیہ)

اے نبیوں کے نبی اور اے رسولوں کے امام

الصلاۃ والسلام اے سرورِ عالی مقام　　الصلاۃ والسلام اے رہبرِ جملہ امام
الصلاۃ والسلام اے مظہرِ ذات السلام　　الصلاۃ والسلام اے پیکرِ حسنِ تمام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام
اے نبیوں کے نبی اور اے رسولوں کے امام

یا حبیب اللہ انت مہبط الوحی المبین　　انی مذنب سیدی انت شفیع المذنبین
یا رسول اللہ انت صادق الوعد الامین　　یا نبی اللہ انت رحمۃ للعٰلمین

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام
اے نبیوں کے نبی اور اے رسولوں کے امام

اے شہِ عرش آستاں اے سرورِ کون و مکاں　　اے مرے ایمان جاں اے جانِ ایمانِ زماں
اے مرے امن اماں اے سرورِ ہر دو جہاں　　میں ہوں عاصی سرورا اور تم شفیعِ عاصیاں

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام
اے نبیوں کے نبی اور اے رسولوں کے امام

اے کہ تیری ذاتِ عالی بستر ہر موجود ہے　　اے وہ سرور جس پہ صدقے بود و ہر نابود ہے
اے وہ جس کا در، درِ فیض و سخا و جود ہے　　اے وہ جس کا باب دشمن پر بھی نا مسدود ہے

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام
اے نبیوں کے نبی اور اے رسولوں کے امام۔

شرح کلام الرضا فی تخلیق الارض والسماء

(بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی)

گذشتہ سے پیوستہ

مگر اس قول میں اصل زمین کی تخلیق سے متعلق جو ۲ دو یوم آئے ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے خلق الارض فی یومین۔ وہی شمار کئے گئے۔ ۲ دو دن متعلقات ارض والے نہیں۔ اور آسمان اور علویات کے لئے چار دن ۲ دو دن تو وہی جو اسی آیات میں لفظ فقضاھن سبع سمٰوٰت فی یومین سے ثابت ہے اور بقیہ ۲ دو یوم علویات کے لئے اور حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ تو اوپر ہی معلوم ہو چکا ہے کہ قلیل کثیر کے منافی نہیں ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ اتوار سے بدھ تک چار یوم آسمان اور متعلقات کے لئے اور ۲ دو یوم زمین کے لئے۔ وللہ الحمد

اب اس مقام پر پہونچکر آپ ملفوظات حصہ اول کے ان جملوں کو پھر دہرائیے "اور اللہ تعالیٰ نے چار دن میں آسمان پیدا کیا ۲ دو دن میں زمین یکشنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ، چہارشنبہ آسمان، پنجشنبہ، اور جمعہ زمین"

کتنا بڑا ظلم کیا مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ نے کہ وہ بات کہدی جو علامہ خازن سے جیسے عظیم مفسر نے اب سے سینکڑوں سال پہلے لکھدی تھی؟

ان یقال خلق السماء مقدم یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ علی الارض فعلی ھذا یکون آسمان کی تخلیق زمین کی معنی الآیۃ خلق الارض پیدائش پر مقدم ہے فی یومین وقضی ان یحدث پس اسی تقدیر پر آیت الارض فی یومین بعد احداث خلق الارض فی یومین السماء خازن رابع صـ۱۸۳ کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ زمین کو آسمان کے بعد ۲ دو دن میں بنائے گا۔

الغرض ایام تخلیق کے بارے میں بھی مفسرین نے آیات قرآن کی تطبیق میں تاویلوں کا انبار لگا دیا ہے اور مفسرین کے اقوال ان کا تو کہنا ہی کیا۔ کیونکہ اس سلسلہ میں ابھی بہت کچھ ذکر کرنے کو رہ گیا ہے۔ پھر ہم سائل سے ہی انصاف کے طالب ہیں کہ موجودہ صورت حال میں کیا اب بھی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر مخالفت قرآن کا الزام باقی ہے۔

وکم من عائب قولا صحیحا
وآفتہ من الفھم السقیما

الحمد للہ رب العٰلمین! تخلیق ارض وسما کے سلسلہ میں اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہ العزیز پر مخالفت قرآن

عظیم کا جو الزام تھا - اس کی پوری صفائی ہو گئی
البتہ ایک امر کی وضاحت ضروری ہے اب تک
ہماری جماعت کی طرف سے اس الزام کا یہ
جواب دیا جاتا تھا کہ اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ
زمین آسمان سے پہلے بنی لیکن الملفوظ میں کاتب
کی غفلت کی وجہ سے زمین کی جگہ آسمان اور آسمان
کی جگہ زمین پر تحریر ہو گیا، اور بادی النظر میں
عبارت مبحوثہ میں اس کی بڑی گنجائش ہے -
صرف ایک لفظ کے الٹ پھیر سے سارا معاملہ
ادھر سے ادھر ہو سکتا ہے -

تفسیر نعیمی سورۂ والنازعات کی آیت معہودہ
کی تشریح یوں کی گئی :- "زمین پیدا تو آسمان
سے پہلے فرمائی گئی تھی لیکن پھیلائی نہیں گئی
تھی" اس تفسیر کی روشنی میں میرا بھی یہی
خیال ہو گیا تھا کہ بات زبان سے ادا ہونے
کے بعد صفحۂ قرطاس پر آنے تک اتنے مراحل
طے کرتی ہے کہ ایک ذرا سی بے توجہی سے زمین
آسمان ہو سکتی ہے - اس لئے ہو نہ ہو یہ کتابت
کی ہی غلطی ہو - لیکن ہمارے عزیز رفیق مفتی
شبیر حسین (روناہی) نے میری توجہ اعلیحضرت
کے رسالہ "کشف حقائق" کی طرف مبذول
کرائی میں اس کتاب کو بہت پہلے پڑھ چکا تھا
لیکن بات مستحضر نہ تھی، ان کی یاد دہانی پر کتاب
کھول کر دیکھی تو مطلع بالکل صاف تھا - آپ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -
"نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم بنا - اور اس کے پرتو سے تمام عالم
ظاہر ہوا - اول پانی پیدا ہوا پھر اس میں دھواں
اٹھا، اس سے آسمان بنا - پھر پانی کا ایک
حصہ منجمد ہو کر زمین ہو گیا - اسے خالق عزوجل
نے پھیلا کر سات پرت کر دیا پھر اسی
طرح آسمان کے سات طبقے کئے یوں پانی سے
آگ بنی ممکن ہے کہ پانی کسی قسم کی حرارت
پا کر ہوا ہوا ہو اور ہوا گرم ہو کر آگ، یا جس
طرح مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے چاہا، غرض پانی
مادہ تمام مخلوقات کا ہے - امام احمد وابن
حبان وحاکم کی حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے ہے - حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں کل شیئ خلق من الماء
ہر چیز پانی سے بنی ہے :" (ص۸)

اس عبارت میں مختلف روایتوں میں
کائنات کی تخلیق سے متعلق جو تفصیلات آئی
ہیں - اعلیحضرت نے ان کو باہم مربوط کیا ہے
اور زمین و آسمان میں ابتدا آسمان ہی سے
فرمائی ہے -

تفسیر نیشاپوری میں بھی اسی کو اختیار
فرمایا ہے - اور مختلف دلائل سے مبرہن فرمایا ہے
کلام امام اہلسنت کی توضیح وتشریح میں ایک
کم مایہ طالب العلم کی جد وجہد کا یہ خلاصہ ہے اگر
قبول خاطر ہو تو آئندہ الملفوظ شائع کرنے والے
ناشرین سے گذارش ہے کہ اس مقام پر ایک مختصر
حاشیہ لگا دیں کہ تقدیم تخلیق سماء کا قول بھی مختلف
ائمہ نے کیا ہے - اور اس کو دلائل سے مؤید بھی کیا ہے
اور کسی صاحب کو کوئی اختلاف ہو تو اسی رسالہ

ویڈیو سے متعلق ایک اہم مکتوب

از قلم فاضل گرامی علامہ مفتی عبد المنان صاحب کلیمی ایم اے اُردو، فاضل علوم اسلامیہ۔ مفتی و شیخ الحدیث
جامعہ فاروقیہ۔ عزیز العلوم بھوجپور۔ ضلع مرادآباد یوپی

———— لیکن افسوس کہ آج ویڈیو کا مسئلہ ایک دوسرے کے لئے طعن و تشنیع کا ذریعہ و سبب بنا ہوا ہے۔ خلوص و للہیت اور طلب حق کے لئے اگر اختلاف ہو تو یہ کوئی بری شے نہیں ہے۔ بلکہ اچھی چیز ہے۔ اس طرح کے اختلافات کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے "اختلاف امتی رحمۃ" فرمایا ہے۔

———— اس موقعہ پر مجھے اپنے اسلاف کی پاک و بے لوث زندگی کا وہ تابناک پہلو یاد آرہا ہے جب ایک مرتبہ حضرت سیدنا محدث اعظم ہند اور حضور شیر بیشۂ اہلسنت میں ایک مسئلہ پر شدید اختلاف رائے پیدا ہو گیا تو اس خوش اسلوبی سے بریلی شریف کی سرزمین پر خیر الاذکیا حضرت علامہ غلام یزدانی صاحب قبلہ شیخ الحدیث بریلی شریف و بانی دار العلوم شمس العلوم گھوسی۔ اعظم گڈھ جیسے اکابر علمائے اہلسنت نے ایک ایسا اہم رول ادا فرمایا کہ جانبین کی ساری بدگمانی دور ہو گئیں اور ایک خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا۔ جبکہ ویڈیو کے مسئلے سے کہیں زیادہ وہ متنازع فیہ معاملہ اہم و نازک تھا ———— صد حیف کہ ایک فروعی مسئلہ اس قدر طول پڑ گیا کہ اب اظہار رائے میں بھی بے ادبی و گستاخی کا اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔ راقم السطور نے اس مسئلہ سے متعلق حضرت تاج الاسلام سے بھی عرض کیا اور بتاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۸۵ء بمقام کچھوچھہ مقدسہ حضرت شیخ الاسلام سے بھی میں نے گذارش کی۔ علاوہ ازیں دنیائے سنیت کی عبقری شخصیت ماہر رمزیات عمدۃ المحققین نائب مفتی اعظم ہند مخدوم مکرم حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ و اطال اللہ عمرہم سے بھی اس حقیر نے مودبانہ درخواست کی کہ سرکار آپ جملہ اساطین دین و ملت ایک جگہ بیٹھ کر کیوں نہیں اس مسئلہ پر تبادلۂ خیال فرما لیتے ہیں تاکہ متعلقین و متوسلین میں کوئی بیدا نہ ہو سکے۔ ہمیں کیا جواب ملا۔ تفصیل جاننے کی کوشش نہ کیجئے ———— صرف اتنا سمجھ لیجئے ———— بسا آرزو کہ خاک شدہ ———— میرے خیال میں اب حالات قابو میں ہیں۔ وقت نہیں گیا ہے۔ اس وقت بھی جماعت اہلسنت کے اکابر و مشاہیر علماء یکجا

یکجا ہوکر زیر بحث عنوان پر تبادلہ خیال فرمالیں اور مسئلہ کا ایک رُخ متعین فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں تو بہت اچھا ہوتا۔ خدا نخواستہ مثبت یا منفی کسی ایک پہلو پر سارے علماء کا اتفاق نہ ہوسکے تو کم ازکم اُس فروعی اختلاف رائے کو مشترکہ طور پر اختلاف امتی رحمۃ کے سانچے میں ڈھالدیں۔

میرے بہت سے علمی احباب اس بات پر مصر ہیں کہ ویڈیو سے متعلق آپ بھی اپنے موقف کا اظہار فرمادیں حتی الامکان اور علماء کی طرح میں بھی ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ لیکن جب ناچیز کے پاس بھی ویڈیو کے بارے میں استفتے آنے لگے تو چار و ناچار کسی ایک پہلو کو اختیار کرنا ہی پڑا سب سے پہلے حضرت شیخ الاسلام کا فتوی جواز میری نظر سے گذرا تھوڑی دیر کے لئے میں کافی تذبذب کا شکار ہوگیا۔ پھر بھی میرا میلان طبع عدم جواز ہی کی جانب تھا۔ کیونکہ حضرت شیخ الاسلام کے فتوی جواز میں جملہ دلائل کا موقوف علیہ ویڈیو کے صانعین کی رائے ہے۔ جبکہ حضرت موصوف نے اپنے فتوے میں صانعین کی رائے کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ چلئے اس سے انکار نہیں کہ حضرت موصوف نے کافی تلاش و جستجو اور تحقیق و تفتیش کے بعد ویڈیو کے مثبت پہلو کو اختیار فرمایا ہے۔ لیکن جب تک صانعین کی رائے کو حوالجات سے مزین نہیں فرمادیتے ہیں اسوقت تک یہ آپ کی ذاتی تحقیق سمجھی جائے گی۔

اس موقعہ پر جماعت اہل سنت کے معتمد ترین طبقہ دمفتی حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب امجدی کا وہ اناؤنسمنٹ بڑا پیارا اور محققانہ معلوم ہوا جو لاؤڈ اسپیکر سے نماز نہ ہونے کے اس سلسلہ میں اپنایا گیا ہے کہ اپنی تحقیق و مطالعہ کے ساتھ بطور استشہاد و استدلال اس کے موجدین و محققین کی عبارت بھی مفتی صاحب نے نقل فرمادیا ہے۔ اس سے دلائل کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور اہل بصیرت کے لئے توجہ دینا ضروری ہوجاتا ہے۔ خصوصًا آج کے دور میں جبکہ دائرہ تحقیق وسیع سے وسیع تر ہوچکا ہے۔

میری دانست میں اب تک کسی بھی جانب سے ایسی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ کچھ احباب سے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح کا کوئی مضمون جامع معقولات علامہ خواجہ مظفر حسین کا ماہنامہ فیض الرسول میں شایع ہوا ہے۔ افسوس کہ دفتر فیض الرسول سے رابطہ قائم کرنے کے بعد بھی ابھی تک یہ شمارہ حاصل نہیں ہوسکا۔

علاوہ ازیں حضرت شیخ الاسلام نے اپنی تحقیق میں سارا زور اس امر پر دیا ہے کہ ویڈیو آئینہ کی طرح ہے جبکہ بدایۃً ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں میں کافی فرق ہے عامی آدمی بھی یہ جاننے پر مجبور ہے کہ آئینہ میں اسی وقت صورت کسی کی نظر آتی ہے جب صورت والا آئینہ کے محاذی ہو۔ بخلاف ویڈیو کے اس سے واضح ہوگیا کہ یہاں مقیس کا مقیس علیہ

پر قیاس درست نہیں ہے۔ حضرت موصوف کی تحقیقات کی روشنی میں یہ مان بھی لیا جائے کہ آج کی سائنسی ترقی نے متحرک و غیر قار شعاعوں کو اپنے آلاتِ جدیدہ کے ذریعہ شعاعوں کو محفوظ کر لیا ہے ــــــــ

تو اب یہاں یہ دیکھنا ہے کہ آلات جدیدہ کے ذریعہ شعاعوں کو محفوظ اسی نقطۂ نظر اور اغراض ومقاصد کے تحت کیا گیا ہے۔ جو دستی اور عکسی تصاویر میں ملحوظ ہوتا ہے یا نہیں ــــــــ اگر غرض و مقصد یکساں ہے تو حکم بھی یکساں ہونا چاہیئے ورنہ فقہائے کرام کے نزدیک الامور بمقاصدھا کا مفہوم کیا ہوگا۔ ــــــــ

ویڈیو کے مسئلہ کو لیکر جدید تعلیم یافتہ اور عوام الناس کی ذہنیت کس قدر خراب ہوتی چلی جارہی ہے اس سے اندازہ لگائیے ــــ

ــــ ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور الجھ کر پوچھنے لگے۔ مولٰنا آپ بالکل قدامت پسند ہیں ــــــ

میں نے کہا یقیناً میں قدامت پسند ہوں اسی میں میری اور آپ کی سارے انسانوں کی کامیابی ہے۔ آج کا انسان اس وقت تک کامیاب و کامراں نہیں ہوسکتا جبتک وہ چودہ سو سال پہلے کا انسان نہ بن جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور اسلاف کرام کو معاذ اللہ پس پشت ڈالدیں۔ اور جدیدیت کے علمبردار ہوجائیں

میری بات کاٹتے ہوئے اس نے کہا میرا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے علماء جدید تحقیقات سے مستفیض ہوں اور اسلام میں جگہ دینے کی کوشش کریں ــــ

ــــــ میں نے کہا جہاں تک اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ علماء جدید تحقیقات کے بارے میں کوئی نہ کوئی حل ضرور ڈھونڈ نکالتے ہیں اگر تحقیق کو اپنایا جائے اور مان لیا جائے تو آپ حضرت آدم کی اولاد میں نہیں رہیں گے بلکہ بندر ہوجائیں گے کیونکہ ڈاروِن کی یہی تحقیق ہے کہ انسان بندر کی ایک ترقی یافتہ صنف ہے۔ اچھا فرمائیے آپ کہنا کیا چاہتے ہیں ــــــــ موصوف نے کہا آپ حضرات اپنی تقریروں میں احادیث کریمہ اور اقوال سلف کی روشنی میں یہ بتاتے ہیں علماء کی زیارت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے۔ ان کو دیکھنا سرکار کو دیکھنا ہے اس کی باتیں سننا رسول کی باتیں سننا ہے۔ تو آپ حضرات ویڈیو کو کیوں ناجائز بتاتے ہیں جبکہ ہم گھر بیٹھے اور بستر پر لیٹے لیٹے علماء کی زیارت سے مشرف ہوسکتے ہیں۔ اس کی یہ ذہنیت دیکھکر میں سکتے میں پڑ گیا اور سوچنے لگا کہ اس کا علاج حضرت شیخ الاسلام کے فتوے جواز سے کیا جائے۔ یا حضرت تاج الاسلام کے فتوی عدم جواز سے اب اس کے لئے کونسا فتوی مفید ثابت ہوگا میرے لئے ایک نہایت نازک موڑ تھا ــــــ

موقعہ کے مطابق مجھے جو جواب دینا تھا دے لیا لیکن پھر بھی یہ تشویش اپنی جگہ باقی ہے ـــــــ اسی طرح ایک روز ایک صاحب اور آئے اور کہنے لگے آپ لوگ اسلامی ذرائع تبلیغ واشاعت کو محدود کر رہے ہیں۔ میں نے کہا وہ کس طرح وہ کہنے لگے آپ لوگ وڈیو کو ناجائز بتاتے ہیں۔ میں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ مساجد۔ مدارس خانقاہ اسلامی لٹریچر اور جلسہ جلوس اور کانفرنسیں اب اسلامی تبلیغ واشاعت کے لئے ناکافی ہو رہی ہیں

ـــــــ اسی طرح ایک موقعہ پر ایک ماسٹر صاحب فرمانے لگے آخر علمائے پاکستان وڈیو کو کیوں جائز فرماتے ہیں کیا ان کے سامنے قرآن وحدیث اور کتب اسلاف نہیں ہیں میں نے کہا علمائے پاکستان سے یہاں گفتگو نہیں ہے بلکہ دلائل وبراہین کی قدر وقیمت ہے۔ مزید میں نے کہا آج بہت سے ایسے مسائل ومعاملات ہیں جن کے ایک پہلو پر ہندوستان کے سارے علمائے اہلسنت کا اتفاق ہے جبکہ پاکستان کے علماء اس کے خلاف فتوی دیتے ہیں اور عمل کرتے ہیں

ـــــــ اس کے خلاف بھی کچھ لوگوں کا تصور ہے مثال کے طور پر ایک بار ایک آدمی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے وڈیو کو کیوں جائز قرار دیدیا ہے ناچیز نے جواب دیا میں نے کوئی اس طرح کا حکم نہیں دیا ہے میں نے بریلی شریف سے رابطہ قائم کیا ہے وہاں سے ابھی تک جواب تو نہیں آیا ہے لیکن وڈیو کے جواز پر حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کے کچھ معارضات ماہنامہ "سنی دنیا" میں شائع ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت موصوف بھی اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ اس شخص نے کہا نہیں مولنا مجھے باوثوق ذریعہ سے پتہ چلا ہے کہ ہمارے سنی علماء نے بھی اس لہو ولعب کو جائز قرار دیدیا ہے۔ میں نے جواب دیا ہاں جماعت اہل سنت کے فاضل اجل حضرت شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں نے مشروط طریقہ پر وڈیو کے جواز کا فتوی صادر فرمایا ہے۔ بلکہ میں نے حضرت موصوف کے فتوی کی فوٹو کی کاپی کو بھی دکھایا لیکن وہ ماننے کے لئے قطعاً تیار نہ ہوئے اور یہی کہتے رہے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ حضرت مدنی میاں قبلہ اس کو جائز فرماویں اگر مان لیا جائے کہ کسی سنی عالم نے جائز قرار دے دیا ہے جیسا کہ مجھے پتہ چلا تو بھی ایسا نہ ہونا چاہئے۔

ـــــــ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تذبذب کے ساتھ وڈیو کے عدم جواز پر چند فتوی میں نے لکھے اور اس وقت تک مسائل کے حوالہ میں نے نہیں کیا جب تک مجھے عدم جواز پر شرح صدر نہ ہوگا۔ یہ اس وقت ہوا جب حضرت تاج الاسلام کے معارضات بھی فتاوی نظر سے گذرے۔ اور بھی علماء سے میں نے تبادلہ خیال کیا تو یہی ظاہر ہوا کہ میرا فتوی عدم جواز

صحیح ہے۔ پھر میں نے اذعان وایقان کے ساتھ یہ رائے قائم کی کہ ویڈیو کا حکم تصویر کی طرح ہے۔ اور میرے نزدیک حضرت تاج الاسلام کی تحقیق قابل قبول ہے۔

پھر بھی میرا یہ خیال ہے کہ ویڈیو کے لئے کوئی مثبت پہلو نکل سکتا ہے تو ہمارے مفتیان کرام باہم تبادلہ خیال کرکے کوئی ایک رائے قائم کرلیں تو اچھا ہے۔ اور اگر اس کا منفی پہلو ہی صحیح ہے تو اسی پر اتفاق کر لیا جائے۔ جہاں تک میں نے علمائے اہلسنت سے رابطہ قائم کیا تو یہ واضح ہوا کہ اس مسئلے میں حضرت شیخ الاسلام اور حضرت تاج الاسلام پیش رو کی حیثیت رکھتے ہیں باقی متبعین کا رول ادا کر رہے ہیں اسی لئے انھیں دونوں بزرگوں میں تبادلہ خیال کرا دیا جائے تو بہتر ہے یا ایک صورت یہ ہے کہ ہندوستان کے اجلۂ فقہائے اہلسنت کی ایک کمیٹی تشکیل دیدی جائے اور اس کے حوالہ یہ مسئلہ کر دیا جائے اس شرط کے ساتھ کہ اس کمیٹی میں حضرت تاج الاسلام اور حضرت شیخ الاسلام کی شمولیت کو ضروری جانا جائے ورنہ وہ خلجان ختم نہیں ہوگا جس کے پیش نظر اس کمیٹی کی تشکیل دی جائیگی

اب ہمارے علماء کو اس مسئلہ پر توجہ دینا اس لئے بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ علماء کا یہ نظریاتی اختلاف عملی دنیا میں آچکا ہے جس کی وجہ سے عوام و متعلقین زیادہ پریشان سے ہیں

کیونکہ بعض مقامات پر یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جواز و عدم جواز کے اصحاب اپنے اپنے بزرگوں کی نظریات کو عملی جامہ پہنانے پر مصر ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اپنے ہی لوگوں میں ایک خلیج پیدا ہو جاتی ہے اور ایک مد و جزر کا عالم ہوتا ہے۔

جبکہ آج علماء کے ایسے متعدد متضاد فتاوی ہمارے سامنے موجود ہیں جن کو بہت سے لوگ عملی شکل کیا دیں گے جانتے بھی نہیں

جب میرے سامنے کیڑے کے طغرے کی شکل میں حضرت شیخ الاسلام کا فتوی جواز آیا جس پر افقہ الفقہاء حضور نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ اور مفتی ادارہ شرعیہ حضرت علامہ عبد الواجد صاحب اور محب گرامی مولانا مفتی محمد شفیق صاحب وغیرہ کی بھی تائیدات تھیں۔ موخر الذکر کی تائید غیر واضح تھی لیکن اول الذکر دونوں بزرگوں نے بڑے واضح انداز میں فتوی جواز کی تصدیق فرمائی ہیں

اس طغرے کو دیکھنے کے بعد کئی بار میں نے ارادہ کیا کہ ان بزرگوں سے تبادلہ خیال کیا جائے لیکن سوئے اتفاق موقع نہیں مل سکا۔ اسی اثناء میں بتاریخ ۹، ۱۰ اپریل ۱۹۸۵ء قصبہ نانپور ضلع سیتا مڈھی کے ایک جلسہ میں حضرت علامہ مفتی عبد الواجد صاحب

سے ملاقات ہوگئی ان سے اس کی تصدیق کے بارے میں ناچیز نے دریافت کیا موصوف نے جواب دیا۔ میں نے تو ضرور حضرت مدنی میاں قبلہ کے فتوی کی تصدیق کردی ہے لیکن حضرت ازہری صاحب کے معارضات دیکھنے کے بعد اس سے رجوع کرلیا ہے۔

——— اس جملہ کے بعد اب کوئی وجہ ہی نہیں رہ جاتی ہے کہ میں ان سے اس موضوع پر تبادلہ خیال کروں ——— اسی طرح رمضان المبارک سے پہلے مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حسن اتفاق کہ حضرت فقیہ الفقہا سیدنا حضور علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ سے بھی نیاز حاصل کرنے کا موقعہ مل گیا ——— غلام نے عرض کیا کہ حضور آپ ویڈیو کے جواز کے قائل ہیں حضرت نے جواب مرحمت فرمایا ہاں میں نے حضرت مدنی میاں کے فتوے کی تصدیق کردی ہے لیکن اب بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ آپ لوگ تحقیق کیجئے اور یہ معلوم کیجئے کہ ویڈیو کے صانعین کے نزدیک ویڈیو کی کیا نوعیت اور حیثیت ہے

——— اس کے کچھ ہی مہینے بعد پھر جب الجامعۃ الاشرفیہ جانے کا اتفاق ہوا تو حضرت موصوف حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہوچکے تھے لیکن حضرت کی بارگاہ کے حاضر باش حضرت مولانا حافظ قاری عبدالحق صاحب استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے معلوم ہوا کہ حضرت نے بمبئی جاتے ہوئے الہ آباد اسٹیشن پر اپنے تلمیذ رشید جامع معقولات حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب سے فرمایا ہے کہ آپ ویڈیو سے متعلق تحقیقات کیجئے تاکہ حکم کا صحیح رخ متعین ہوجائے۔

——— اب معلوم نہیں اس کے بعد کیا ہوا۔

۵۔ نومبر ۱۹۸۵ء کو مرکز عقیدت مارہرہ مطہرہ کے عرس سراپا قدس میں حضرت موصوف سے نیاز حاصل ہوا لیکن عرس کی مصروفیات کی وجہ سے کسی خاص موضوع پر کوئی بات نہیں ہوسکی ——— اختلاف رائے اگر ناگزیر ہے تو کم از کم اتنا عرض کرنے کی ضرور جسارت کروں گا کہ کسی بھی جانب سے بھی تشدد نہ ہو اور کسی پر اپنی رائے لادنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور نہ عوام کو اس مسئلہ کو لیکر کسی ایک بزرگ پہ جری اور بیباک ہونے کا موقعہ دیا جائے۔

میں نے اپنی اس تحریر میں صرف اظہار رائے پر اکتفا کیا ہے۔ تحقیق و دلائل سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے اور نہ یہ کوئی موقعہ ہے ہاں اگر وقت نے اجازت دی اور مزید کچھ تحقیقات سامنے آئیں تو بنام "ویڈیو پر شیخ الاسلام اور تاج الاسلام کی تحقیقات کا تقابلی مطالعہ" ایک کتاب ترتیب دینے کا میں ارادہ رکھتا ہوں اور اگر تحقیقات کا دائرہ یہی رہا جو ابھی ہے تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں جو ضروری باتیں تھیں سامنے آچکی ہیں۔

اور ہمارے دونوں بزرگ تحقیق و انبساط کا دریا بہا چکے ہیں۔ پھر بھی اگر ضرورت محسوس کی گئی تو مستقبل قریب میں اسی عنوان سے ضرور ایک مضمون قلمبند کروں گا جس میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ اب تک کی ساری تحقیقات کا سنجیدہ جائزہ لیا جائے گا ——

اس سلسلے میں جملہ اہل علم سے میری درخواست ہے کہ وہ ڈوکے جس پہلو سے متعلق بھی آپ کے پاس کوئی تحقیق یا حوالہ یا کوئی مضمون اور کتاب یا آپ کی رائے ہو تو بلا تامل و تکلف مندرجہ ذیل پتہ سے روانہ فرمائیں تاکہ آپ کے انتخاب قلم کو شکریہ کے ساتھ اپنی کتاب میں جمع کر سکوں اور میرے لئے کتاب یا مضمون کی ترتیب میں ممد و معاون ہو۔ میں نے اپنے اس مکتوب میں ادب و احترام اور حزم و احتیاط کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ پھر بھی قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ ضرور قلمی ملاقات ہوگی۔

ناچیز کا حالیہ پتہ

عبدالمنان کلیمی۔ خادم الافتاء والحدیث
جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم قصبہ بھوجپور
ضلع مرادآباد (یو۔پی)

باب الاستفتاء

صفحہ ۱۸ سے آگے

عید کے دن کچھ روپیہ دل میں زکوٰۃ کی نیت اور زبان سے عیدی کا نام لیکر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی عیدی کہنے سے وہ نیت باطل نہ ہو کما نصوا علیہ فی عامۃ الکتب معہٰذا اپنے قریبوں عزیزوں کی مواسات بھی صلۂ رحم موجب ثواب ہے۔ اگرچہ وہ اغنیا ہوں اور آدمی جس امر پر خود ثواب پائے وہ کوئی فعل ہو اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے الاصل أن کل عبادۃ ماله جعل ثوابها لغیرہ وان نواها عند الفعل لنفسه الظاهر الادلہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس فاتحہ کا کھانا غنی کے لئے حرام نہیں اسے بھی کھلا سکتے ہیں اور دعوت بھی دے سکتے ہیں اگرچہ افضل یہی ہے کہ صرف فقراء پر تصدق کرے کہ مقصود ثواب ہے و صرف فقیروں کو کھلانا مناسب تر ہے کہ اس میں ثواب کثیر ہے پھر بھی اصل مقصود دل ہیں جبکہ نیت دل میں ثواب پہنچانا ہے۔ ہاں جسے یہ مقصود ہی نہ ہوا ور محض فخر و مباہات و نام و نمود کا قصد ہو تو اس کی حرمت میں اصلاً کلام نہیں حدیث صحیح میں ہے۔ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام المتباریین قال المناوی ای المتعارضین بالضیافۃ فخراً او ریاءً لانہ للریاء لا للہ یعنی جو کھانے تفاخر و ریا کے لئے پکائے جاتے ہیں ان کے کھانے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اخرجه ابوداؤد والحاکم باسناد صحیح اور جو کھانے بے نیت ایصال ثواب محض دعوت و مہمانداری کے طور پر شادیوں کے کھانے کی طرح پکاتے ہیں انھیں ثواب سے کچھ علاقہ نہیں ایسی دعوت کو قبول نہ کرنا چاہیے کہ ایسی دعوتوں کا محل شادیاں ہیں نہ غمی ولہٰذا علماء فرماتے ہیں کہ یہ بدعت سیئہ ہے مگر بے دلیل واضح کسی مسلمان کے لئے یہ سمجھ لینا کہ یہ کام اس نے تفاخر و ناموری کے لئے کیا ہے جائز نہیں کہ قلب کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام مراقی الفلاح وغیرہ کتب مستندہ میں ہے وھٰذا لفظ المراقی تکرہ الضیافة من اهل المیت لانها شرعت فی السرور لا فی الشرور وھی بدعة مستقبحة وقال علیه السلام لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة او شاة بالجملہ ثواب پہنچانے کی نیت سے کھانا پکانا کھلانا۔ اس کی دعوت دینا جائز و مستحسن ہے بلکہ خود حدیث سے ثابت ہے تو مسنون ہے طحطاوی علی المراقی میں ہے علی انه قد عارضه ما رواه الامام احمد ایضا بسند صحیح وابوداؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی جنازة فلما رجع استقبله داعی امرأته فجاء وجیء بالطعام فوضع یده و وضع القوم فاکلوا ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یلوک اللقمة فی فیه الحدیث فهذا یدل علی اباحة صنع اهل المیت الطعام والدعوة الیه الخ یعنی اہل میت کی طرف سے مہمانداری کی کراہت کا حکم جو متن میں گزرا اس کے

معارض میں وہ حدیث ہے جیسے امام احمد اور ابوداؤد نے عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے اور وہ ایک صحابی انصاری سے راوی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے کے پیچھے نکلے تو جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام پلٹے میت کی عورت کا قاصد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روبرو حاضر ہوا اور دعوت دی تو سرکار اس کے یہاں تشریف لائے اور کھانا حاضر کیا گیا تو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے اس میں دست اقدس رکھا اور لوگوں نے اپنے ہاتھ اس میں رکھے تو لوگوں نے وہ کھانا کھایا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نوالہ کو اپنے دہن اقدس میں چبا رہے تھے تو یہ حدیث کھانا پکا کر اہل میت کی طرف سے دعوت دینے کی اباحت پر دلالت فرماتی ہے نیز اسی طحطاوی میں ہے۔ وفی شرعة الاسلام والسنة ان یتصدق ولی المیت لہ قبل مضی اللیلة الاولیٰ بشیٔ مما تیسر لہ قال ویستحب ان یتصدق علی المیت بعد الدفن الی سبعة ایام کل یوم بشیٔ مما تیسر اھ ھذا کلہ ملخص ما فی الفتاوی الرضویہ بتصرف وزیادة منا واللہ تعالیٰ اعلم

۲: پانی پھینکنا ناجائز و گناہ اور وہ خیال محض بیہودہ خیال ہے جسے دور کرنا لازم واللہ تعالیٰ اعلم

۳: مردے والی زن کے کنگھے سے بال کاڑھ سکتی ہے جبکہ زینت کا قصد نہ کرے اور بے خوشبو کا تیل بھی بضرورت بے قصد زینت ڈال سکتی ہے اور بے خوشبو کا تیل نہ ہو تو بضرورت خوشبودار بھی ڈال سکتی ہے۔ اور نہانا اور کپڑے دھونا۔ دھلے کپڑے پہننا جو عام طور سے گھروں میں عورتیں پہنتی ہیں اور ان سے زینت نہیں ہوتی جائز ہے۔ ہندیہ میں ہے قال شمس الائمة المراد من الثیاب المذکورة ما کان جدیدا منها تقع به الزینة فلا بأس به کذا فی المحیط اسی میں ہے ان امتشطت من الطرف الذی اسنانه منفرجة لا بأس به وانما یکره الامتشاط بالطرف الآخر لانه ذلك یکون للزینة کذا فی فتاوی قاضیخان اسی میں ہے وانما یلزمها الاجتناب فی حالة الاختیار اما فی حالة الاضطرار فلا بأس بها ان اشتکت رأسها او عینها فصبت الدهن او اکتحلت لاجل المعالجة فلا بأس به ولکن لا تقصد به الزینة کذا فی المحیط واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری

قادری غفرلہ

۸ صفر ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم

بستوی غفرلہ القوی

۸ صفر ۱۴۰۶ھ

۷۸۶
۹۱۲

معراجِ وفا

جناب مولانا محمد ذاکر حسین صاحب ذاکرؔ رضوی

بظاہر ہند میں ہے جسم میری جاں مدینے میں
کمی کیا ہے شہنشاہِ دو عالم کے خزینے میں
ربیع الاول آیا پھر بہارِ جانفزا بن کر
ہمارے دیدۂ گریاں کی شاہا لاج رکھ لینا
رہا کرتا ہوں یہ ہر دل صورت آئینہ حیراں
تصور آئینہ ساماں، نظر حیران جلوہ ہے
نہیں کھلتی حقیقت چشمِ ظاہر پر محبت کی
کہاں وہ لالہ و گل میں، کہاں وہ مشک و عنبر میں
شرابِ ارغوانی لے کے تیری کیا کریں ساقی!
دیارِ ہند میں جینا عذابِ جاں سے کیا کم ہے
بسر ہو آپ کے شیدائیوں کی ٹھوکر پہ غیروں کی
کرے پرواز میری روحِ جسمِ ناتواں سے یوں

سرِ عجز و نیازِ دل ہے خم روضے کے زینے میں
کمی حسنِ طلب کی ہے ہمارے ہی قرینے میں
برستی ہیں گھٹائیں رحمتوں کی بس مہینے میں
سجا کر لائے ہیں موتی عقیدت کے سفینے میں
تجلّی ہے مۂ فاراں کی میرے آبگینے میں
منقش گنبدِ خضریٰ ہے میرے دل کے نگینے میں
مدینہ ہے مرے دل میں، مرا دل ہے مدینے میں
نئی نکہت اور ہی کچھ جسمِ اطہر کے پسینے میں
مزہ تو اور ہی کچھ ہے مئے عرفاں کے پینے میں
مِلا کرتی ہے عمرِ جاوداں یارو! مدینے میں
شہ دیں اسطرح جینا کوئی جینا ہے جینے میں
نظر روضے پہ ہو میری ہو دم جب وقت سینے میں

اُسی کے دم سے ہے انساں کی معراجِ وفا ذاکرؔ
کہ ہے دردِ محبت سے بھرا دل ہے جو سینے میں

تصدیقات مفتیان کرام بر فتویٰ علامہ ازہری

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن

عدم جواز پر

احسن العلماء حضرت سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب

سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ)

۷۸۶/۹۲ اس فقیر برکاتی سید مصطفیٰ حیدر حسن سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ نے حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب برکاتی زید مجدہٗ قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ (فاضل جامعہ ازہر) کا فتویٰ نافع تقویٰ۔ قامع طغویٰ دافع بلویٰ زیر عنوان " ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن " لگ بھگ بالاستیعاب دیکھا پڑھا اور سمجھا، بحمدہٖ تعالےٰ اپنے موضوع پر وہ نہایت ہی واضح اور مفصل انداز میں لکھا گیا ہے اور فاضل مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اوس کے ہر ہر گوشہ پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں بہترین اور عام فہم انداز میں گفتگو فرمائی ہے مکابرہ اور مجادلہ، سخن پروری اور ہٹ دھرمی جیسی لایعنی چیزوں کو پرے ڈال کر پورے خلوص کے ساتھ احقاق حق اور ابطال باطل کی سعیٔ بلیغ کی گئی ہے۔ مسئلہ کی پورے طور پر تحقیق فرمائی گئی ہے، لہٰذا اگر میں یہ کہہ دوں کہ زیر نظر فتویٰ اپنے موضوع پر حرف آخر ہے تو یہ بات میرے نزدیک مبالغہ یا شاعری بے جا حمایت اور طرفداری نہیں بلکہ حقیقت واقعی کا کھلے دل سے اعتراف ہوگا، اللہ عزوجل مجیب موصوف زید مجدہٗ کو اُن کی اس کوشش و کاوش پر دارین میں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو اس مبارک فتویٰ پر سچے دل سے عمل کرنے کی توفیق خیر رفیق فرمائی جائے۔

بجاہ الحبیب الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعلینا معہم۔ یہ فقیر ناکارہ فتوائے مبارکہ مذکورہ بالا سے بحمدہٖ تعالےٰ حرفاً حرفاً متفق ہے اور فاضل مجیب سلمہٗ کے حق میں صمیم قلب سے دعاہائے عفو و عافیت دارین کرتا ہوا رخصت ہوتا ہے۔ والسلام علےٰ اہل الاسلام اہل السنۃ والجماعۃ

فقیر برکاتی سید حسن میاں بقلم خود

سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ۔ مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ (ہندوستان) مقیم حال شہر کراچی (پاکستان) ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ جمعہ مبارک وقت چاشت

باسمہٖ سبحانہٗ ــــ میں نے "سنی دنیا" رسالہ میں عزیزم اختر میاں ازہری سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن) بالتفصیل پڑھا

ماشاء اللہ بہت خوب آئینہ شکن اور ویڈیو توڑ جواب دیا ہے۔ اس کے بعد کسی وضاحت کی مزید ضرورت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وللہ در المجیب والمجیب مصیب الفقیر تقدس علی القادری الرضوی شیخ الجامعہ لجامعۃ الراشدیہ پیر جو گوٹھ (سندھ)

۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم مولانا مدنی میاں صاحب کے جواب میں ازہری میاں سلمہٗ کی تحریر کی پہلی قسط میری نظر سے گذری۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس سے حق خوب واضح ہوگیا۔ ٹی۔وی کے شیشہ پر نظر آنیوالی تصاویر یقیناً تصاویر ہی ہیں جو بحکم احادیث کریمہ حرام ناجائز ہیں۔ اور علت حرمت یعنی مضاہاۃ خلق اللہ بدرجۂ اتم ان میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ تصاویر جانداروں کی طرح چلتی پھرتی کلام کرتی نظر آتی ہیں۔ لہذا رائی ان کو جاندار ہی تصور کرتا ہے (چاہے حقیقۃً ایسا نہو) جب ساکت وغیر متحرک تصاویر مضاہاۃ خلق اللہ کی وجہ سے حرام ہیں تو یہ تصاویر بدرجۂ اولیٰ دائرہ حرمت میں داخل ہیں ھذا ما عندی والعلم عند اللہ الملک العلام کتبہٗ تحسین رضا غفرلہ

۔۔۔۔ حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا فتوی مبارکہ متعلقہ وی ڈی او و ٹی وی نظر فقیر سے گذرا۔ بحمدہٖ تعالیٰ آپ نے پوری وضاحت ومتانت کے ساتھ اظہار حق فرمایا ہے آئینہ اور دیگر ناپائیدار غلقی عکوس پر ٹی وی کے عملی عکوس وتصاویر کے قیاس کو کالعدم وقیاس مع الفارق ہونا ثابت فرمایا۔ آئینہ و پانی وغیرہ میں نظر آنیوالے عکوس کی وجہ سے بعض اذہان کو جو غلطیاں واقع ہوا تھا یا آئینہ میں جو راہ قیاس نظر آئی تھی اب ان سب کا جواب شافی ہوگیا۔ فالجواب صحیح وعلیہ الاعتماد واللہ تعالیٰ اعلم

غبار المصطفےٰ قادری عفی عنہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۰۶ھ

اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر سے متعلق حضرت علامہ اختر رضا ازہری دامت برکاتہ وزاد علمہ وشرفہ کا مضمون مطالعہ میں آیا جو موصوف نے حضرت مدنی میاں زاد علمہٗ کے معارضات کے جواب میں ارقام فرمایا۔ علامہ ازہری صاحب نے جواباً جو ارشاد وارقام فرمایا وہ نہایت مدلل ہے۔ اور طالب حق کے لئے جواب شافی۔ حضرت علامہ نے مولانا مدنی کے فکری مغالطہ کو دور فرمانے کی صالح کوشش فرمائی ہے اور اس امر کو بخوبی واضح فرمادیا کہ ٹی۔وی اور ویڈیو کے عکس و تصویر کو آئینہ کے عکس وتصویر پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور عظیم فکری مغالطہ ہے اور آئینہ کے عکس کا جواز تو سرکار ابد قرار سید الانس والجان علیہ الوف التحیۃ والسلام کے زمانہ سے جاری خود حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئینہ کا استعمال ثابت اس میں نہ کسی قیاس

کو دخل نہ کسی اور دلیل کو اور تصاویر سازی کی حرمت منصوص حدیث پاک میں تصویر سازی حرام فرمائی تصویر سازی کے طرق کو بیان نہ فرمایا گیا اور اس میں بظاہر یہ مصلحت کہ تصویر سازی کے طریقے ترقی پذیر آغاز تصویر سازی سے اب تک ابھی کے کتنے ہی طریقے ایجاد ہو چکے اور نہ معلوم آئندہ اور کتنے نئے نئے طریقے وجود میں آئیں لہذا کلام تصویر سازی میں ہے کہ وہ حرام ہے خواہ وہ کسی بھی طریقہ سے بنائی جائے اگر نتیجہ میں تصویر وجود میں آئی تو وہ فعل ضرور حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم علمہ واتم۔ خادم العلماء الفقیر ظہیر احمد زیدی غفرلہ ۱۴؍ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ ذویہ وصحبہ ابد الدھور وکرما نحن عبید محمد صلی علیہ وسلم۔ نحمدہ ونصلی رسولہ حبیبہ الکریم فقیر حقیر غفرلہ ربہ القدیر نے حضرت سیدی وسندی ومخدومی ومکرمی علامہ مولٰنا مفتی اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کا رسالہ مبارکہ "ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن" پورا پورا پڑھا حق وصحیح پایا۔ فقیر اس مضمون سے پورا پورا متفق ہے۔ مولائے قدیر حضرت موصوف کو بہترین جزا عطا فرمائے حضرت موصوف صحیح طور پر حضور مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے جانشین ہیں۔ مولیٰ عزوجل ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے آمین امین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ویڈیو اور ٹی وی قطع نظر ان دلائل و

شواہد کے لہو ولعب ومفضی الی فساد ہے۔ سنی مسلمانوں کو اس سے اجتناب وپرہیز لازم ہے واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فقیر ابو المنظر عبدہ الحشمت محمد یعقوب قادری رضوی حشمتی دعا گو پوری غفرلہ دلالویہ ولاستادیہ وارد حال بریلی شریف مورخہ ۲۸؍ صفر مظفر ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۲؍ نومبر ۱۹۸۵ء بروز شنبہ

$\frac{۷۸۶}{۹۲}$ مخدوم ومحترم حضرت علامہ مولٰنا اختر رضا خاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم علینا کا فتویٰ ٹی وی اور ویڈیو سے متعلق میری نظر سے گزرا آپ نے اس میں منعکس شدہ چیز کو تصویر ثابت کر کے عدم جواز کا حکم صادر فرما کر امت مسلمہ کو فتنے میں مبتلا ہونے سے بچایا

فقط محمد نعیم اللہ خاں صدر المدرسین
دار العلوم منظر اسلام بریلی

حامداً ومصلیاً۔ بے شک ٹی۔ وی اور ریڈیو پر ذی روح کی تصویر دیکھنا دکھلانا مثل سینما حرام وبد انجام بلکہ سینما سے زیادہ خرابیوں پر مشتمل کام ہے۔ کہ یہ ایک قسم کی تصویر کشی اور صورت گری ہی ہے نہ کچھ اور۔ یہ آئینہ وغیرہ کے عکس کی طرح ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ انسان کا مصوّر ومصنوع نہیں ہے۔ اور یہ ضرور انسان کا مصور ومصنوع ہے اور اس کے فعل کا منفعل ہے والجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔
محمد صالح عفی عنہ مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف
۲۹ صفر ۱۴۰۶ھ

۹۲/۸۶

اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا۔
حضرت فقیہ عصر علامہ اختر رضا خاں ازہری دام فیوضہم کا فتویٰ ٹی۔وی وغیرہ کے متعلق عدم جواز کا ماہنامہ "سنی دنیا" میں نظر نواز ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ علامہ نے عکوس وتصاویر کے درمیان بین فرق ظاہر کردیا اور ہر شق پر بھرپور روشنی ڈالدی ہے جس سے اس کا عدم جواز اظہر من الشمس ہو گیا۔ یہ حضرت علامہ ہی کا حصہ ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ہمیں حق کہنے، حق سننے حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کی پرفریب تلبیس سے محفوظ رکھے آمین۔ مگر طباعت کی خامیوں نے مضمون کی خوبیوں پر گہرا اثر ڈالا۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت علام کے فیوض کو جاری وساری رکھے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

بہاء المصطفیٰ قادری
دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم حضرات سراپا کرامت تاجدار ملت یادگار اعلیحضرت مفتی شریعت قبلہ الحاج علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب طال اللہ عمرہ جل قدرہ کی تصنیف لطیف ٹی۔وی کے متعلق حکم شرعی کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ! تحقیق انیق کو دیکھکر آنکھیں منور اور دل باغ باغ ہوا۔ وہی اچھوتا انوکھا طرز استدلال جس سے موصوف کی خاندانی روایت اور حضور اعلیحضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز استدلال دلائل کے انبار علمی وجاہت پر دال ہیں۔

اس زمن پرفتن میں ایسے احکام کا شیوع ایک بین کرامت ہے۔

آہ! مسلمانانِ زمان کے نکوب سے احساس زیاں بھی جاتا رہا۔

مسلمان! معصیت اجتناب جن کا شعار تھا وہ معصیت میں گرفتار ہے ستم بالائے ستم یہ کہ معصیت کو معصیت نہیں سمجھتا ہلاکت کا نشان ہے۔ مولائے قدوس تمام مسلمانانِ عالم پر رحم فرمائے۔

ایک اچھا مسلمان وہ کہ معصیت سے دور و نفور ہو۔ دوم اگر شامت نفس سے گناہ کا ارتکاب ہوجائے تو اپنے مالک ومولیٰ کے حضور رجوع لائے اور سچی توبہ کرلے اور ادنیٰ درجہ یہ کہ گناہ کو گناہ سمجھتا رہے کہ گناہ کو گناہ نہ جاننا ہی مرض مہلک ہے جسکی دوا نایاب ہے۔

حضرت علامہ دوراں ومفتی عالم اسلام (مولائے قدوس انکا سایہ ہمیشہ مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے) نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور تحقیق کا دریا بہایا دلائل وبراہین کا انبار لگایا جس کی روشنی میں اہل ایمان وایقان نے راہِ صواب کو پایا والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ وزینۃ فرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحابہ وبارک وسلم۔

غفرلہ
فقیر ابوالرضا محمد عبدالوہاب خاں القادری الرضوی

خادم ... دارالعلوم ... ۱۴۰۶ھ

فقر و غنا کا اسلامی تجزیہ

حضرت علامہ بدرالقادری صاحب المرکز الاسلامی ہالینڈ

دولت و ثروت بھی خدا کی نعمتیں ہیں، رب تعالیٰ جسے جسقدر چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ یہ مالک بے نیاز کی حکمتیں ہیں کہ بندوں کو ان کے مناسب حال کیفیات میں رکھتا ہے، غربت اور تنگدستی اگر اپنے ساتھ صبر و قناعت رکھتی ہو تو یہ مولا عزوجل کی بہت عظیم نعمت ہے۔ موجودہ دور میں جب ساری دنیا معاشی اور اقتصادی استحصال کا شکار ہے، یعنی ہر طبقہ حصول دولت اور زیادہ سے زیادہ مالدار بننے ہی کو مقصد اولیں سمجھ رہا ہے۔ یہ ربانی سبق دنیا کے سامنے پیش کرنا نہایت ضروری ہے کہ اصل شے دل کا غنا ہے۔ اسلامی آئین حیات کی رُو سے اہل دولت و ثروت کو اس سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیئے کہ مجھے جو کچھ نعمتیں دی گئی ہیں اُن میں سے ہر ایک کا حساب رب کائنات کے حضور پیش کرنا ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ کوئی زعم باطل مجھے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل کر دے۔ اس لحاظ سے غریب اور مفلس مجھ سے بہتر ہے کہ اسے کم نعمتیں ملیں اور اسے کم کا حساب دینا ہوگا۔ میں نے رب تعالیٰ کی نعمتوں میں سے زیادہ پایا تو مجھے زیادہ بازپرس کا سامنا کرنا ہوگا۔ وسعت رزق یا روزی کی تنگی سب اللہ تعالیٰ کی حکمتوں پر مبنی ہے خود مالک بے نیاز ارشاد فرماتا ہے

ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء انہ بعبادہ خبیر بصیر (الشوریٰ ۴۲-۲۷)

اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے، لیکن وہ اندازے سے اتارتا ہے جتنا چاہے بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے انھیں دیکھتا ہے۔

حضرت عمرو بن حریث سے مروی ہے کہ آیت کریمہ اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی اصحاب صفہ میں سے لوگوں نے خواہش کی تھی کہ کاش ہم پر بھی متاع دین کی فراوانی ہوتی۔ جناب بن الارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے ہی حق میں نازل ہوئی کیونکہ ہم نے بنی قریظہ، بنی نضیر و بنی قینقاع کے یہود کی دولت، ثروت دیکھکر تمنا کی تھی کہ کاش یہ دولت ہمارے پاس ہوتی اس پر یہ آیت اتری۔ اصحاب صفہ وہ صحابہ کرام تھے جو اپنے گھر بار سب کو تج کر دین کے لئے ہجرت

کرکے مدینہ منورہ آئے تھے۔ ان کے پاس مال دولت مکان اور ذریعہ معاش کچھ بھی نہیں تھا، وہ لوگ مسجد نبوی شریف کے صفہ میں رہا کرتے تھے۔ صحبت رسول کی دولت سمیٹتے تھے اور اہل استطاعت انصار و مہاجرین ان میں سے کچھ کو کبھی اپنے گھر دعوت دیتے۔ کبھی اپنے گھر سے کھانے کی چیزیں لاکر ان کی ضیافت کرتے، ان پاکیزہ نفوس کے اندر وسعتِ رزق کی خواہش پیدا ہوئی تو رب تعالیٰ نے اپنا فیصلۂ حکمت سنایا۔

گویا دنیاوی معاملات کی فراخی، رزق کی وسعت رب تعالیٰ کے نزدیک یہ اہم نہیں ہے۔ بلکہ اہم الاہم ایمان اور تقویٰ ہے جن کے ہوتے ہوئے ان اشیاء کی کوئی وقعت نہیں، اللہ کے نزدیک ایک فقیر و محتاج مؤمن کا مقام کسی کافر بادشاہ اور اہل ثروت سے بہت بلند ہے۔ بشرطیکہ وہ تقدیر الٰہی پر راضی ہو، اور توکل اور صبر و قناعت کا دامن تھامے رکھے۔

کہ جہاں میں نان شعیر پہ ہے مدار قوتِ حیدری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت خطیب بیان کرتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔ جس کے اجزو حصہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میرے مومن بندوں میں کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ایمان کی درستی کے واسطے تونگری ہی کے لائق ہے اور اگر میں اس کو فقیر کردوں تو اس کا ایمان بگڑ جائے۔ اور میرے مومن بندوں میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ایمان کے واسطے محتاجی ہی مناسب ہے اور اگر میں اسے مالدار بنادوں تو اس کا ایمان بگڑ جائے۔ اور میرے مومن بندوں میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ایمان کے واسطے بیماری ہی مناسب ہے اگر میں ان کو تندرست کردوں تو اس کا ایمان بگڑ جائے۔ میں بندوں کے قلوب کا حال معلوم کرکے ان کے کام کی تدبیر فرماتا ہوں میں خوب دانا اور خبردار ہوں۔"

غریب غربت کو بیمار علامت کو معیوب نہ سمجھے کیونکہ سلامتیٔ دین و ایمان کے لئے رب تعالیٰ کی حکمتوں کے مطابق ہمارے نصیب میں جو بہتر وہ حاصل ہوگا۔ غرباء اور مفلسین کو اپنی کم مائیگی پر رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل نہیں ہونا چاہئے اگر آج ان کے لئے رزق قلیل ہے اور وہ اس پر قانع ہیں توکل رب تعالیٰ کی نعمتیں کثیر ملیں گی۔ اور انعامات الٰہیہ و افضال ربانی کی فراوانی ہوگی روز حشر انھیں آسان حساب کا سامنا ہوگا۔ بمقابل دولت مند اور اہل ثروت کے فقراء امت پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

دنیا میں اہل ایمان اگر دولت و ثروت سے محروم ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ معاذاللہ خزانۂ قدرت میں کوئی کمی ہے بلکہ جوان مرد مومن کے زر ایمان کو اس کلفت و صعوبت کی بھٹی میں تپا کر اُسے اور نکھارنا مقصود ہوتا ہے۔ اسی راہ سے گزرنے کے بعد تو حضرت خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں کثرت رزق سے بغاوت پیدا ہونے کے چند عقلی اسباب بیان کئے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ

○ اللہ تعالیٰ اگر سب بندوں میں رزق برابر کر دیتا تو ایک دوسرے کی طرف کچھ حاجت نہ ہوتی۔ حالانکہ کارخانۂ عالم کا انتظام جتنا ہر شخص کے متعلق ہوتا ہے وہ تنہا اپنی ذات سے پورا نہیں کر سکتا تو اس دنیائے فانی کی آبادی باقی نہیں رہ جاتی

○ اور بعض اقوام میں خاص طبیعتیں اس قسم کی ہیں کہ ان میں کثرت رزق سے سرکشی پیدا ہوتی ہے۔

کثرت رزق سے سرکشی کی مثال

ملک شام اور ایران کی فتح کے بعد عرب کے بعض خطوں سے دیہاتی لوگ منتقل ہو کر، ان علاقوں کے مرغزار اور پر بہار علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے آرام دہ زندگی، اور اسباب دنیا کی فراوانی نے انھیں شریعت سے غافل کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسلمین امام المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو فرمایا۔

"واللہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ بھوک اور تنگدستی ہی ان کے لئے ذریعۂ اصلاح ہے"

زمانۂ جاہلیت میں پہاڑوں اور جنگلوں میں بسنے والے عرب کا عموماً یہ طریقہ تھا کہ جب انھیں کوئی پانی کی جگہ اور خوشحالی کا ماحول مل جاتا اور اولاد اور جانوروں میں ترقی ملتی تو تاک لگاتے اور جہاں کوئی کمزور پڑاؤ دیکھتے ان پر چڑھ دوڑتے خوں ریزی کرتے اور مردوں کو قتل کر کے عورتوں اور جانوروں کو پکڑ لاتے۔

خود ہندوستان کی اٹھارہویں صدی عیسوی کی تاریخ کا مطالعہ کیجیے تو اس بات کا ثبوت ملے گا کہ اسلامی ریاست اور صوبوں کے اندر ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنھوں نے سلطان وقت سے انحراف کیا۔ ان کے خلاف بغاوت کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت کے مستحق ہوئے مسلم ریاست میں فتنہ و فساد کی بنیادیں ڈالیں شریعت کے خلاف سر بازار فسق و فجور کا ہنگامہ برپا کیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم ریاست کی مرکزیت بھی ختم ہو گئی اور ملت مسلمہ کے غداروں کو بھی پناہ نہ مل سکی۔

اور کثرت رزق سے سرکشی پیدا ہونے کی مثالیں یورپ اور امریکہ میں تو بجد ملیہ آ رہی ہے اور ہم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ غربت و فلاکت کے جھونپڑوں میں صبر و شکر سے خدا اور رسول خدا کی اطاعت کرنے والوں کو رزق کی کثرت اور وسائل زندگی کی فراوانی نے مغرور صفت بنا دیا ہے۔

دین اور دینداری سے تعلق تو برائے نام ہی باقی ہے مگر تمرد اور سرکشی کا عفریت سروں پر کچھ اس طرح سوار دکھائی دیتا ہے۔ کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا فقرہ بعینہ صادق آتا ہے

علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی تخلیق کے لحاظ سے احمق اور متکبر واقع ہوا ہے۔ اسی لئے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ نبوت الٰہی سے اخلاق سیکھ کر اپنے نفس کی اصلاح کرے اور اخلاق کا حصول نفس کو زیر کئے بغیر نہیں ہو سکتا پھر اگر اسے تونگری اور قدرت حاصل ہو گئی تو اپنی اصل خلقت کی جانب پلٹ جائیگا۔ اور شہوات و فسادات میں مبتلا ہو جائے گا ○

ہالینڈ کی ہفت سالہ زندگی میں اس کے نمونے شب و روز نظر آتے رہتے ہیں۔ علم دین کے نام پر مسلمانوں کو اپنے عقائد کی موٹی موٹی باتیں بھی معلوم نہیں۔ اہم فرائض نماز اور اس کے شرائط لوازم تک کا علم نہیں۔ مگر اسلامی تنظیموں کی سربراہی کا شوق سر میں سمایا ہوا ہے۔ علمائے کرام کو نوکروں سے زیادہ وقعت دینا ناگوار ہوتا ہے۔ عربی کے حروف تہجی تک کا علم نہیں ہے مگر پورے شہر اور ملک کو اسلام کی دعوت دینے کا ذمہ دار خود کو قرار دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بات علامات قیامت میں سے ایک نہیں ہے کہ ایک دینی جماعت کا سربراہ مسلمانوں کی ایک مجلس میں شریک ہونے گیا تاکہ وہاں گفتگو کر کے مسلمانوں کے مسائل حل کئے جائیں۔ نماز کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی آخر رکعت میں لاحق ہوا تو بایں شان کہ نیت باندھ کر پہلے اُسی صف میں کھڑے ہو کر تین رکعتیں پوری کرنے لگا۔ بجائے اس کے کہ سلام کے بعد قعود کر کے بقیہ رکعتیں پوری کرتا از سر نو پڑھنے لگا یہاں کہ سلام پھر گیا اور اسے جماعت کے ہمراہ کھڑے ہونے یا بیٹھنے کا موقع بھی نصیب نہیں ہوا۔ ہالینڈ اور یورپ کے ماحول میں اس قسم کے لطیفے روزانہ ابھرتے رہتے ہیں مگر بقول امام رازی دولت اور وسائل زندگی کی فراوانی نے اتنا متکبر اور خود سر بنا دیا ہے کہ واجب اور فرض چیزیں سیکھنا بھی عار سمجھا جانے لگا ہے۔ اس آئینے میں قرآن مجید کی حقانیت کا نور میرے سینے میں اور چمک اٹھا کہ

خالق ارض و سما کا ارشاد برحق ہے اور عزت و امارت، مفلسی اور تونگری ہر ایک میں خداوند عالم کی جانب سے حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ تقدیر پر ایمان ہر مومن کا ہے اور ہماری قسمت میں جو کچھ ہے وہ ضرور ملے گا۔ اَلنَّصِیْبُ یُصِیْبُ (جو مقدر ہے مل کر رہے گا) پر اعتماد رکھنا چاہیئے مرد مومن کو لازم ہے کہ مقدر روزی پر قناعت بھی کرے۔ رزق حلال کے لئے سعی و کوشش جاری رکھے اور مالک و مولیٰ سے خیر کی توفیق طلب کرتا رہے وہی قادر و غالب اور رزاق و وہاب ہے۔

خود ارشاد فرماتا ہے۔

اللہ لطیف بعبادہٖ یرزق — اللہ مہربان ہے اپنے بندوں
من یشاء وھو القوی العزیز — پر روزی دیتا ہے جس کو
من کان یرید حرث — چاہے اور وہ ہے زور آور
الاخرۃ نزد لہ فی حرثہٖ — زبردست۔ جو کوئی چاہتا ہو
ومن کان یرید حرث — آخرت کی کھیتی، بڑھا دیں ہم
الدنیا نؤتہٖ منھا وما لہٗ — اس کو اس کی کھیتی، اور جو کوئی
فی الاٰخرۃ من نصیب ○ — چاہتا ہو دنیا کی کھیتی، اس کو
(الشوریٰ ۴۲–۲۰) — دیں۔ ہم کچھ اس میں سے اور اس کو نہیں آخرت میں کچھ حصہ۔

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے، سوائے یادِ الٰہی اور عالم و متعلم کے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس امت کو بشارت دی گئی ہے کہ اُن کو شوکت و نصرت و رفعت و تمکین حاصل رہے گی۔

جب تک افراد امت آخرت کے کام دنیا طلبی نہ کریں۔ پھر جب لوگ آخرت کے کام سے دنیا طلبی کریں گے تو گیا ایسے لوگوں کے واسطے آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم! تو میری عبادت کے واسطے فارغ ہو، میں تیرے سینے کو تونگری سے لبریز کردوں گا۔ اور تیری حاجتیں بر لاؤں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو شغل سے بھر دوں گا اور تیری حاجتیں پوری نہ کروں گا۔

(رواہ الحاکم والبیہقی)

مولائے کائنات علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کھیتیاں دو ہیں دنیا کی اور آخرت کی دنیا کی کھیتی تو مال اور اولاد ہے۔ اور آخرت کی کھیتی باقیات الصالحات ہیں۔

دیندار کون اور دنیادار کون؟؟

خوشحال زندگی کسے پسند نہیں، اور کون ہے جو مصائب و آلام۔ دکھ درد میں زندگی گزارنا چاہتا ہے مگر آخرت کی زندگی بسر کرنے والے اور دینداری کو سینے میں لبسانے والے دنیا پر ہمیشہ دین کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُخروی مسرت کے واسطے دنیوی آرام و راحت کو خیرباد کہنا گوارہ کر لیتے ہیں۔ شیخ فخرالدین رازی علیہ الرحمہ مواعظ میں دنیادار اور دیندار کی علامت لکھتے ہیں۔

دنیادار کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے سامنے ایسا معاملہ آجائے جس میں اس کے دین کا نقصان ہو۔ مگر دنیا کا فائدہ زیادہ ہو تو وہ دنیاوی فائدے پر راضی ہو جائے۔ باوجودیکہ اس کے دین کا نقصان صاف نظر آ رہا ہو۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ دین کا فائدہ معلوم ہونے کی شکل میں بھی وہ دنیاوی لحاظ سے محتاج نہیں ہو جائے گا۔ اور معاملہ صرف زیادتی کا ہو۔ اور مسلمانوں میں فقراء سے منہ موڑتا ہو اور دنیاوی خیالات سے ہی دلبستگی رکھتا ہو۔ اور دیندار کے حالات اس کے برعکس ہیں۔

یعنی جس چیز میں اس کے دین کا خسارہ ہو اُسے ترک کر دیتا ہو اور اس کی توجہ فقراء اور مسلمین کی جانب رہتی ہو۔ اور جب تک دنیا میں زندہ ہو آخرت کا اہتمام اُس کے پیش نظر رہتا ہو۔

ایک مسلمان گویا دنیا میں اس طرح رہے جیسے کوئی مسافر، اور اپنی اصل منزل آخرت کو تصور کرے۔ دنیا کا وہ اشتغال جو یاد خدا اور آئین مصطفیٰ سے برگشتہ کرنے والے ہو۔ اس سے اجتناب لازم رکھے خود مالک دو جہاں۔ خالق انس و جاں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭوَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭاَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشہ اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں تو کیا تم نہیں سمجھتے۔

(الانعام ۶-۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق لہو و لعب کا فرانہ زندگی کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ کافر اس دنیا کو سب کچھ سمجھ کر اسی میں ساری خرمستیاں کر گزرنا چاہتا ہے۔ وہ زندگی کے قیمتی لمحات غرور و نخوت اور اشغال باطل میں ضائع کر دیتا ہے۔ لیکن مومن کی زندگی اعمال صالحہ کا میدان ہے۔ وہ اس موقع کو غنیمت تصور کر کے اپنے لمحے لمحے کی حفاظت کرتا ہے۔ عبادت و ریاضت اور نیک اعمال کے ذریعہ آخرت کے لئے توشہ مہیا کرتا ہے۔

کسبِ حلال کی اہمیت

خدا کی دی ہوئی تھوڑی روزی پر قناعت کرنا ایمان کا عظیم موقف ہے۔ مگر مذکورہ بالا تحریروں سے ہرگز کوئی یہ مطلب نہ نکال لے کہ حلال روزی کی کوشش کرنا اور اس کے لئے تگ و دو اور جد و جہد کرنا فضول ہے۔ نہیں بلکہ حلال رزق کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا فرائض میں سے ہے۔ یعنی ایمان کے بعد نماز روزہ حج اور زکوٰۃ وغیرہ اولیات اسلام ہیں ان کی ادائیگی فرض عین ہے ان مقدم فرائض کے بعد حلال روزی طلب کرنا کی پوری کوشش کرنا اور حرام سے اجتناب برتنا بھی اسلامی فریضہ ہے۔ اور ہر فریضہ خدا کی عبادت اور ریاضت کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حلال روزی حاصل کرنے کی فکر و کوشش فرض کے بعد فریضہ ہے۔

گویا رزق حلال کی طلب میں جد و جہد کرنا نہایت اہم فریضہ ہے۔ تاکہ مسلمان حرام روزی سے بچیں، حرام روزی کا وبال چونکہ ساری عبادتوں اور ریاضتوں کو برباد اور اکارت کر دیتا ہے اس لئے حلال کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے رزق حلال اپنے اندر ایسی نورانیت رکھتا ہے جو قلب کو منور کر دیتا ہے۔ اور عبادتوں کو قبولیت تک پہونچا دیتا ہے۔ اور لقمۂ حلال کی وقعت اس بات سے نکھیۓ کہ اساتین امت نے مشتبہ چیزوں سے بھی اجتناب فرمایا ہے۔ چہ جائیکہ حرام و ناجائز۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ مروی ہے کہ ان کے ایک غلام نے انھیں کھانے کی کوئی شے لا کر دی اور آپ نے کھالی، بعد میں پتہ چلا کہ اس غلام نے اسلام لانے سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں کسی کو اپنا کاہن ہونا بتا کر اس کو کاہنوں جیسی بات بتائی تھی، اس شخص نے اس کام کی اجرت کے طور پر یہ کھانے کی چیز اپ اسے دی تھی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی اور جو کچھ کھایا تھا باہر نکال دیا۔ اسی طرح بیہقی نے سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ

کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انھیں دودھ پیش کیا گیا انھوں نے نوش فرمایا بعد میں پتہ لگا کہ وہ زکوٰۃ کی اونٹنیوں کا دودھ تھا تو آپ نے انگلی سے قے کرکے سب نکال ڈالا۔ حلال روزی کے سلسلے میں کوشش کرنے والے کا مقام ملاحظہ فرمائیے ترمذی اور دارمی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء

یعنی نہایت سچائی اور ایمانداری سے کاروبار کرنیوالا تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہوگا

حرام مال کا وبال

پاک پروردگار اپنے پاکباز بندوں کو پاک، طیب اور حلال مال ہی کھلانا پلانا اور استعمال کرانا چاہتا ہے۔ حرام روزی اور حرام دولت کا استعمال کرکے انسان چاہے کچھ بھی کار خیر کرنا چاہے وہ سب بیکار اور فضول ہے جس طرح نجس اور ناپاک پانی کسی ناپاکی کو پاک اور طاہر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اسی طرح حرام مال بھی ناپاک اور خود نجس ہے وہ گناہوں کی گندگی دھونے اور کفارہ و مغفرت کا ذریعہ بننے کے لائق ہرگز نہیں۔

- حرام مال سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔
- حرام مال اور دولت میں برکت نہیں ہوتی۔
- حرام کمائی کرنا خود گناہ ہے اور اس سے اہل وعیال کی پرورش کرنا ستم بالائے ستم ہے
- حرام اور ناجائز دولت مورث اور وارث سب کے لئے باعث وبال ہے۔
- حرام و ناجائز مال سے کیا ہوا حج یا کوئی نیک کام مقبول نہیں ہوتا۔
- حرام مال سے پلا ہوا جسم جنت میں نہ جاسکے گا۔ جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔

موجودہ دور میں حصول دولت کا نشہ انسان کو حلال اور حرام کی تمیز سے بیگانہ کر رہا ہے۔ اور اس نشہ کا متوالا ہر حد عبور کرکے دولت مند بنجانے کا خواب دیکھتا رہتا ہے اس کی نظر میں روپیہ اور پیسہ چاہے جیسا بھی ہو صرف پیسہ ہے۔ حرام اور ناجائز راہوں سے آرہا ہو یا حلال وطیب طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو۔ وہ دونوں کو برابر سمجھتا ہے۔ ایسے ماحول میں جبکہ بڑے بڑے اہل علم دینی شعور سے بیگانہ ہوکر صرف دونوں ہاتھوں سے مال و دولت سمیٹنا اپنا مقصود بنا چکے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہادیٔ انسانیت معلم کائنات سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یاتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ منہ من الحلال ام من الحرام

ایک زمانہ آئیگا کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہیں رہے گی کہ وہ جو لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔

شرح السنہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

"ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص کسی ناجائز طریقہ سے مال و دولت حاصل کرے۔ اور اس میں سے خدا کے نام پہ صدقہ کرے تو اس کا صدقہ قبول ہو اور اس میں سے خرچ کرے تو برکت ہو۔ اور جو شخص حرام مال (مرنے کے بعد) چھوڑ جائے تو وہ اس کے لئے جہنم کا توشہ ہوگا۔ رب تعالیٰ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گندگی گندگی کو نہیں دھو سکتی۔

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی چیز کو قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے رسول کو دیا ہے۔ وہی اپنے تمام مومن بندوں کو دیا ہے۔ پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے۔

یاایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً

اے پیغمبرو! تم پاک اور حلال غذا کھاؤ۔ اور صالح عمل کرو۔

اور ایمان والوں کو مخاطب کرکے اس نے فرمایا ہے کہ۔

یاایھا الذین اٰمنوا کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم

اے ایمان والو تم ہمارے دیئے ہوئے میں سے حلال و طیب رزق کھاؤ (حرام کھاؤ)

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس مقام پر) ایسے حال میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم و لباس پر گرد و غبار ہے اور آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے پروردگار! اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے۔ اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے۔ اور حرام غذا سے اس کی پرورش ہوئی ہے تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی؟۔

امام احمد اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا۔

من اشتریٰ ثوباً بعشرۃ دراھم وفیہ درھم حرام لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ ما دام علیہ

جس شخص نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم بھی حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہیگا اس کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی۔

یہ فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے لگالیں اور فرمایا۔

بہرے ہو جائیں یہ میرے دونوں کان اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے نہ سنا ہو۔

سنن دارمی و مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وہ گوشت اور وہ جسم جنت میں نہ جائے گا۔ جس کی نشو ونما مال حرام سے ہوئی

کل لحم نبت من السحت کانت النار اولی بہ ہے اور ہر ایسا جسم اور گوشت جو حرام مال سے پل کر بڑھا ہے دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔

وسعتِ رزق کے لئے حلال و حرام کی تمیز نہ کرنے والوں کو آقائے مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین زیب و گوش کرکے دنیا و آخرت میں مفید ثابت ہونے والے طریقوں سے روزی حاصل کرنے کا عزم کرنا چاہیئے۔ اور من مانی راہوں کو چھوڑ کر توبہ و استغفار کی وسیع ربانی چادر میں پناہ ڈھونڈنی چاہیئے۔ رب تعالیٰ ان لعنتوں سے ہمیں مامون و محفوظ رکھے آمین۔

دشمنانِ خدا دنیا میں خوشحال کیوں ہیں؟

بعض مسلمان کبھی اضطراری طور پر کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں اس کے باوجود تکالیف و مصائب بھی ہم پر ہی زیادہ آتے ہیں اور خدا کے دشمن منکرینِ خدا اور باغیانِ اسلام کے پاس دولت و ثروت اور وسائل حیات کی فراوانی کیوں ہے؟ ان کی معیشت ہم سے بہتر ان کا رزق ہم سے وسیع کیوں ہے؟

وجہ در اصل اللہ تعالیٰ کے قانون میں غور و خوض سے کھل کر سامنے آتی ہے۔ دشمنانِ خدا کے لئے اصل عذاب اور سزا کا مقام تو آخرت ہے جس طرح اہل حق کے انعامات و اکرامات کے لئے دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے۔ لہذا سرکشوں کو مزید بڑھاوا دینے کے لئے اور کھلی کھلی آنکھوں سے خدا کی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی اسلام سے منکر ہونے والوں کے لئے کثرت اموال اور وسائل زندگی کی فراوانی دیکر رب تعالیٰ ان کی رسیاں ڈھیلی کر رہا ہے تاکہ دنیا کی عیش و آرام کے بعد عذاب کی سخت پکڑ، اور شدت مؤاخذہ ان کی تکالیف کو اور بڑھا دے۔ جس طرح مومن اہل حق —— درد و غم کے دنیاوی ایام گزار کر آخرت کی حقیقی آرام گاہ میں رب تعالیٰ کے فضل و کرم کی بہاروں کا حقیقی لطف اٹھائے گا۔ دنیا میں مومن کی تکالیف —— ایمان کی پختگی کا ذریعہ اور آخرت میں بلندی درجات کا سبب ہیں یونہی کفار و مشرکین کے لئے اسباب دنیا کی فراخی ان کی گمراہی تمرد و سرکشی کو اور ابھارنے کا ذریعہ اور نار جہنم کا ایندھن بننے کا سبب ہیں۔ رب کائنات جل و علا کا فرمان زیب گوش کیجئے۔

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتھم سقفا من فضۃ و معارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا و سررا اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لئے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر

علیہا یتکئون و زخرفاً وہ چڑھتے۔ اور ان کے
وان کل ذالک لما متاع گھروں کے لئے چاندی کے
الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ دروازے اور چاندی کے
عند ربک للمتقین ٥ تخت جن پر تکیہ لگاتے اور
(الزخرف ۳۴-۳۵) طرح طرح کی آرائش اور یہ
جو کچھ ہے دنیوی زندگی کا
سامان ہے اور آخرت آپ کے
رب کے نزدیک پرہیزگاروں کے لئے ہے

اللہ اللہ قربان جائیے اس فرمان کی حکمتوں پہ کہ اگر اس بات کا لحاظ نہ ہوتا کہ ساری دنیا کافر ہو جائے گی۔ اور سب انسان گمراہ ہو جائینگے تو رب تعالیٰ کفار و مشرکین کو اتنی دولت دیتا کہ سونے چاندی کی بہتات کے باعث وہ اپنے مکان۔ سیڑھیاں چھت چاندی سونے کے بنائے مکانوں کے دروازے پلنگ بھی ان کے لئے سونے کے ہوتے مگر رب تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کم فہم لوگ کفار اور دشمنان خدا کی شان و شوکت اور سج دھج دیکھکر انھیں برحق سمجھ بیٹھیں، اور سب خود بھی ان ہی کی طرح گمراہ ہو جائیں۔ لہٰذا اب یہ آیت متذکرہ بالا سے ایمان مومن اور قوی ہو جاتا ہے کہ دنیا کی سنہری روپہلی دولت یہ سب کچھ بھی نہیں ہے۔ رب کائنات کے حضور اس کی مچھر کے پر برابر بھی قیمت نہیں۔ اصل دولت اور اصل سرمایہ آخرت کی کامیابی اور رب تعالیٰ عزوجل کی رضا ہے۔ ترمذی ابن ماجہ سہل بن سعد سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی منہ کافراً شربۃ ماء

(ترمذی ابن ماجہ)

اس دنیا کی وقعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نصیب نہیں ہوتا۔

ایک خرابی

موجودہ دور کی لعنتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ جن مسلمانوں کے پاس کچھ بھی مال و متاع ہو جاتا ہے۔ وہ غرباء ملت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں مسکین اور کمزور حال مسلمانوں کو بے قیمت خیال کرتے ہیں مسلمانوں کو ہوش آنا چاہیے کہ یہ مال و دولت فرعون اور قارون کا ورثہ ہے مگر فقر اور مسکنت آقاؤں کے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اختیاری خلعت زیبا ہے۔ اور اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیں کہ ان کی دولت و ثروت ان کے خدا پسند ہونے کے باعث ہے (چاہیے وہ فرائض اور واجبات تک سے غافل ہوں) اپنی دولت اور ثروت کو بعض جہال اپنے مقبول خدا ہونے کی علامت سمجھتے ہیں انھیں عقل کے ناخن کی ضرورت ہے کہ معیار مقبولیت دولت نہیں ہے۔ معیار شریعت ہے۔ دینداری کے کامل تقاضوں کو کما حقہٗ پورا کرنے والا مفلس و نادار مسلمان سینکڑوں متکبر اور

سرکش دولتمندوں سے بہتر و برتر ہے آقائے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض غنا اور دولت کی زیادتی
ولکن الغنیٰ غنی القلب سے نہیں بلکہ غنا نفس
(ترمذی) سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی امثال میں ہے کہ "جو شخص مسکین پر ہنستا ہے گویا اس کے بنانے والے کی حقارت کرتا ہے"۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علم پیغمبروں کی میراث ہے۔ اور مال و دولت فرعون اور قارون کی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عزت دنیا مال سے ہے مگر عزت آخرت اعمال سے

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے کہ

"حرص سے کچھ روزی نہیں بڑھ جاتی مگر آدمی کی قدر ضرور گھٹ جاتی ہے۔

بدر القادری عفرلہٗ

۲۹/۱۲/۸۵ء

شریعت مطہرہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہیے

عرس مبارک خواجہ اعظم اجمیر شریف

یکم رجب المرجب مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۸۶ء شروع ہو کر ۲۱ مارچ ۱۹۸۶ء کو ختم ہوں گے

محب اہل سنت و عاشقان خواجہ و برادران رضویت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ امسال عرس مبارک میں جن حضرات کو شرکت کرنا ہو وہ سید صاحب کی وکالت سے اپنی منتیں نذر و نیاز و چادریں وغیرہ پیش کر کے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ و مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خوشنودی حاصل کریں جو حضرات کسی وجہ سے نہ حاضر ہو سکتے ہوں تو وہ گھر بیٹھے بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

قیامگاہ خانوادۂ اعلیٰحضرت اجمیر شریف میں قیام کا پتہ
مولوی سید احمد علی رضوی خانقاہ رضویہ
رضوی گلی اجمیر شریف

ٹیلی ویژن اور تصویر

جناب ظہور افسر صاحب (ایم اے ایم-کام) بدایوں

زیر نظر مضمون "ٹیلی ویژن اور تصویر" ٹی وی کی تھیوری اور تکنیک پر ایک پُر مغز مقالہ ہے اور اس مقالہ میں ظہور افسر نے تصویر پر بحث بھی کی ہے اور جدید سائنس میں تصویر کی تعریف کیا ہے اسکی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات ثابت کی ہے کہ ٹی وی یا وڈیو میں جاندار کی جو پکچر دکھائی جاتی ہے وہ بہرحال تصویر ہے۔ تصویر کشی کے اب تک مختلف طریقے رائج ہو چکے ہیں اور جیوں جیوں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی ہو رہی ہے تصویر کشی کے بھی نت نئے طریقے نکلتے جا رہے ہیں۔ لیکن اس سے تصویر کشی کی شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں آتا جاندار کی تصویر وہ چاہے برش قلم یا رنگوں سے بنائی جائے یا کیمرے یا کسی اور جدید سائنسی طریقے سے (جیسا کہ ٹی وی سے) تصویر تصویر ہے اور وہ شرعاً ناجائز ہے۔

یہاں فاضل مضمون نگار نے کوئی حکم نہیں لگایا ہے اور وہ حکم لگا بھی نہیں سکتے اسلئے کہ وہ مفتی یا عالم نہیں ہیں۔ ہاں وہ فاضل اور اسکالر ضرور ہیں اور انھوں نے اس مقالے سے (ٹی وی اور وڈیو کی تھیوری اور تکنیک) کی روشنی میں یہی دکھایا ہے کہ اسپر دکھائی جانے والی جاندار کی پکچر عکس یا پرچھائیں نہیں بلکہ تصویر ہے۔

ٹی وی ۱۹۲۵-۲۶ء میں برطانیہ کے جے ایل بیرڈ (J. L. Baird) نے ایجاد کیا۔ ہندوستان میں ٹی-وی ۱۵-ستمبر ۱۹۵۹ء سے شروع ہوا۔ جب آل انڈیا ریڈیو نے دہلی میں ٹی وی کی ایک تجرباتی سروس (Experimental Service) قائم کی۔ ۱۹۷۲ء میں ٹی وی نے زور پکڑا اور اس کے بہت سے سینٹر کلکتہ- بمبئی- مدراس، سری نگر، لکھنؤ وغیرہ کھولے گئے۔ یکم اپریل ۱۹۷۶ء سے ٹی وی کو آل انڈیا ریڈیو سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی الگ ڈائرکٹریٹ بنا دی گئی۔

ٹی وی کا مطلب ہے ٹیلی ویژن۔ ٹیلی کا مطلب ہے دور اور ویژن کا مطلب ہے دیکھنا یعنی ٹیلیویژن کا مطلب ہوا دور سے دیکھنا۔ اور اسی لحاظ سے ٹی وی کو ہندی میں، دور درشن، کہا جاتا ہے۔ ٹی وی کے ذریعہ مناظر اور تصاویر وغیرہ ایک جگہ سے دوسری جگہ دکھائی جاتے ہیں ٹی وی میں تصویر اور آواز دونوں ہی نشر کئے جاتے ہیں اسی لئے ٹی وی میں دو الگ الگ ٹرانسمیٹر (Transmitter) ہوتے ہیں جو الگ الگ فریکوئنسیوں (Fequencies) پر کام کرتے ہیں تصاویر کو نشر کرنے کا کام ٹی وی کیمرہ اور پکچر ٹرانسمیٹر کرتا ہے۔ ٹی وی کیمرے کا کام یہ ہے کہ چاہے تصاویر ٹی وی اسٹیڈیو کی ہوں یا اسٹوڈیو کے باہر کے سین کی یہ ایک لینس (Lens) کے ذریعہ کیمرہ ٹیوب کے اسکرین پر فوکس ڈالتا ہے جس سے کیمرہ ٹیوب

(Camera Tube) کے اسکرین پر اس سین کی تصویر بن جاتی ہے۔ اور ٹی وی کیمرہ اس تصویر کو بجلی کی لہروں میں بدلتا ہے۔ جس کو الیکٹریکل ویوز (Electrical waves) یا الیکٹریکل سگنلس (Electrical Signals) یا ویڈیو سگنلس (video Signals) کہتے ہیں۔ تصویر کو بجلی کی لہروں میں بدلنے کو اسکیننگ (Scanning) کہتے ہیں۔ اسکیننگ میں تصویر کو ایک ایک پوائنٹ کرکے ٹریس (Trace) کیا جاتا ہے اور اس واسطے تصویر کو لائنوں (Lines) میں بانٹا جاتا ہے اور ہر لائن کو نمبروار ٹریس کرکے اس کے پوائنٹس کی چمک کے مطابق بجلی کی لہریں پیدا کی جاتی ہیں اسی فعل کو اسکیننگ کہتے ہیں۔ اسکیننگ انگلش یا ہندی کی کتاب پڑھنے کی مانند ہے جس میں بائیں جانب سے شروع کیا جاتا ہے اور دائیں جانب کو پڑھا جاتا ہے۔ اور ایک سطر ختم ہونے کے بعد نگاہ پھر سے بائیں طرف لاکر پہلی سطر سے کچھ نیچے دوسری سطر پڑھنا شروع کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے پورا صفحہ پڑھا جاتا ہے۔ ایک صفحہ ختم ہو جانے کے بعد اوپر سے پھر یہی طریقہ اپنایا جاتا ہے آجکل الیکٹرانک اسکیننگ (Electronic Scanning) ہی کیا جاتا ہے جس میں نشر کی جانے والی تصویر ایک لینس کے ذریعہ کیمرہ ٹیوب کے سامنے لگی ایک پلیٹ پر فوکس کی جاتی ہے

اس پلیٹ پر اندر کی طرف روشنی سے متاثر ہونے والا (Photo Sensitive) لگا ہوتا ہے۔ جب تصویر اس پلیٹ پر فوکس کرتی ہے تو اس مسالے میں سے ہر پوائنٹ سے الیکٹرون (Electrons) نکلتے ہیں۔ جس جگہ تصویر کم چمکدار ہوتی ہے وہاں سے الیکٹرون کم نکلتے ہیں اور جس جگہ تصویر زیادہ چمکدار ہوتی ہے وہاں سے الیکٹرون زیادہ نکلتے ہیں اس طرح پلیٹ کے علیحدہ علیحدہ پوائنٹ پر کہیں کم اور کہیں زیادہ چارج جمع ہو جاتا ہے اور اس پلیٹ پر تصویر کی الیکٹرانک تصویر (Electronic Picture) بن جاتی ہے۔ تصویر کو الیکٹرانک سگنلس میں تبدیل کرنے کے لئے اس پلیٹ کو الیکٹرون کی باریک بیم (Beam) سے اسکین (Scan) کیا جاتا ہے اور اسکیننگ کیلئے الیکٹرون بیم تصویر کے اوپر سے بائیں سے دائیں طرف لے جائی جاتی ہے اور دائیں پر پہنچنے پر تیزی سے بائیں طرف لائی جاتی ہے پھر اور پھر دائیں طرف لے جائی جاتی ہے اور دائیں پر پہنچنے پر تیزی سے بائیں طرف لائی جاتی ہے اور پھر دائیں طرف لیجائی جاتی ہے۔ اسطرح یہ عمل چلتا رہتا ہے اسکے ساتھ ہی یہ بیم ہلکے ہلکے نیچے لائی جاتی ہے اور یہ عمل پوری تصویر اسکین ہونے تک چلتا رہتا ہے۔ تصویر کی اسکیننگ سے حاصل الیکٹریکل سگنلس ترتیب وار بھیجے جاتے ہیں۔ اس طریقہ سے ہر تصویر ایک ایک لائن کرکے بھیجی جاتی ہے۔ یہ تصویر کو باریک باریک سطروں میں کاٹ کر انکو ایک کے بعد ایک بھیجنے کے مانند ہے۔ اسکیننگ

کا کام بہت تیزی سے کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنکھ کے پردے (Ratina) پر کوئی بھی تصویر تقریباً 1/20 سیکنڈ ٹھہرتی ہے اس لئے الگ الگ لائنوں میں بنی تصویر کو پوری تصویر کی شکل میں دکھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تصویر اس سے کم وقت میں پوری کیجائے ہمارے ملک میں مستعمل T.V نظام کے تحت پوری تصویر کا اسکیننگ 1/25 سیکنڈ میں کیا جاتا ہے (1/25 سیکنڈ 1/20 سیکنڈ سے کم ہوتا ہے) اگر ایک سیکنڈ میں 25 تصاویر دکھائی جائیں تب کچھ فلکر (Flicker) یعنی جھلملاہٹ دکھائی دیگی۔ سینما میں بھی فی سکنڈ 25 تصاویر دکھائی جاتی ہیں۔ سینما میں فلکر کم کرنے کے لئے ہر تصویر کو دوبارہ دکھایا جاتا ہے۔ جسکے لئے ایک مخصوص شٹر (Shutter) استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ شٹر ایک تصویر کو کچھ دیر کے لئے دکھاتا ہے اور کچھ دیر کے لئے اسے ڈھک دیتا ہے۔ پھر دوبارہ اسے دکھاتا ہے اس کے بعد دوسری تصویر دکھاتا ہے اس طرح فی سکنڈ 25 تصاویر دکھائی جاتی ہیں لیکن تصویر کو دوبارہ دکھانے میں فلکر نہیں رہتی ہے۔ ٹی وی (T.V) میں اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے انٹرلیسڈ اسکیننگ (Inter Laced Scanning) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی اسکیننگ میں پوری تصویر کو 1/ سیکنڈ ہی میں اسکین کی جاتی ہے۔ اور ہر تصویر کو دو حصوں میں دکھایا جاتا ہے ان میں ایک حصہ میں طاق سطریں (old lines) جیسے 1.3.5.7 وغیرہ اور دوسرے حصے میں جفت (Even lines) جیسے 2.4.6.8 وغیرہ ہوتی ہیں۔ ہر حصہ کو فیلڈ (Field) کہتے ہیں اور دو فیلڈوں سے تصویر بنتی ہے جسے فریم (Frame) کہا جاتا ہے اس طرح فی سکنڈ 50 فیلڈ یا 25 فریم دکھائے جاتے ہیں اور ہمارے ملک میں مستعمل T.V نظام میں ہر فریم میں 625 لائن ہوتی ہیں۔ ایک فیلڈ کی اسکیننگ کے بعد الیکٹرون بیم واپس اوپر لے جائی جاتی ہے اور دوسرے فیلڈ کی اسکیننگ شروع ہوتی ہے۔ ایک سکنڈ میں 50 فیلڈ یعنی 25 تصاویر دکھائی جاتی ہیں۔ اور ہر تصویر میں 625 لائن ہوتی ہیں یعنی ایک سیکنڈ میں 15625 لائن دکھائی جاتی ہیں یعنی ایک لائن $\frac{1}{15625}$ سیکنڈ یعنی 64 مائکرو سیکنڈ میں دکھائی جاتی ہے۔ ہر لائن اور فریم کے بعد کچھ وقفہ ہوتا ہے جس کو پلس ( ) کہتے ہیں۔ لائن سینک پلس (Line Sink Pulse) قریب 5-8 مائکرو سیکنڈ (Micro Scond) کی اور فریم سنک پلس 26 مائکرو سیکنڈ کی ہوتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مائکرو سیکنڈ کسے کہتے ہیں؟ مائکرو سیکنڈ ایک سیکنڈ کے دس لاکھویں حصے کو کہتے ہیں۔

ٹی وی (T.V) کا نظام دو مرحلوں میں بٹا ہوا ہے، ایک ٹیلی کاسٹنگ Tele casting

یعنی تصویر اور آواز کا نشر کرنا اور دوسرا رسیونگ (Receiving) یعنی تصویر اور آواز کو پکڑنا یا حاصل کرنا۔ ٹی وی (T.V) کیمرہ چالو کرنے پر کیمرہ لینس Camra lence کے ذریعہ کیمرہ ٹیوب کے اسکرین پر ٹیلی کاسٹ کئے جانے والے سین کا فوکس پڑتا ہے جس سے کیمرہ ٹیوب کے اسکرین پر اس سین کی تصویر بن جاتی ہے اور T.V کیمرہ اس تصویر کو اسکیننگ کے تحت الیکٹریکل سگنلس میں بدلتا ہے۔ یہ سگنلس یا لہریں ایمپلیفائی کرکے پکچر ٹرانسمیٹر کو دے دی جاتی ہیں۔۔ ٹرانسمیٹر میں ایک آسیلیٹر (Oscillator) ریڈیو فریکوئنسی (Radio Frequency) پر آسیلیشن (Oscillation) پیدا کرتا ہے اس کے ساتھ ہی ٹی وی (T.V) کیمرے سے حاصل ویڈیو سگنلس کو ایمپلیفائی کیا جاتا ہے۔ اور ریڈیو فریکوئنسی کو ویڈیو سگنلس سے ماڈلیٹ (Modolate) کرکے ایریل (Areal) کو دیدیئے جاتے ہیں اور ایریل سے یہ سگنلس چاروں طرف پھیل جاتے ہیں ——— یہ ٹیلی کاسٹنگ کا مرحلہ ہوا۔

اب آیئے ٹیلی کاسٹ کی گئی تصاویر کو رسیو کرنے کے مرحلے پر ٹی وی (T.V) سیٹ دراصل ٹی وی (T.V) اسٹیشن سے نشر کی گئی تصاویر اور آواز کو رسیو (Receive) کرنے کا ایک آلہ (Apparatus) ہے۔ ٹرانسمیٹر کے ذریعہ بھیجی گئی بجلی کی لہریں جب کسی رسیور (Receiver) کے ایریل تک پہنچتی ہیں تو ایریل پر بھی کچھ وولٹیج (Voltage) ملتا ہے مگر یہ بہت کم ہوتا ہے۔ رسیور ان سگنلس کو دوسرے اسٹیشنوں (…ons) کے سگنلس اور شور وغیرہ کو علیحدہ کرکے ان کو بڑھایا (Amplify) کرتا ہے اور بڑھے ہوئے سگنلس (Amplified …) میں سے پکچر سگنلس اور (Signals) ساؤنڈ سگنلس الگ الگ کئے جاتے ہیں اور پکچر سگنلس ویڈیو ایمپلیفائر کے ذریعہ اور بڑھاکر پکچر ٹیوب (Picture Tube) کو دے دیئے جاتے ہیں اور ساؤنڈ سگنلس بڑھاکر لاؤڈ اسپیکر (Loud Speaker) کو دیدیئے جاتے ہیں۔

رسیور (Receiver) کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) پکچر سیکشن (۲) سویپ سیکشن (Sweep Section) (۳) ساؤنڈ سیکشن اور (۴) پاور سپلائی سیکشن رسیور پر پکچر دکھانے کے لئے … اسکیننگ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ … رسیور میں لائن اور فریم سویپ سیکشن کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ رسیور کے پکچر ٹیوب کے اسکرین پر صحیح تصویر بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہر لائن اور ہر فریم کی اسکیننگ ٹھیک اسی وقت شروع ہو جبکہ T.V کیمرے میں … ہوئی تھی۔ اسی طرح فیلڈ کی اسکیننگ … اسی وقت شروع ہونا چاہیئے جبکہ وہ T.V کیمرے …

شروع ہوئی تھی ایسا نہ ہونے پر تصویر صحیح نہیں آئے گی۔ تصویر ٹیڑھی میڑھی بنے گی یا تصویر کی جگہ پر کچھ ٹیڑھی میڑھی لائنیں دکھائی دیں گی اگر فیلڈ کی اسکیننگ صحیح وقت سے شروع نہیں ہوئی تو تصویر اوپر نیچے ہونے لگے گی۔

پکچر ٹیوب ایک مخصوص طریقہ کا کیتھاڈ رے ٹیوب (Cathod-ray Tube) ہوتا ہے۔ یہ ویڈیو سگنلس کو سوئپ اور سنگرونائزنگ سگنلس (Synchronizing Signals) کی مدد سے تصویر کی شکل میں دکھاتا ہے۔ اسکرین پر تصویر دکھانے کے لئے الیکٹران بیم بائیں طرف سے دائیں طرف لے جائی جاتی ہے اور دائیں سرے تک پہنچنے پر بائیں جانب لائی جاتی ہے۔ اور پھر سے دائیں جانب لائی جاتی ہے اور یہ فعل جاری رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ آہستہ آہستہ نیچے لائی جاتی ہے۔ اور نیچے کے سرے پر پہنچنے پر اوپر لے جائی جاتی ہے اگر پکچر ٹیوب کو ویڈیو سگنلس نہ دیئے جائیں اس اسکیننگ کے پورے اسکرین پر ایک سی روشنی ملتی ہے جس کو راسٹر Raster کہتے ہیں۔ ویڈیو ایمپلیفائر سے حاصل ویڈیو سگنلس ٹیوب کے کیتھوڈ کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ سگنلس پکچر ٹیوب کے اسکرین پر پڑنے والے الیکٹرون کو کنٹرول کرتے ہیں اس طرح اسکرین کے مختلف پوائنٹ پر ملنے والی روشنی ٹیلی کاسٹ کئے گئے سگنلس کے مطابق کہیں کم اور کہیں زیادہ ہوگی۔ اور اسکرین پر تصویر بن جائے گی۔ یہ تصویر ایک ایک لائن کرکے بنے گی مگر آنکھوں کے پردے پر ٹھہراؤ (Persistence of Vision) کی وجہ سے پوری تصویر دکھائی دیگی۔ کیونکہ ہم جب بھی کچھ دیکھتے ہیں تو دکھائی دینے والی چیز کی تصویر آنکھ کے پردے (Ratina) پر بنتی ہے اور یہ تصویر کچھ ٹائم کے لئے بنی رہتی ہے جس کو آنکھ کے پردے پر تصویر کا ٹھہراؤ کہتے ہیں۔ اسی بنا پر اگر کسی چیز کو گھمایا جائے مثلاً جلتی ہوئی ٹارچ کو تو وہ گولے کی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ چونکہ اسکیننگ کا کام اتنی تیزی سے کیا جاتا ہے اور ایک تصویر صرف ۲۵/۱ سیکنڈ میں دکھائی جاتی ہے اور 15625 لائنوں پر مشتمل 25 تصاویر صرف ایک سکنڈ میں دکھائی جاتی ہیں اس لئے تصویر لائن لائن میں نظر نہ آکر پوری تصویر نظر آتی ہے۔

ٹی وی (T.V) کا جائزہ لینے کے بعد آیئے پکچر یعنی تصویر کا بھی جائزہ لیں۔ جس فلک میں TV ایجاد ہوا اسی فلک کی ایجاد آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں پکچر کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

"Total Visual or Mental Impression Produced"

یعنی تصویر وہ ہے جو صورت یا ذہن کی مکمل

چھاپ یعنی نشاندھی یا نمائندگی پیش کرے
نمائندگی صورت کی ہو سکتی ہے یا ذہن کی
زید غالب کی تصویر ہے اس کا مطلب یہ ہوا
کہ زید غالب کے ذہن کی مکمل نمائندگی کر رہا ہے
صورت کی نمائندگی جاندار کی ہو سکتی ہے
اور غیر جاندار شئے کی بھی۔ موضوع کے تحت
صورت سے ہماری مراد جاندار کی صورت
سے ہے۔ غیر جاندار کی صورت سے کوئی بحث
نہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ تصویر وہ
نہیں جو صرف صورت کی پوری پوری نمائندگی
کرے بلکہ پیش کرنا بھی شرط ہے۔ یعنی
نمائندگی کا ظاہر ہونا یا نظر آنا بھی ضروری
ہے۔ اگر نمائندگی کرے مگر نظر نہ آئے تو
تصویر نہیں کہی جا سکتی۔ مثلاً اگر ایک فٹ
لمبے اور ایک فٹ چوڑے کاغذ کو کروڑوں
باریک باریک نقطوں (Fine dots)
سے پر کر دیا جائے تو یہ کوئی تصویر نہیں کہی
جا سکتی حالانکہ اس میں رائی کے دانے سے
لے کر پہاڑ تک کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔
چوہے سے لے کر ہاتھی تک کی تصویر چھپی
ہوئی ہے۔ ہاں البتہ اگر ان نقطوں کو جن پر
چوہے یا ہاتھی کی تصویر مبنی ہے۔ اگر نمایاں
کر دیا جائے تب چونکہ نظر آئے گی اس لئے
تصویر کہی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر نظر
آئے مگر نمائندگی نہ کرے تب بھی تصویر نہیں
کہا جا سکتا۔ مثلاً اگر نقطوں کو نمایاں کیا جائے

مگر پوری پوری نمائندگی نہ ہو جیسے چوہے کی جگہ
صرف گولہ نظر آئے یا ہاتھی کی جگہ پہاڑ سا
نظر آئے تب بھی اس کو تصویر نہیں جا سکتا
تصویر کی مندرجہ بالا تعریف میں لفظ ٹوٹل
استعمال کیا گیا ہے یعنی نمائندگی پوری
پوری ہو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نمائندگی کا
صحیح یا غلط ہونا تصویر کے لئے شرط
نہیں۔ مثلاً اگر پوری پوری نمائندگی ہے اور
نمائندگی نظر بھی آ رہی ہے۔ مگر آدمی کی جگہ عورت نظر
آ رہی ہے یا بکرے کی جگہ کتا نظر آ رہا ہے
مگر تصویر اس کو بھی کہا جائیگا، یہ اور بات
ہے کہ غلط نمائندگی کی وجہ سے غلط تصویر
ہوئی مگر تصویر ہوئی۔ یہ بات بھی اہم ہے
کہ لفظ (Viscual) (ذہنی) استعمال کیا گیا
ہے لفظ (Phy sial) (جسمانی) استعمال
نہیں کیا گیا ہے (Visual) نمائندگی کا
مطلب ہے صورت یا چہرے کی نمائندگی
یعنی تصویر کہلانے کے لئے کسی شئے کے چہرے
کی نمائندگی شرط ہے۔ اس کا ایک نتیجہ
یہ نکلا کہ بغیر چہرہ کے تصویر کو تصویر نہیں
کہا جا سکتا۔ اور دوسرا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ صرف
چہرے کی تصویر بھی تصویر کہی جائے گی۔
یعنی تصویر وہ ہے جو کم سے کم چہرہ کی پوری
پوری نمائندگی کرے اور نظر آئے۔ تصویر
تصویر کی تعریف میں یہ کہیں شامل نہیں کہ
تصویر کب بنی، کیوں بنی، کیسے بنی، یا کس

قسم کی بنی؟
تصویر تصویر ہے چاہے پین سے بنے یا پنسل سے پینٹ سے بنے یا پانی سے، شیشے سے بنے یا شعاؤں سے۔ اسی طرح تصویر چاہے پیپر پر بنے پتھر پر بنے یا ربڑ پر شیشے پر بنے یا پانی پر بہرحال تصویر ہے۔ یہ اور بات ہے کہ پانی اور آئینہ پر بنی تصویر کے بارے میں شریعت مطہرہ کا حکم الگ ہے۔ تصویر اب بنی یا کب بنی اس سے بھی تصویر پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تصویر اگر ایسے مصالحے سے بنائی جائے جو آگ لگانے سے نظر آئے آگ بجھانے سے نظر آئے تو جب بھی نظر آئیگی تصویر ہی کہی جائے گی۔ تصویر چاہے انسان بنائے یا جانور بنائے یا مشین بنائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر انسان کتے کی تصویر بنائے تب تصویر اور اگر کتا انسان کی تصویر بنائے تب تصویر اور اگر کہیں آٹو میٹک کیمرہ فٹ ہو جہاں اگر انسان گزرے تو انسان کی تصویر اور اگر کتا گزرے تو کتے کی تصویر یہ بھی تصویر وہ بھی تصویر۔ تصویر کس قسم کی بنی قار وغیر قار۔ پائیدار اور ناپائیدار متحرک غیر متحرک اس سے بھی تصویر کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تصویر نظر آنے کے بعد قار ہے یا نہیں۔ یعنی ٹھہرے گی یا نہیں بے معنی ہے اگر تصویر اڑنے والے رنگوں سے کسی کپڑے پر بنائی جائے تو جب تک تصویر کہی جائیگی اور جب اڑ جائیگی تو تصویر نہیں کہی جائے گی۔ تصویر پائیدار ہو یا ناپائیدار اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ تصویر اسٹینڈرڈ، ڈسٹیل کی ہی بنی ہو۔ چاہے تصویر پر ٹھونک مارنے سے تصویر اڑ جائے یا تصویر پر سیاہی ڈالنے سے سر ٹوٹ جائے بہر حال جب تک تصویر نظر آئیگی تصویر کہی جائیگی اب رہا متحرک اور غیر متحرک کا سوال۔

تو چاہے تصویر بننے کے بعد مصور ناچے یا مصور کا کام ختم ہونے کے بعد تصویر ناچے تصویر تصویر کہی جائے گی اور اگر تصویر کا متحرک نظر آنا ہی تصویر کے معنی بدل سکتا ہو تو پھر کیا چلتی ٹرین میں بیٹھے لوگوں کے لیے پلیٹ فارم پر لگی تصاویر کو تصاویر نہیں کہا جائیگی۔ جو یقیناً متحرک نظر آئیں گی یا پھر ان بوڑھے لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔ جن کی گردنیں ہلتی رہتی ہیں اور جنھیں ہر تصویر متحرک نظر آتی ہے TV پر جہاں تک تصاویر کے متحرک آنے کا سوال ہے تو در اصل کوئی تصویر ہرگز متحرک نہیں ہوتی صرف متحرک نظر آتی ہے اور نہ ماہرین نے ایسا کیا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی ایسا کہے بھی تو کیا اس کی بات مانی جا سکتی ہے۔ ورنہ جن بتوں کو ہم ہمیشہ بے زبان اور غیر متحرک کہتے چلے آئے ہیں کیا TV کے طفیل میں ان کے لئے بھی یہ کہنا پڑیگا کہ معاذ اللہ یہ با زبان اور متحرک ہو گئے ہیں اس سے یہ بخوبی ثابت ہوا کہ تصویر کو تصویر کہے جانے کے لئے قار وغیر قار، پائیدار و ناپائیدار

متحرک وغیر متحرک کی شرط لگانا بالکل بے معنی ہے جو نہ مذہب سے ثابت ہے اور نہ ماہرین کے قول سے ثابت ہے۔ تصویر وہ ہے جو چہرہ کی پوری پوری نمائندگی کرے اور نظر آئے۔ تصویر کی تعریف میں یہ کہیں شامل نہیں ہے کہ تصویر کب بنی، کیوں بنی، کیسے یا کس قسم کی بنی؟

تعجب ہے کہ وہ لوگ جو تصویر اور عکس میں فرق سمجھتے ہیں اور فرق سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں وہ آئینہ اور اسکرین کو کیونکر ایک سمجھتے ہیں؟ اردو میں آئینہ کو لوگ بھولے سے شیشہ کہہ دیتے ہیں مگر اسکرین کو کوئی آئینہ یا شیشہ نہیں کہتا۔ اسکرین کو ہمیشہ اسکرین یا پردا ہی کہا جاتا ہے چاہے سنیما کا ہو یا TV کا اور انگلش کے لحاظ سے معاملہ اور بھی صاف ہے جس میں آئینہ کو مرر (Mirror) کہتے ہیں، کیمرے کے شیشے کو لینس (lens) کہتے ہیں، سادہ شیشے کو گلاس (Glass) کہتے ہیں۔ اور سنیما یا ٹی وی TV کے پردے کو اسکرین Screen کہتے ہیں۔ مگر کبھی اسکرین کے معنی Sense میں استعمال نہیں ہوتا اور اسکرین کبھی مرر کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا اور کسی ڈکشنری میں اسکرین کے معنی مرر نہیں لکھے ہیں۔ جب آئینہ اور اسکرین میں ہی فرق ہے تو تصویر اور عکس میں فرق بے سود۔

ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ اگرچہ تصویر Picture اور عکس Refelection ہم معنی ہیں اور اگرچہ انگلش زبان میں اس کے لئے اور بھی کئی لفظ استعمال کئے جاتے ہیں جیسے پورٹریٹ (Portrait) فوٹو (Photo) امیج (Image) شیڈو (Shadow) وغیرہ مگر TV ماہرین نے ہر جگہ پکچر ٹرانسمیٹر (Picture Transmitter) پکچر اسکیننگ (Picture Scanning) پکچر امپلیفائنگ (Picture Amplyfying) پکچر اسٹیشن (Picture Section) پکچر ٹیوب (Picture tube) وغیرہ ہی استعمال کیا ہے۔ یعنی پکچر ہی پکچر استعمال کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ساری کہانی پکچر یعنی تصویر کی ہی ہے۔

اور موٹے طور پر TV کے اسکرین پر تصویر نظر آنے کی کہانی بھی صرف اتنی ہے کہ تصویر بنی، بننے کے بعد اس کی اسکیننگ ہوئی، آگے پیچھے اسکو امپلیفائی کیا گیا اور ٹی وی TV ٹاور کو سونپ دیا گیا۔ جس سے یہ سگنلس چاروں طرف پھیلے اس کے بعد TV کے رسیور نے ان کو رسیو (حاصل) کیا۔ اس کی پھر اسکیننگ ہوئی، آگے پیچھے پھر امپلیفائی کیا گیا اور پکچر ٹیوب کو سونپ دیا اور پکچر ٹیوب سے ایک ضابطے کے تحت یہ تصویر جیسی کی تیسی TV کے اسکرین پر نظر آگئی——

یعنی اول تصویر اور آخر تصویر—— بیچ میں تصویر کو تصویر کی شکل میں پیش کرنے کے لئے طے شدہ الٹ پھیر۔

مراسلہ صاف اور خوشخط لکھ کر بھیجیں

مسلم پرسنل لاء میں مداخلت

جناب مرزا ابوالصبا رضوی
(ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی)

(قسط اول)

نوٹ:- جس کتاب "مسلم پرسنل لاء میں مداخلت" سے یہ مضمون لیا گیا۔ اس کا مطالعہ ضرور کیجئے۔
کتاب ملنے کا پتہ:- اقبال بکڈپو ۵۱ بخار پورہ۔ بریلی۔

۷۸۶
۹۲

مسلم پرسنل لاء کا ماخذ قرآن۔ سنت۔ اجماع۔ اور قیاس ائمہ ہے۔ ایوان مقننہ (پارلیمنٹ) یا عدلیہ (سپریم کورٹ) مسلم پرسنل لاء کا ماخذ نہیں نہ ملک کا آئین، ایوان مقننہ یا عدلیہ کو شہریوں کے پرسنل لاء میں مداخلت کا حق دیتا ہے۔ اسی اصول پر انگریزی دور اقتدار میں بھی "مقننہ اور عدلیہ" کاربند رہا جیسا کہ سنہ ۱۸۹۸ء میں پریوی کونسل نے اپنے ماتحت ججوں کو ہدایت کی تھی کہ "وہ فقہائے کرام اور علمائے سلف کی تشریحات و تعبیرات پر عمل کریں۔ انھیں تسلیم کریں۔ اور بذات خود قرآن اور حدیث سے استدلال نہ کریں۔ دیکھئے اے۔ آئی۔ آر کلکتہ سنہ ۱۸۹۸ء عدلیہ کو نہ صرف پرسنل میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ بلکہ فقہائے کرام اور علمائے سلف کی آرا کے بالمقابل تشریح و تعبیر کرنے کا بھی حق نہیں۔

آزادی کے بعد سپریم کورٹ آف انڈیا بھی اسی اصول پر کاربند رہی حتیٰ کہ سنہ ۱۹۷۹ء میں مقدمہ کیشنا سنگھ بنام متھرا اہیرے میں الہ آباد ہائی کورٹ کے جسٹس کیرتی کو سپریم کورٹ آف انڈیا کی ڈویژنل بینچ نے تنبیہہ دی تھی کہ ہماری رائے میں ہائی کورٹ کے جسٹس نے یہ بات پیش نظر نہیں رکھی کہ آئین کی دفعہ ۴۴ فریقین کے پرسنل لاء کو موضوع بحث نہیں بناتا۔ فریقین کے پرسنل لاء کا اطلاق کرتے ہوئے وہ جج خود اپنے تصورات کو شامل نہیں کر سکتے بلکہ انھیں ہندو پرسنل لاء کے مسلم و مستند ماخذ سے اخذ کردہ قانون کو ہی نافذ کرنا چاہیے" دیکھیے اے۔ آئی۔ آر سنہ ۱۹۸۰ء صفحہ ۷۰۷ تا ۷۱۷۔

مذکورہ فیصلہ میں خط کشیدہ الفاظ کو بغور پڑھیے اور پھر سوچئے کہ اپریل سنہ ۱۹۸۵ء میں

شاہ بانو بنام محمد احمد خاں کے مقدمہ میں سپریم کورٹ آف انڈیا کے جسٹس صاحبان کس دیدہ دلیری سے اپنی وضع و مسلم کردہ اصول سے انحراف کرکے قرآن و سنت کی تشریح و توضیح کرکے چودہ سو ۱۴۰۰ سال سے رائج اجماع کے خلاف فیصلہ دیا۔

انصاف کے دو معیار وہ بھی سپریم کورٹ آف انڈیا میں۔ جو اپنے آپ کو جمہوری ملک کی "عدلیہ" ہونے کا دعویٰ کرتی ہے! عدل و انصاف کی میزان میں یہ پاسنگ کیوں؟ یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب مسلم پرسنل لاء کی حمایت کرنے والوں کو تلاش کرنا پڑے گا۔ بغیر جواب تلاش کئے مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کے اسباب و علل نہ تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ نہ ان کا سد باب کرکے مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ہم آزادیٔ وطن کے بعد سے اب تک مسلسل مسلم پرسنل لاء کو مسخ کیا جاتا رہا ہے (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) اور ہم نعرہ زن ہیں کہ "ہم مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کبھی برداشت نہیں کریں گے" ہم ابھی تک صرف نعروں اور اخباری بیانوں کو کافی تصور کرکے خود کو دھوکہ دیتے رہے ہیں۔

یکساں سول کوڈ

وطن کی آئین سازی کے وقت سے ہی ایک طبقہ مسلم پرسنل لاء میں تحریف و ترمیم کا حامی رہا ہے۔ چنانچہ دستور ساز نام نہاد دانشوروں نے آئین کی ترتیب و تدوین کے وقت "رہنما اصول" کے تحت یکساں سول کوڈ تمام شہریوں پر نافذ کرنے کا "رہنما اصول" تلاش کر لیا چنانچہ ۱۹۴۷ء سے ہی یکساں سول کوڈ کی طرف یکساں سول کوڈ کی طرف ملک کا ایوان مقننہ بتدریج گامزن ہے جس کا یا تو ہم کو احساس نہیں ہے یا پھر حالات سے نبرد آزما ہونے کی ہم میں ہمت نہیں ہے۔ اسی لئے ہم خود فریب نعروں سے اپنے آپ کو دھوکہ دیتے رہے ہیں۔ مسلم پرسنل لاء کی نسبت سے یہ بھی ایک تاریخی المیہ ہے۔ افسوس!

مسلم پرسنل لاء سے مراد وراثت، نکاح، مہر، طلاق، نفقہ، وقف وغیرہ سے متعلق قوانین شریعت ہیں جن میں ترمیم و تنسیخ کا حق "عدلیہ"، "مقننہ" یا علمائے وقت کو بھی نہیں کیونکہ یہ قوانین احکم الحاکمین کے وضع کردہ اس کی منشا اور مرضی کے مطابق ہیں اور وہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی مخلوق کے لئے کیسے قوانین بہتر ہو سکتے ہیں پس مذکورہ قوانین داخل شریعت اسلامیہ ہیں۔ اور اس پر عمل شریعت اسلامیہ پر عمل اور احکم الحاکمین کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ گویا اس میں مداخلت شریعت اسلامیہ

میں مداخلت اور اس میں ترمیم کی ناپاک جسارت شریعت اسلامیہ میں ترمیم ہے اسی لئے مسلمانوں کا پرسنل لاء جزو دین ہے۔ اور اس کے دین و مذہب میں مداخلت کا حق ملک کا آئین بھی کسی "ایوان مقننہ یا عدلیہ" کو نہیں دیتا ہے۔ بلکہ آئین ہند کی دفعہ ۲۰ تا ۳۰ تک ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا بنیادی حق دیتا ہے۔ شہریوں کے بنیادی حق کو سلب کرنے کا اختیار آئینی طور سے "نہ ایوان مقننہ کو حاصل ہے نہ عدلیہ" کو لیکن ادس صد افسوس جمہوریت کی تاریخ کا بدترین سانحہ ہمارے ملک کے ایوان مقننہ کا ردیہ ہے۔ جو ملک کے آئین کو پامال کر کے مسلسل مسلم پرسنل لاء پر حملے کرتا رہا ہے تاکہ یکساں سول کوڈ کی "ضرورت" پوری کی جاسکے۔ یہاں ہم اختصار سے جائزہ پیش کر رہے ہیں کہ ہمارے ملک کے جمہوری ایوان مقننہ نے کس کس انداز میں مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کر کے ترمیم کی ہے۔

قانونِ وراثت میں مداخلت و ترمیم

۱۔ تقسیم وطن کے بعد انتقال آبادی کے طفیل میں قوانین کسٹوڈین کا نفاذ کیا گیا جس کے تحت وراثت کی ہندو فلاسفی مسلمانوں پر ان کے پرسنل لاء کے خلاف جبراً تھوپی گئی مسلم پرسنل لاء میں مداخلت ترکہ کے طور پر تقسیم کی جاتی ہے۔ جبکہ ہندو پرسنل لاء میں باپ کی حیات میں ہی بیٹا اپنے باپ کی جائیداد میں حقدار ہوتا ہے۔ اور جبراً اپنے باپ سے اس کی مرضی کے خلاف اپنا حصہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسی فلاسفی کو پاکستان منتقل ہونے والے مسلمانوں کے خاندانوں پر نافذ کیا گیا۔ مثلاً باپ کی جائیداد ہے۔ باپ ہندوستان میں ہے بیٹا پاکستان چلا گیا تو قانون کسٹوڈین ایکٹ کی تحت باپ کی جائیداد میں بیٹے کا حصہ مقرر کیا جائیگا اور وہ مقرر حصہ باپ سے لے لیا جائیگا۔ اس حصہ کی مالک کسٹوڈین ہوگی۔ سنہ ۱۹۴۷ء سے قوانین کسٹوڈین کا نفاذ کر کے مسلم باپ کو ہندو فلاسفی کے تحت بیٹے کا حصہ دینے کا پابند بنایا گیا ہے۔ یہ اس دور میں ہوا جبکہ ملک کا صدر اظہار تشکر کے لئے اسلام کے "شیخ" کو بھارت بھوشن کا خطاب ملک کے مجاہد کو پارلیمنٹ کی رکنیت اور کلام کے باپ" کو کابینی وزارت کی خلعت عطا کر رہا تھا۔

۲۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں خاتمہ زمینداری و اصلاح آراضی ایکٹ کا نفاذ کیا گیا۔ اصلاح آراضی کا شوشہ چھوڑ کر تمام شہریوں کے لئے یکساں قانون بنا دیا گیا کہ آراضی کاشت میں بیٹے کی موجودگی میں بیٹی کو ترکہ نہیں دیا جائے گا۔ جب کہ مسلم پرسنل لاء

بیٹی کو آراضی کاشت میں بھی ترکہ دینے کی ہدایت کرتا ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم ہندو پرسنل لا میں بیٹی کو باپ کی جائیداد سے ترکہ نہیں دیا جاتا ہے۔ اس ہندو فلاسفی کا نفاذ مذکورہ ایکٹ کے ذریعہ آراضی کاشت کے سلسلہ میں کیا گیا۔ اور آج مسلم بیٹی اپنے باپ کی جائیداد آراضی کاشت سے ترکہ پانے کی حقدار نہیں۔ ملک کی کوئی بھی کورٹ مسلم بیٹی کو مسلم پرسنل لا کے مطابق آراضی کاشت میں ترکہ نہیں دلا سکتی۔

۳۔ مسلم پرسنل لا کے تحت ولد الزنا اور مرتد بیٹے کو باپ سے وراثت نہیں پہنچتی لیکن انڈین سکسیشن ایکٹ (قانون وراثت) بنا کر مسلمانوں کو بھی پابند کر دیا گیا کہ ولد الزنا اور مرتد بیٹے کو باپ کی وراثت پہنچے گی۔ قانوناً مرتد بیٹا اپنے مسلم باپ کی جائیداد سے ترکہ پانے کا حقدار قرار دے دیا گیا اس طرح قانون وراثت ایکٹ بنا کر مسلم پرسنل لا کے ایک اور گوشے کو مجروح کرنے کی جسارت کی گئی۔

۴۔ مسلم پرسنل لا کے مطابق مرتدہ اپنے سابق شوہر (مسلم) کی وراثت پانے کی حقدار نہیں ہے۔ لیکن انڈین سکسیشن ایکٹ مرتدہ کو بھی جائز وارث قرار دیتا ہے لہٰذا مرتدہ کو مسلم شوہر کا ترکہ دیا جائے گا ملک کی کورٹ مرتدہ کو اس کا ترکہ (غیر شرعی) دلائے گی۔

قانون نکاح میں مداخلت

۱۔ مسلم پرسنل لا کے مطابق مسلم مرد اور مسلم عورت ہی بذریعہ نکاح شریک حیات ہو سکتے ہیں۔ نیز غیر مسلم مرد کا مسلم عورت یا مسلم مرد کا غیر مسلم عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے ملک کے ایوان مقننہ نے اسپیشل میرج ایکٹ (قوانین شادی) بنا کر مسلم قانون نکاح کو مجروح کرنے کی کوشش کی۔ اس ایکٹ کے ماتحت مذہبی قیود سے آزادی دے کر کسی بھی متضاد مذہب اختیار کرنے والے مرد کو عورت کے ساتھ شادی کرنے کا قانوناً اختیار دیدیا گیا۔ گویا غیر مسلم عورت مسلم مرد یا مسلم عورت غیر مسلم مرد سے شادی کر کے رشتۂ ازدواج قائم کر سکتے ہیں۔ اس غیر شرعی رشتۂ ازدواج کے ثمرات کو جائز اولاد تسلیم کیا گیا جبکہ مسلم پرسنل لا نہ تو متضاد مذہب اختیار کرنے والے جوڑے کے مابین رشتۂ ازدواج کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دونوں زانی ہیں اور اور اس زنا سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ حرامی قرار دی جائے گی۔ قوانین شادی نے رشتۂ ازدواج کے لئے نکاح کی قید سے ہی آزاد کر دیا مسلم پرسنل لا نکاح کے ساتھ مہر بھی عورت کے لئے مقرر کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ مگر مذکورۂ بالا ایکٹ عورت کو مہر سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ اسپیشل میرج ایکٹ بنا کر

مکتوبات بابت فتویٰ ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن

سید محمد حسینی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ
۲۶-۲-۲۰۲ اندرون قلعہ رائچور (کرناٹک) ۵۸۴۱۰۱

۴۸۶/۹۲

مخدومنا المکرم حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی السلام علیکم رحمۃ و برکاتہ، اُمید ہے کہ حضور کا مزاج گرامی بخیر ہوگا!

ویڈیو کے جواز پر گذشتہ سال سے حضرت مولانا علامہ سید شاہ محمد مدنی میاں صاحب قبلہ کے فتویٰ صادر کرنے کے بعد آپ کی جانب سے تردید اُور سوالات (جس کا نتیجہ عدم جواز) پر پورے ملک کے اندر ایک بے چینی کی لہر پیدا ہوگئی ہے۔ حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد مدنی میاں صاحب قبلہ کا ویڈیو کے جواز پر فتویٰ اور آپ کی جانب سے سوالات، پھر علامہ مدنی میاں صاحب قبلہ کی جانب آپ کے سوالات پر گرفت، پھر علامہ مدنی میاں صاحب قبلہ

کے فتوے پر محقق دوراں علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ کی دو قسطوں پر تحریر اور حضرت مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ کا مضمون اور دیگر حضرات کے تاثرات نظروں سے گزرے۔

ہندوستان میں یہ کیا ہو رہا ہے علمائے محققین جو ویڈیو کے جواز کے قائل ہیں اُن سے ہماری گذارش ہے کہ آخر آپ لوگ ٹی وی اور ویڈیو کو جائز قرار دیکر کون سی دین وسنیت کی خدمت انجام دینا چاہتے ہیں۔ عوام کا اکثر طبقہ ٹی وی اور ویڈیو کو ناجائز ہی سمجھتا ہے۔ انھیں حرام ہی سمجھنے دیجئے عوامی طبقہ آپ کے جواز کی علت پر کبھی غور نہیں کریگا۔ مطلقاً یہ طبقہ اس کا بوجھ علماء کے سر پر رکھے گا کہ علماء نے جائز قرار دے دیا اپنی خواہشات کی تکمیل آپ کے فتوے کی آڑ میں کریگا۔ خدارا اُمت مسلمہ پر رحم کیجئے۔ اب سنیوں کو مزید اختلافات کا شکار نہ بنایئے، عوامی طبقہ ٹی وی ویڈیو کو حرام ہی سمجھتا رہا۔ حالانکہ ان آلات لہو ولعب سے شاید ہی کوئی گھر محفوظ رہے گا اس کے باوجود حرام ہی سمجھتا رہا لیکن آپ کے فتوے نے ان پر اثر ضرور کیا۔ اب وہ خوف جاتا رہا بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ٹی وی دیکھ رہا ہے اور بلا خوف خطر کہہ رہا ہے کہ ہمارے علماء نے جائز کردیا۔ دلوں سے خوف خدا دور کرنے کی ذمہ داری کس پر؟ آخر یہ اختلافات کی آگ اس قدر تیز بھڑک اُٹھی کہ ایک فریق کہہ رہا ہے کہ جائز اور دوسرا کہہ رہا ہے کہ ناجائز اس سے لڑائی جھگڑے گالی گلوچ کا بازار گرم ہے اور آئندہ

کیا ہوگا۔ ابھی بھی آپ سمجھ لیجئے مرنے کے بعد آخرت میں جواب دہ تو آپ کو ہونا ہی ہے لیکن دنیا میں اختلافات و انتشار کب تک قائم رہیگا۔ خدا کے واسطے اس امت ضعیف پر رحم کیجئے۔ اور بلا دلیل وعلت اپنی فتوی کو واپس لے کر احسان عظیم فرمائیے۔

میں صوبہ کرناٹک کی ایک مشہور خانقاہ آستانہ عالیہ شمسیہ رائچور کا سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے اپنے معتقدین و مخلصین و مریدین سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں اس انتشار سے دور رہیں اور حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری میاں بریلوی مدظلہ اور محقق دوراں حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب کے حکم کو حق جانیں اور میں حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کے حکم کو ٹی۔وی۔ ویڈیو کے سلسلے میں حق جانتا اور مانتا ہوں۔ فقط

سید محمد حسینی اشرفی رائچور
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ رائچور (کرناٹک)
مدرس دارالعلوم امجدیہ ناگپور (مہاراشٹر)

۸۶ء

مکرمی حضرت علامہ عبد النعیم صاحب۔ عزیزی سلام مسنون
خدا کرے آپ ہمیشہ بخیر ہوں۔

ٹی۔وی اور ویڈیو کے متعلق حضرت علامہ سید مدنی میاں صاحب کا طویل مضمون حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کا حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد سید مدنی میاں صاحب قبلہ کے طویل مضمون کا جواب ہم نے بغور مطالعہ کیا جس سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ حق بجانب ہیں ہم اس کی تائید اور تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت اقدس میں میرا نیاز اور سلام دعا بھی عرض ہے۔ اور میاں کے اساتذہ کرام اور طلبہ کی طرف سے بھی حضرت کی خدمت اقدس میں لاکھ لاکھ سلام و قدمبوسی عرض کریں۔ سگ بارگاہ رضا مشتاق احمد نوری
دارالعلوم غریب نواز مرزا غالب روڈ الہ آباد
۲۲ نومبر ۸۵ء

ٹی وی اور ویڈیو سے متعلق فتویٰ شرعی

از دار الافتاء جامعہ مظفریہ برکات العلوم داتا گنج ضلع بدایوں

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ٹی وی اور ویڈیو کا دیکھنا کیسا ہے۔

مستفتی حبیب احمد قادری مظفری
از کھیڑا (گجرات) ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

۷۸۶/۹۲ الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب
یہ مسئلہ بین العلماء مختلف فیہ ہے۔ بعض حضرات جواز کے قائل ہیں بعض عدم جواز کے۔ احتیاطی پہلو یہی ہے کہ اس سے ہر شکل میں اجتناب اور پرہیز برتا جاوے کیونکہ ٹی وی اور ویڈیو فلم کے سیمیں پر نظر ہر آنے والی تصویریں اصل اور متحرک ہونے وجہ سے ذی روح کی حیات کی عکاسی سے زیادہ کرتی ہیں اس لئے یہاں بدرجۂ اتم ناجائز کا حکم ہوگا۔

دوسرے اس سے ہزاروں مفسدات کا دروازہ کھلتا ہے۔

کاش ہمارے علمائے کرام اس مسئلہ کو منظر عام پر لانے سے قبل بیٹھ کر افہام تفہیم کرکے منظر عام پر لاتے واللہ تعالیٰ ذوکبریائہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
ھذا ماظھر لی الآن دلیل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

کتبہ شکیل احمد مظفری نائب مفتی

جامعہ مظفریہ برکات العلوم داتا گنج سنی مضافات بدایون الشریف (یوپی) (الھند)
۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

الجواب حق وصواب۔ کتبہ مشفع احمد برکاتی استاذ جامعہ مظفریہ۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح، وھو اعلم بالصواب۔
مظفر احمد عفی عنہ (مفتی)
جامعہ مظفریہ داتا گنج

الجواب صحیح کتبہ نصیر احمد قادری برصانی استاذ جامعہ مظفریہ

صفحہ ۶۴ سے آگے

بھی میں کہوں گا کہ ؎
گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر
ہوش و خرد شکار کر قلب و نظر شکار کر

ساتھ ہی ساتھ میں ان تمام کارکنان کا بھی شکرگزار ہوں جو مدرسہ رضویہ کو ترقی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمیشہ سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور ان ہمدردان قوم کا بھی جو دامے، درمے، قدمے اس کی خدمات انجام دیتے ہیں۔

مدرسہ رضویہ پٹنہ بستی کا مختصر تعارف

(سید ولی الدین رضوی سرپرست مدرسہ ہذا)

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ مسلمان بچوں میں بد دینی اور بیدینی ضلالت و گمراہی کے عناصر تیزی کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔ بچوں کے والدین اپنے نونہالوں کو دینی تعلیم دلوانے کو فعل عبث اور اپنی ہتک سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہماری نسل کا رجحان فکر مغربی مظنونات اور روسی مسلمات کی حصولیابی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اس افراتفری میں مذہبی تعلیم اور قرآن وسنت کی ہدایات پوری طرح دب کر رہ گئی ہے

مذاہب عالم کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ پوری دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں پر حصول علم کو فرض قرار دیتا ہے اور واقعی یہ اسلام کا ایک زریں اصول ہے۔ قوم کی ترقی کا انحصار علم پر ہے جس طرح ریڑھ کی ہڈی کے سہارے انسان کھڑا ہوتا ہے اسی طرح علم کے سہارے قوم زندہ رہتی ہے۔ اگر کسی انسان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو وہ بالکل ناکارہ اور بیکار ہو جاتا ہے وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتا بلکہ اس شخص کا زندہ رہنا ناممکن ہو جاتا ہے ٹھیک اسی طرح اگر کسی قوم کے اندر تعلیمیافتہ نہ ہوں تو وہ قوم زندہ نہیں رہ سکتی وہ بہت جلد مردہ ہو جاتی ہے۔ ہم کسی قوم کو مردہ اسی وقت کہہ سکتے ہیں جب اس کے افراد کے اندر تعلیم جیسی نعمت جاتی رہتی ہے۔

آپ غور کیجیے تعلیم یافتہ کس طرح قوم کی ترقی میں معاون ہوتا ہے۔ تھوڑی سی توجہ کے بعد یہ صداقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ تعلیم کے ذریعہ قوم کا وجود صرف قائم ہی نہیں رہتا بلکہ وہ دن بدن ترقی کی منزلیں طے کرتی جاتی ہے ایک تعلیم یافتہ قوم کے افراد اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں اور اسی کے مطابق اپنے کاموں کو انجام دیتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں مذہب کے متعلق ان کی کیا کیا ذمہ داریاں اور فرائض ہیں ان ذمہ داریوں کو مناسب ڈھنگ سے انجام دینے کی وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں مذہب و قوم کی ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی اور وہ دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ

مگر سب سے بڑی مصیبت یہ آپڑی ہے کہ علم حاصل کیا جائے تو کس طرح اور کہاں حاصل کیا جائے مشکل ہے۔ آج کے دور پر آشوب میں حق و باطل کے درمیان اس قدر خلط ملط ہو گیا ہے کہ حق کی شناخت و اعتقاد و عمل کی سلامتی کو نقصان پہونچانے کے لئے شیطان کے ہزاروں قافلے روز اتنی مستعدی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں کی زد سے بچ نکلنا امت محمدیہ کے لئے سب سے مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے۔ چمکتی ہوئی

کھڑا ہونا آسان لیکن ایمان کی طہارتوں کے ساتھ جینا دوبھر ہوگیا ہے۔

یوں تو اسلام و سنت اور خدا و رسول سے دور کرنے والی ایک دو نہیں، سینکڑوں جماعتیں دین و مذہب کے نام پر جنم لے چکی ہیں مگر اس میں سب سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن جماعت وہابی اور دیابنہ کی ہے۔ بھولے بھالے مسلمان ان کے دام تزویر میں نہایت آسانی کے ساتھ گرفتار ہوجاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دین و ایمان گنوا بیٹھتے ہیں۔

پٹنہ صوبہ بہار کا ایک تاریخی اور مرکزی شہر ہے جو نہ صرف اسلامی خانقاہوں اور مذہبی اداروں کا سنگم بلکہ ہمیشہ ملکی سیاست اور عصری علوم کا بھی سنگم رہا ہے اور اس طرح شہروں کو ملک کی مختلف پارٹیوں نے ہمیشہ اپنا مرکز توجہ بنایا ہے۔ بھلا وہابیہ دیابنہ کا سازشی ذہن کب چوک سکتا تھا اس نے بھی پٹنہ سٹی کو اپنے نشان پر رکھا۔ رفتہ رفتہ الحاد و بیدینی کی گھٹا ٹوپ تاریکی چاروں سمت چھانے لگی۔ بدمذہبی اور بدعقیدگی کی کالی کالی گھٹاؤں نے ایمان و ہدایت کی روشنی کو ڈھانپنے لگا۔ اور باطل پرستوں نے اہلسنت و جماعت کے تشخص کو مٹانے کا عزم مصمم باندھ لیا تو ایسے پرخطر حالات میں اس سنگین فتنے کا رُخ موڑنے کے لئے حضرت پیر و مرشد مفتئ اعظم علامہ الحاج اختر رضا خاں صاحب قبلہ دامت علینا فیوضکم نے پٹنہ سٹی میں علم کا چراغ روشن فرمایا اور بیادگار سیدنا امام احمد رضا

خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان مدرسہ رضویہ پٹنہ سٹی معرض وجود میں آیا۔

رب قدیر کا احسان عظیم ہے کہ قوم کی نئی نسل کو ذہنی اور اخلاقی تربیت دینے اور مسلم بچے و بچیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے آپ کا یہ مدرسہ انتہائی موثر ثابت ہوا۔ اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ الحاد و بیدینی کی جو پرسوز فضا پٹنہ سٹی میں پیدا ہوگئی تھی اس کے بادل چھٹنے لگے۔ اور ایمان و عقیدت کی سلامتی کو نئی زندگی مل گئی۔

آپ کو یہ جان کر بڑی خوشی ہوگی کہ فی الحال ڈیڑھ سو مسلم بچے اور بچیاں دو تجربہ کار اساتذہ کی زیر نگہبانی تعلیم و تربیت سے سنور رہے ہیں اور مسلک اعلیحضرت کو دن بدن فروغ مل رہا ہے۔ اس کی ترقی و کامیابی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر سال مدرسہ رضویہ کی جانب سے سالانہ یکروزہ "جمال مصطفٰے" کانفرنس ہوتی ہے۔ گذشتہ کانفرنس جس میں حضرت پیر و مرشد کی تشریف آوری نے جمال مصطفٰے کانفرنس کو ترقی کی معراج بخشدیا تھا۔ امسال ۱۳ مارچ ۱۹۸۶ء کو ہونے جارہی ہے جس میں حضرت پیر و مرشد اور حضرت مولانا عبد النعیم عزیزی مدیر سنی دنیا کے علاوہ ملک کے مشہور علمائے کرام اور مفکرین اسلام تشریف لارہے ہیں۔

بڑی ناشکر گذاری ہوگی اگر اس جگہ حضرت مولانا محمد انصاری صاحب نوری کی بے لوث خدمات اور مدرسہ ہذا سے ان کی والہانہ عقیدت اور محبت

ضروری اعلانات

(۱) مدرسوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا بریلی شریف کے کسی بھی مدرسہ کا چندہ وغیرہ میرے نام سے نہ بھیجیں یا مدرسہ کے سلسلہ میں خط وکتابت میرے نام سے نہ کریں

(۲) ماہنامہ سنی دنیا ۔ مرکزی دار الافتاء سے متعلق زرتعاون یا امداد یا میرے پروگرام سے متعلق زادِ راہ یا میری ذاتی رقم اور ضروری خطوط رجسٹری میرے نام اس پتہ پر بھیجیں ۔
اختر رضا خاں معرفت مولانا تحسین رضا خاں صاحب محلہ کانکر ٹولہ ۔ پرانا شہر بریلی شریف ۔

(۳) پروگرام کے سلسلہ میں نئے علاقوں یا ان علاقوں کو ترجیح دی جاتی ہے جہاں بد مذہبیت کا غلبہ ہے لہٰذا ایک ہی علاقہ کے لئے بار بار بلانے کا اصرار نہ کریں ۔

(۴) مہینہ میں صرف پندرہ روز پروگرام کرتا ہوں بقیہ ایام میں بریلی شریف میں رہ کر افتاء و دیگر تصنیف و تالیف کا کام کرتا ہوں لہٰذا ہر علاقہ میں پروگرام نہیں کر سکتا ہوں پروگرام علاقہ وار اور ترتیب وار دئے جاتے ہیں ۔ اس لئے پروگرام کے لئے ضد اور جلد بازی نہ کریں ۔ پروگرام لینے کے لئے ایک سال قبل رابطہ قائم کریں ۔ پروگرام مل جانے پر پروگرام کی تاریخ سے کم از کم پندرہ روز قبل پوسٹر اور پروگرام کے ہونے کی اطلاع دوبارہ دیں ۔

(۵) استفتاء ۔ دعا تعویذ ۔ دعوت ، پروگرام اور دیگر قسم کی ڈاک کی کثرت کی وجہ سے اگر جواب میں تاخیر ہو تو اسے لاپرواہی پر محمول نہ کریں ۔ مصروفیات اور کام کی کثرت کو بھی مدنظر رکھیں ۔

(۶) الگ الگ کام کے لئے الگ کارڈ یا لفافہ روانہ کریں اور جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ یا ڈاک ٹکٹ ضرور بھیجیں ۔

(۷) رسالہ نہ ملنے پر دفتر کو ضرور لکھیں ۔ لیکن اپنے ڈاک خانہ میں بھی انکوائری کرا لیا کریں ۔

فقیر

اختر رضا خاں ازہری

غفر لہ

بریلی شریف

(یو ۔ پی)

کا بیگانہ گیا ۔ سرفروش اور مخلص کارکن کے اس فقدان کے عالم میں مدرسہ ہٰذا کو آپ جیسے پرجوش و پرخلوص صدر مل گیا جس کی وجہ سے اس کو یہ ترقی و عروج مل سکا ہے اگر حضرت مولانا موصوف نے مدرسہ ہٰذا کی ترقی و کامیابی کے لئے اس قدر سر دھڑ کی بازی اور عملی جدوجہد کا ایسا بے لوث مظاہرہ نہ فرمایا ہوتا تو واقعی مدرسہ ہٰذا اپنی ترقیوں میں سست گام ثابت ہوتا اور اس کو یہ توانائی نہ مل سکی ہوتی آج بھی آپ مدرسہ ہٰذا کی ترقیاتی منصوبوں کو روبہ عمل لانے کے لئے بہت مصروف زندگی گزار رہے ہیں لیکن اس کے باوجود (بقیہ صفحہ ۶۱ پر پڑھیں)

ہمفرے کے اعترافات – ایک تہلکہ خیز کتاب

(ادارہ) 1 Colonization Ideal

Mr. Humphrey's Memories

The English Sky in Islamic countries

یہ کتاب ایک برطانوی جاسوس مسٹر ہمفرے کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے۔ ہمفرے کی یہ ڈائری جب دوسری عالمگیر جنگ کے دوران جرمنوں کے ہاتھ لگی تو انھوں نے اسے ایک جرمن رسالہ "اسپیگل" میں قسط وار شائع کر کے برطانوی استعمار کو خوب رسوا کیا۔ بعد میں اس کو ایک فرانسیسی رسالے نے شائع کیا۔ اور پھر ایک لبنانی دانشور نے اس کو عربی میں چھاپ دیا اب اسی کا ترجمہ اردو میں بھی چھپ گیا ہے لیکن پاکستان میں ترجمہ چھپتے ہی ختم ہو گیا۔ اس کتاب نے نجدیوں کو بری طرح بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ اس کو منظر عام پر آنے سے ہر ممکن قیمت پر روکنا چاہتے ہیں۔ فقیر کے پاس ایک کتاب موجود ہے۔ آئندہ شمارے میں اس کا اقتباس شائع کیا جائے گا۔ اور سب مسلمانوں پر یہ بات روشن ہو جائیگی کہ برطانوی سامراج نے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کون کون سی گھناؤنی سازشوں اور ذلیل حرکتوں و ہتھکنڈوں کو اپنایا ہے

یہ وہی برطانوی سامراج ہے جس نے اسلام دشمنی کی تسکین کے لئے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو وجود دیا جس طرح روسی سامراج نے خلیج میں بہائی مسلک کی بنیاد ڈالی تھی اسی طرح اس سامراج نے برصغیر میں قادیانی مذہب کی بنیاد رکھی اور سوڈان میں مہدیت کا فتنہ کھڑا کیا۔

ڈان ہمفرے خود اعتراف کرتا ہے کہ وہ محمد ابن عبدالوہاب کے بدن سے ایمان کا لبادہ اتارنے میں کامیاب ہو گیا (صفحہ ۶)

اسی ہمفرے نے ابن عبدالوہاب کو نیا مذہب رائج کرنے کی تحریک دی اور اسطرح وہابی مذہب وجود میں آیا

ہمفرے اعتراف کرتا ہے کہ اس نے ابن عبدالوہاب کو زناکاری پر بھی مائل کیا اور اسے شراب کا رسیا بھی بنایا

جلد ہی یہ کتاب چھپکر منظر عام پر آرہی ہے آرڈر بک کرائیں

ادارۂ سنی دنیا" سوداگران بریلی شریف

اعلیٰحضرت امریکہ میں

(ادارہ)

ع ظلمتیں چاہیں نہ چاہیں آفتاب آئیگا دوست

ظلمت وہابیت نے بڑا زور مارا مگر سچائی کے سورج کو چمکنے سے نہ روک سکی۔ اعلیٰحضرت کا نام چڑھتے سورج کی طرح دن بدن بڑھتا ہی رہا اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ چمکتا دمکتا ہوا نجدیت کی تیرگی کو چیرتا ہوا۔ تار تار کرتا ہوا اب ایشیا اور یورپ کی سرحدوں سے نکل کر عشق و عرفان کا یہ آفتاب امریکی دانشکدوں کے افق پر جگمگا رہا ہے۔

ایک امریکی خاتون ڈاکٹر باربرا ڈی مٹکاف نے اپنے پی۔ ایچ ڈی کے مقالہ میں علمائے ہند میں سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا تذکرہ کیا ہے اور وہ ان سے اس درجہ متاثر ہوئی کہ امریکہ یونیورسٹی میں اسلامی کلچر و تاریخ یا مذہبیات پر جو بھی پی۔ ایچ۔ ڈی کرنا چاہتا ہے وہ اسے اعلیٰحضرت یا بریلویت پر مقالہ لکھنے کی رائے دیتی ہے۔

حال ہی میں ٹھٹھہ (پاکستان) میں پروفیسر مسعود احمد صاحب ماہر رضویات نے ملاقات کے دوران بتایا کہ کولمبیا یونیورسٹی کی ایک طالبہ اوشا سانیال نے اپنے پی۔ ایچ ڈی کے مقالہ کے لئے "بریلوی عقیدہ" کا انتخاب کیا ہے اور اس نے اس سلسلہ میں ان سے رائے اور مدد طلب کی پروفیسر صاحب موصوف نے انگریزی میں اس کا خط بھی دکھایا اور تحقیقی خاکہ کی فوٹو کاپی بھی دی۔ وسط فروری میں پاکستان سے واپسی ہوئی تو چند روز کے بعد اسی طالبہ کا ایک خط بھی آیا جس میں اس نے اپنے مقالہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ بریلوی علمائے کرام سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ٹھٹھہ ہوتے ہوئے بریلی آنا چاہتی ہے جواب میں اسے ہر طرح کا تعاون دینے کے لئے لکھ دیا گیا ہے بریلی سے کچھ کتابیں بھی روانہ کردی گئی ہیں۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
پیغام لئے پھرتی ہے گھر گھر میں صبا تیرا

اعلیٰحضرت زندہ باد!

مسلک اعلیٰحضرت پائندہ باد!!

خبریں

مفتی اعظم کی پاکستان سے واپسی

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری اور مدیر سنی دنیا عبد النعیم عزیزی پاکستان کا ۱½ ماہ کا دورہ کر کے ۱۳ر فروری کو ہندوستان واپس آگئے۔

ایک مرید ازھری صاحب کا چہلم

حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب کے ایک مرید محمد اکبر خاں صاحب سمبلپوری ۲۹ دسمبر کو انتقال کر گئے۔ ۲۰ر فروری کو مرحوم کا چہلم ہوا حضور علامہ ازہری صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان کے پسماندگان کے لئے صبر کے دعاگو ہیں۔

لکھنؤ میں تین سو تیرہ ۳۱۳ مجاہدین کی گرفتاری

نئی دہلی: مسلم پرسنل لاء کے تحفظ اور بابری مسجد اجودھیا و دیگر تاریخی مساجد کی بازیابی کے لئے اسوقت مسلمانان ہند میں جوش و خروش اور اضطراب و بے چینی کی جو شدید لہر پیدا ہو چکی ہے اسے مربوط و منظم کرنے کے لئے مسلم پرسنل لاء کانفرنس ملک گیر سطح پر اپنی کوشش اور جدو جہد میں مصروف ہے اور اپنے دستوری و آئینی حقوق کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کے لئے تیار اور کمربستہ ہے۔

چونکہ ذمہ داران حکومت سے ملاقات اور احتجاج و بیان کا سلسلہ شروع ہوئے ایک مدت گذر گئی واضح یقین دہانیاں بے سود ثابت ہوئیں اور مسلمانوں کے ساتھ بے اعتنائی اور ٹال مٹول کی پالیسی پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اس لئے کل ہند مسلم پرسنل لاء کانفرنس اپنے راست اقدام کے اعلان کو عملی شکل دینے پر مجبور رہے۔

کانفرنس کے صدر علامہ ارشد القادری اور سکریٹری جنرل مولانا عبید اللہ اعظمی کی قیادت میں علماء و مشائخ اور زعماء و قائدین کا ایک منتخب قافلہ لکھنؤ پہنچنے کے لئے پابہ رکاب ہے اسمبلی ہاؤس کے سامنے ۲۰ر فروری کو تین سو تیرہ مجاہدین اسلام اپنے مطالبات منوانے کے لئے گرفتاریاں پیش کریں گے۔ اور یہ سلسلہ ۲۵ر فروری تک جاری رہے گا۔ ہزاروں مسلمان گرفتاری کی اس مہم میں حصہ لینے کو آرزومند ہیں۔ اور ذمہ داران کانفرنس سے رابطہ قائم کر کے انھیں اپنی اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔

بذریعہ شکیل احمد بدایونی۔

یٰسین اختر مصباحی
نائب صدر مسلم پرسنل لاء کانفرنس
۴۸۸ ہ اسٹریٹ ۱۴۔ ذاکر نگر
نئی دھلی ۱۱۰۰۲۵

آل چھتیس گڑھ مسلم پرسنل لاء کانفرنس

ہزاروں افراد کا اجتماع

جانشین محسن ملت حضرت علامہ مولانا محمد علی فاروقی کا ناقابل فراموش کارنامہ

۳۱ - دسمبر ۱۹۸۵ء کو رائے پور میں آل چھتیس گڑھ مسلم پرسنل لاء کانفرنس منعقد ہوئی جو اپنی تاریخی عظمتوں کے ساتھ ساتھ کامیاب سے کامیاب تر منزلوں سے ہمکنار ہوئی جس کی سرپرستی مبلغ عرب و عجم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب اور صدارت نبیرۂ اعلیٰحضرت خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں بریلوی (حال مقیم کانکیر ضلع بستر) نے فرمائی۔ مقرر خصوصی مولانا عبید اللہ خاں اعظمی تھے۔ ان کے علاوہ مولانا مفتی محمود صاحب مفتی اعظم جبلپور مولانا حبیب یار خاں صاحب مفتی مالوہ اندور اور دیگر علمائے اکرام سیاسی عمائدین اور عوامی نمائندے بھی شریک ہوئے۔

کانفرنس ہال مدرسہ اصلاح المسلمین میں دن بھر نمائندوں کا اجلاس چلتا رہا جس میں صوبے کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے نمائندوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تھانہ ڈومریا ضلع گیا میں

شرعی عدالت کا قیام

حالات حاضرہ کے پیش نظر تھانہ ڈومریا کے حساس

اور خود دار مسلمانوں نے "شرعی عدالت" کے نام سے ایک تنظیم قائم کرلی ہے جس کا مقصد ہے کہ ہم دینی امور میں کسی بھی غیر اسلامی آئین کے محتاج نہیں۔ علاقہ بھر کے مسلمانوں نے وعدہ کیا ہے کہ ہم ہر طرح کے دینی معاملات میں "شرعی عدالت" سے رجوع کریں گے۔ نیز تنظیم کا مقصد علاقے کے مسلمانوں کو قوانین اسلام کی اہمیت سے روشناس کرانا ہے چنانچہ ہر ہفتہ کسی نہ کسی بستی میں تنظیم کے کچھ لوگ حضرت مولانا مختار احمد صاحب رونق القادری اسلام پوری اور جناب عبد الجلیل خاں صاحب کی قیادت میں جاکر قوانین اسلام سے روشناس کرا رہے ہیں۔ ایسی تنظیم کی ضرورت یقیناً ملک کے گوشہ گوشہ میں ہے۔

مرسلہ کلیم الدین شمسی مدرسہ اسلامیہ عزیز العلوم اودے گنج اورنگ آباد

بھرچاس کی سرزمین پر دو روزہ تاریخی کانفرنس

حالات کی سنگینیوں کو دیکھتے ہوئے ۵ / جنوری ۱۹۸۶ء کو انصار نگر چاس میں بکارو (نیا) ضلع دھنباد کے چاس کے مسلمانوں کی ایک جنرل میٹنگ ہوئی اور ۱۵ / اپریل ۱۹۸۶ء میں اعلیٰ پیمانہ پر دو روزہ تاریخی کانفرنس کرنے کا پروگرام حسب ذیل اغراض و مقاصد کو عملی شکل دینے کے لئے رکھا گیا ہے۔

کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ایک پائیدار متحرک مجلس استقبالیہ کی تشکیل بھی عمل میں آئی

اغراض و مقاصد

(۱) تحفظ شریعت و مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لئے تشکیل شدہ مرکزی تنظیم اہل سنت تحفظ الاسلام کی ایک متحرک و فعال مجلس عاملہ کا انتخاب۔

(۲) مسلک اہل سنت و جماعت کے مشن کو فروغ دینے کے لئے ایک محکمۂ نشر و اشاعت کا انتظام

(۳) دارالافتاء، دار القضا کیلئے مرکزی ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ کی شاخ کا قیام۔

عہدیداران مجلس استقبالیہ

صدر :- نقیب اہل سنت جناب واجد حسین صاحب رضوی جھریا

نائبین صدر :- جناب محمد ایوب صاحب - جناب محمد یونس صاحب - جناب نور حق صاحب - جناب خدا بخش صاحب

جنرل سکریٹری :- مولانا غلام دستگیر صاحب فدائی القادری رضوی مہتمم مدرسہ غوثیہ فیض الاسلام جھرہ -

سکریٹری :- جناب بابو معین الدین صاحب قادری جھرہ

نائبین سکریٹری :- عبد الباری صاحب - جناب غیاث الدین صاحب - جناب عمر خطاب صاحب جناب آفتاب الدین صاحب -

خازن - جناب ڈاکٹر محمد عالم صاحب آسوی

کنوینر - عبد القادر صاحب رضوی جھریا -

نوٹ

علماء و مشائخ کے ناموں اور مقام و تاریخ کا اعلان جلد ہی کیا جائے گا -

بابری مسجد پر دردناک حملہ

ہم نے تو میخانہ کو میخانہ نہ بنایا!
ہمارے ہی مقدر میں کوئی جام نہیں ہے

ابھی تک مسلم پرسنل لا کے حقوق کی پامالی کا زخم قلب کو مجروح کر رہا تھا کہ اچانک بابری مسجد کو مندر میں تبدیل کر کے زخم پر زخم لگایا گیا ہے - یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کا درد نکل چکا ہے - اسوقت مسلم پرسنل لا میں مداخلت کی جائے یا مساجد کو مندر بنایا جائے یہ قوم مسلم بیدار نہ ہو سکے گی لیکن وزیر اعظم راجیو گاندھی کو یہ کیا معلوم تھا کہ مسلم قوم خفتہ شیر کے مثل ہے جب یہ بیدار ہوگی تو سنبھلنا مشکل ہو جائیگا - کفار مکہ نے شریعت محمدیہ میں مداخلت کی تو تاجدار کشور رسالت نے و صحابۂ کرام نے مقابلہ کیا - اسی مقابلہ کو آج بدر و حنین و احد و خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - نیز یزید نے شریعت میں مداخلت کی تو علی کے نور نظر نے مدینہ و مکہ کی مقدس سرزمین سے تحفظ شریعت کے لئے دشت نینوا پر اپنا قدم ناز رکھا - حق و صداقت کے شیدائیوں نے اپنے خون کے قطروں سے شجر اسلام کی آبیاری فرمائی - محافظین تو خدا پیدا فرماتا ہی رہا ہے - کبھی وقت آیا ہے تو علم و حکمت کے تاجدار امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے تحفظ شریعت کا بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے - اسلام کی درد بھری

صدائے لبیک کہتے ہوئے کبھی علامہ فضل حق خیرآبادی نے پرچم جہاد بلند کیا ہے۔ نسبندی کے نازک دور میں جبکہ دنیائے اسلام کسی مسیحا کو تلاش کر رہی تھی اسوقت بریلی کی سرزمین سے شہنشاہ جلالت حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے لاج رکھی تھی۔

آج پھر موجودہ حکومت نے شریعت میں مداخلت مسلمانوں کی امانت بابری مسجد پر غاصبانہ قبضہ کیا تو صدر الاسلام رہنمائے ملت حضرت مولانا عبیداللہ خاں اعظمی و حضرت مولانا ارشد القادری نے تحفظ شریعت کے لئے سلاسل و دار و رسن کو چیلنج پیش کیا ہے۔ مشیت ایزدی ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ جب بھی شریعت پر نازک وقت آیا ہے تو رب قدیر نے اس کے مقابلے کے لئے کسی ذات یا کسی جماعت کو منتخب فرمایا ہے۔

بجھی شفق تو ستاروں نے روشنی پائی
کسی کی موت کسی کی حیات بنتی ہے

مذکورۂ بالا مضمون کی روشنی میں حکومت ہند سے مطالبہ ہے کہ وہ بہت جلد مسلمانوں کے حقوق و بابری مسجد واپس دے کر مسلمانوں کے قلوب کو اطمینان بخشے۔ ورنہ اگر مسلم پرسنل لاء و مسجد کو واپس نہ دیا گیا تو پھر ہمیں جو آئندہ کرتا ہے۔ وہ سامنے آکر رہیگا مسلمان اپنی مال و جانی قربانی تو دے سکتا ہے مگر اپنی عبادت گاہوں اور قانون شرع کو اجڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ یہ آواز پوری ملت اسلامیہ کے قلوب کی ترجمانی و دل کی دھڑکن ہے۔

یہ مانا دسترس ہم کو نہیں آئین گلشن پر!
مگر دامن میں رکھتے ہیں ہزاروں بجلیاں ہم بھی

محمد علاؤالدین امجدی
صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ اہلسنت خلیل العلوم رائسی جوبلہ وڈ سنبھل ضلع مراد آباد۔

اُجین میں عرس حافظ ملت

یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ بروز منگل دارالعلوم رضویہ غریب نواز رضا نگر جانسہ پورہ اجین مدھیہ پردیش میں پہلی بار سیدی سرکار حافظ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج شاہ محمد عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور کا عرس مقدس نہایت ہی شان و عظمت و احترام تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا جسکی سرپرستی حضرت علامہ محمد محبوب عالم رضوی بانی و مہتمم دارالعلوم نے فرمائی۔ حضرت علامہ حافظ قاری نے بصیرت افروز تقریر فرماکر سرکار حافظ ملت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ ان کے بعد حضرت مولانا صوفی محمد حسین نوری مدرس دارالعلوم ہٰذا جناب محمد اشرف دہلوی رکن انجمن ریحان ملت نے سرکار اعلیٰحضرت سیدنا امام احمد رضا و حضور حافظ ملت کی مقدس زندگی و کارہائے نمایاں پر تقریر کی۔ ان کے بعد محترم جناب محمد مختار احمد صاحب سکریٹری انجمن ریحان ملت نے بہت ہی موثر انداز میں بیان کرتے ہوئے حضور حافظ ملت کی خدمت عالیہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

اعلان داخلہ

ابتدائے شوال ہی میں جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ میں داخلے لئے جائیں گے۔ جو طلبہ عربی میڈیم سے علوم دینیہ وفنون ادبیہ وغیرہ کی تحصیل کرنا چاہتے ہوں ۱۵ ر رمضان المبارک تک اپنی درخواستیں ارسال کردیں۔

ضیاء المصطفیٰ قادری مدیر جامعہ امجدیہ رضویہ
گھوسی ضلع اعظم گڈھ (یو۔پی)

مسلم پرسنل لا سے متعلق دھنباد میں عظیم الشان کانفرنس وجلوس

دھنباد:- یہاں ۵ ر جنوری ۱۹۸۶ء کو مدرسہ تبلیغیہ انوار العلوم رحمت گنج واسع پور دھنباد کے زیر اہتمام آل انڈیا مسلم پرسنل لا کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس کی سرپرستی استاذ العلماء پیر طریقت علامہ علی احمد حبیب القادری سجادہ نشین سرکار شرکا ہی نے فرمائی۔ نقابت کے فرائض ترجمان ملت حضرت شاہ احمد علی علوی نقاہی نے انجام دیا۔ مقررین میں قاضی شریعت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب براہیمی کے علاوہ مولانا نعمت حسین حبیبی، مولانا محمد حنیف صاحب فیضی آروی۔ قاری قربان علی تیغی، مولانا علام الدین، مولانا سرفراز احمد خاں، حافظ ذاکر حسین، مولوی ارشد علی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس موقعہ پر شاعر اسلام تسلیم القادری مظفرپوری، جاوید اختر، ریاض ہاشمی نے بھی موضوع کی مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے نعتیہ کلام وقطعات پیش کئے۔ ۶ ر جنوری کو قریب دس بجے دن میں ایک عظیم الشان "تاریخ ساز تحفظ شریعت کا جلوس" علامہ حبیب القادری کی قیادت میں واسع پور سے کمشنری کی جانب مارچ کیا۔ وفد نے ڈپٹی کمشنر کو ایک احتجاجی میمورنڈم پیش کرکے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۵ اور آئین ہند کے آرٹیکل ۴۴ میں مناسب ترمیم کے ذریعہ مسلم پرسنل لا کی انفرادیت کے تحفظ کی واضح قانونی ضمانت کا مطالبہ رکھا۔ جلوس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۳ لاکھ سے زائد فدائین اسلام شریک تھے۔

محمد کلیم الدین نوری انچارج شعبۂ نشرواشاعت
مدرسہ تبلیغیہ انوار العلوم رحمت گنج واسع پور دھنباد

جامعہ قادریہ رضویہ شہر مرادآباد

ملک مقرب پور شہر مرادآباد میں مسلک اعلیٰحضرت کا تعلیمی ادارہ جامعہ قادریہ رضویہ افضل العلوم تیزی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ حفظ وناظرہ۔ عربی فارسی اردو ہندی ودینیات کی تعلیم کا انتظام ہے تقریباً دوسو طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں ضرورت کے تحت مسجد غریب نواز تعمیر کی جا چکی ہے مزید جگہ خریدنا اور جامعہ کی تعمیر ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ جامعہ قادریہ رضویہ افضل العلوم کی بھرپور مالی

امداد فرمائیں۔ غریب و نادار طلبہ و طالبات آپکی فوری توجہ کے مستحق ہیں المرسل۔ محمد احمد اکرمی ایم اے
ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ: مولانا محمد فضل الرحمٰن فضل القادری مہتمم مقرب پور مرادآباد یو۔پی۔

سفر بغداد مقدس

۲۵۔ جنوری کو شہر برودہ کے مشہور بزرگ سید الحاج عظیم الدین بابا کے صاحبزادے۔ اولادِ غوث پاک شیخ طریقت سید ابو محمد معین الدین نصر اللہ جیلانی القادری حسنی حسینی و میمن حاجی سفی۔ میمن حاجی سلیمان، حاجی شیر محمد، ملنگ آفلیسر یونس محمودی سیٹھ اقبال قریشی۔ عبدالستار قریشی محمد صادق جوہری وغیرہ بمبئی سے بذریعہ ہوائی جہاز بغداد مقدس روانہ ہوئے بغداد مقدس سے کربلائے معلیٰ۔ نجف اشرف۔ کوفہ اور ام علیدہ میں قطب المکرم سید سلطان احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے عرس شریف کے مبارک موقعہ پر حاضری دیں گے و دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ مولا تعالیٰ جل جلالہٗ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں زائرین بغداد کے سفر کو کامیاب و کامراں بنائے۔ آمین۔

عرس محبوب ملت بمبئی

غازی اہلسنت محبوب ملت حضرت مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب رضوی علیہ الرحمہ والرضوان کا ۲۱ واں سالانہ عرس ۲۲، ۲۳ جمادی الاخریٰ کو منایا گیا اس عرس کی تقریب میں مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے بھی شرکت فرمائی۔

سالارپورہ گونڈہ میں سرکار مدینہ کانفرنس

۲۳ و ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۸۶ء کو سالارپورہ گونڈہ میں مدرسہ اہل سنت منظر العلوم کے زیر اہتمام عظیم الشان سرکار مدینہ کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ جس میں مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ اختر رضا خاں صاحب ازہری دامت برکاتہم القدسیہ و خطیب مشرق پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب الہ آبادی کی شرکت متوقع ہے۔

اس کے علاوہ قائد ملت حضرت توصیف رضا خاں صاحب بریلی شریف، محدث اکبر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مبارکپور، خطیب الہند حضرت علامہ ادریس رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی پیلی بھیتی، حضرت علامہ شمس الدین صاحب رضوی بہرائچ شریف، حضرت علامہ مفتی عنایت احمد صاحب نعیمی اترولہ، حضرت علامہ سید افضال احمد صاحب قادری گونڈہ شرکت فرمائیں گے۔ ساتھ ہی جناب قمر طرامپوری۔ سحر گونڈوی اسرار الہ آبادی۔ قیصر وارثی لکھنوی کوثر گونڈوی بارگاہِ رسالت میں خراج عقیدت پیش فرمائیں گے نظامت کے فرائض فخر صحافت ادیب شہیر حضرت علامہ عبد النعیم صاحب عزیزی صاحب انجام دیں گے احباب اہل سنت سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کی اپیل ہے۔

الداعی۔ ڈاکٹر لائق علی خاں قادری رضوی
جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی رضا کلینک
چوک بازار گونڈہ۔

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd No XL/ / 7 (82) Vol-3 Annual Subscription Rs. 25-00
Per Copy Rs 2-50 Fevruary & March 1986 39-40 B. P. 437

مرکزی دارالافتاء
۸۲ سوداگران رضانگر
بریلی شریف

فتویٰ نویسی بریلی کی شان ہے

الحمدللہ مرکزی دارالافتاء اس شان اور روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہاں سے ہر سال ہزاروں مقامی۔ ملکی اور غیر ملکی فتووں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

اسٹاف دارالافتاء (۱) مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی
(۲) مفتی محمد ناظم علی صاحب بارہ بنکوی

فتووں کی کثرت اور دارالافتاء کی مصروفیت کو دیکھتے ہوئے اسٹاف میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ **لہٰذا** مخیر حضرات اس کی مدد اور اعانت کی طرف توجہ دیں۔

۱۔ عیدین اور دیگر مواقع پر زکوٰۃ۔ صدقۂ فطر۔ عشر وغیرہ جملہ رقوم سے اس کی اعانت فرمائیں۔
۲۔ کتب حدیث و فقہ اور افتاء سے متعلق دوسری کتب و رسائل دارالافتاء کو وقف کردیں۔
یا اور بھی جس جائز طریقے سے تعاون کرسکتے ہوں تعاون کریں اور صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

نوٹ مستفتی حضرات جواب طلب امور کے لئے لفافہ یا ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال کریں۔ سوال خوشخط اور صاف کاغذ پر لکھیں۔ سائل کا نام اور پورا پتہ مع دستخط یا نشانی انگوٹھا سوال کے ساتھ ضروری ہے۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

قائم مقام مفتی اعظم اختر رضا خاں ازہری مرکزی دارالافتاء سوداگران
رضانگر بریلی شریف یو۔پی

۶۸۶/۹۲

یادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفے رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ



ی دُنیا



بریلی شریف

ر ونگراں

امہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

رجسٹرڈ پوسٹل نمبر
بی۔آر ۱۵۷

بیادگار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

مرکز اہلسنت بریلی سے شائع ہونیوالا مذہبی روحانی علمی۔ اصلاحی ترجمان

بہ ظل عاطفت حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ

بریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا

سرپرست ونگراں قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب

نگراں و پرنٹر مولانا منان رضا خاں صاحب منانی

مدیر عبد النعیم عزیزی ایم اے۔ بی ایس سی علیگ

نمبر ۱۲	رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ مطابق مئی ۱۹۸۶ء	جلد ۴

اگر اس دائرہ میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ آپکا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم سال آئندہ کیلئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔ سالانہ زر تعاون /Rs۲۵ غیر ممالک سے /Rs۸۵ بھارتی سکوں میں

خط وکتابت و ترسیل زر کا پتہ ایڈیٹر/ منیجر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران منانگر بریلی شریف

جھلکیاں

مضامین:

عبد النعیم عزیزی ادارہ
مفتی اعظم علامہ ازہری۔ ڈاکٹر محمد ظفر اقبال
مولانا غلام غوث الوری۔ مولانا کلیم الدین شمسی
شبیر رمان القادری۔ مرزا ابو العارموی
مفتی محمد شمشاد حسین۔ مفتی محمد حبیب یار خاں۔ مولانا خلیل الرحمان

منظومات

اعلیٰ حضرت۔ استاد زمن
مفتی اعظم علامہ بدر القادری
قمر شمس آبادی نازاں فیضی
مولانا شبیر احمد نعیمی محشر شیخو پوری
اسیر رضوی

بابِ سخن

کفر کے نرغہ میں ہے عالم اسلام :: عبد السمیع عزیزی ::

آج پورے کا پورا عالم اسلام کفر کے نرغہ میں ہے امریکی سامراج و استعماریت اور روسی الحاد و اشتراکیت نے اسلامی ممالک کو پورے طور سے جکڑ رکھا ہے وہ قوم قوم مسلم جسے دنیا میں حق و صداقت کی حکمرانی قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا آج باطل اور جھوٹ کے آگے دبا دبا سہما سہما نظر آ رہا ہے۔ پورے عالم اسلام میں ۲

پورے عالم اسلام میں کہیں بھی کوئی مرد مجاہد ایسا نظر نہیں آتا جو اٹھے اور قوت عشق مصطفےٰ سے ہر پست کو بالا کر دے۔

۳ جو اٹھے اور کفر و شرک کی دھجیاں بکھیر دے اور ظلم و جبر کے تودوں کو اپنی ٹھوکر سے اڑا کر خس و خاشاک میں ملا دے بات صرف اتنی ہے کہ دہر میں جس نام سے اجالا پھیلا ہے وہ اسی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بھول چکا ہے انکے بنائے ہوئے اصولوں اور انکے بتائے ہوئے راستوں سے ہٹ چکا ہے اور اسی لئے پٹ رہا ہے لٹ رہا ہے اور کٹ رہا ہے اور لٹتا اور کٹتا چلا جائیگا افسوس کہ ہم لوگ ساتھ گھن بھی پستے چلے جا رہے ہیں

فراموش نہ کرو مقصد حیات اپنا

جب کشتی کے مسافر خود کشتی میں سوراخ کر دیں تو اسے ڈوبنے سے ناخدا تو بچا ہی نہیں سکتا خدا بھی اسے نہیں بچائیگا۔ خدا اس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتا ہے

اطاعت الٰہی اور رضائے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ حق و صداقت اور امن و آشتی کا پرچم بلند کرتے ہوئے غلبہ اسلام کی خاطر باطل اور طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزمائی مومن کی حیات کا اولیں مقصد ہے لیکن آج مومن اپنا مقصد حیات فراموش کر کے من مانی پر اتر آیا ہے۔ دنیا کی ہر برائی کو اس نے گلے لگا لیا ہے۔ اب گلا کٹتا ہے تو یہ گلا بھی نہیں بچا سکتا پھر بھلا اپنی عبارت گاہوں اپنے اسلامی شعائر اور

اسلامی قانون کی حفاظت یہ کیسے کر سکتا ہے؟

> اطاعت الٰہی اور رضائے رسالت پناہی کے ساتھ ساتھ غلبۂ اسلام کی خاطر باطل اور طاغوتی قوتوں سے نبرد آزمائی مسلمین کی حیات کا اولین مقصد ہے

یہ ہند ہے اسپین نہیں: اسلام فولاد کی تلوار سے نہیں

علم و عمل اور اخلاق کی تلوار سے پھیلا ہے۔ اسلامی جمہوریت کے علاوہ ہر جمہوریت ڈھکوسلہ اور فریب ہے انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی تحفظ صرف اسلام ہی دے سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ لیکن افسوس آج اسلامی اصولوں کو چیلنج کیا جا رہا ہے قانون شریعت کو بدلا جا رہا ہے۔ اللہ کی کبریائی کا اعلان کرنے والے مساجد کو ختم خانوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اور دین کامل کا یہ سرد کار مسلمان سب کچھ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اب بھی گناہوں سے توبہ کر کے برائیوں سے باز نہیں آ رہا ہے۔ کہ خوف خدا اور حب رسول سینہ و دل میں بسا کر اٹھے اور بخوف ونہ ربیورکریسی وکیفر کے چنگلوں کو مروڑ دے داڑھی پر مقدمہ، قرآن پر دعویٰ، مسلم پرسنل لا میں جبری مداخلت۔ بابری مسجد کو رام جنم بھومی میں بدل دیا جانا، اس پر فسادات۔ قتل و غارتگری جبر و استبداد خود بھیڑیوں کا رول ادا کریں۔ نہ کوئی داد نہ فریاد اور داب طلاق کو چیلنج۔ آسامی مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دیئے کے بعد سارے بھارتی مسلمانوں کو بدیشی قرار دیئے جانے کی مانگ۔ تمام فرقہ پرست طاقتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ بھارت میں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے۔ اخبارات۔ ریڈیو۔ حکام و وزراء اور گورنمنٹ تک نے سب بر آر۔ ایس۔ ایس اور اسی جیسی فرقہ پرست اور ملک دشمن و اسلام و مسلمان دشمن جماعتوں کا رنگ چڑھ گیا ہے۔

مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے لیکن کوئی خبر نہیں کوئی آواز کوئی داد فریاد نہیں لیکن دھرتی پر آنچ آ جائے تو چیخ و پکار۔ اللہ رے جور و جفا۔ ظلم و زبردستی۔ لیکن یاد رکھیں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کا عزم رکھنے والے کہ یہ اپنے ناپاک ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہندوستان میں اسپین کی تاریخ کو نہیں دہرانے دیا جائے گا۔

ضروری ہے صحت روح صحت جسم کے لئے

صحتمندی کا راز مرغن غذاؤں اور پیٹ بھر لینے میں نہیں ہے۔ قبض اور دیگر بیماریوں کا علاج کر کے ان کو ختم کئے بغیر کوئی شخص خوب خوب کھا کر ورزش کر کے ہرگز ہرگز صحت مند اور پہلوان نہیں بن سکتا۔

> مسلمانوں کو بدعملی کا قبض اور گمرہی و بے راہ روی کا دق لگ گیا ہے ان کو دور کئے بغیر نہ وہ صحت مند ہو سکتا ہے اور نہ نبرد آزمائی کر سکتا ہے

ضرورت ہے مسجدوں کو بھرا جائے۔ رمضان میں فاقہ مستی کا چالا اور عبادت کا جلال دکھایا جائے پھر دیکھنا

تلوار اٹھائے بغیر اس کے سامنے جھک جائے گی
فتحمندی صرف چمکدار تلوار ہی سے حاصل نہیں ہو
کی جاتی بلکہ دل کے اندر موجزن نور ایمان کی چمک
سے حاصل کی جاتی ہے۔ ریل پٹری سے اتر جائے
تو سوائے حادثہ اور تباہی و بربادی کے کوئی چارہ
نہیں۔

مسلمان تعمیر قلب کریں روحانی توانائی
حاصل کریں فتح و ظفر کیلئے پہلے علم و عمل کے اسلحے
مہیا کریں اور تیز گامی کے بجائے صراط مستقیم پر چلیں۔

انقلاب صرف نعروں سے! انقلاب صرف نعروں سے نہیں آتا۔ انقلاب

انقلاب پہلے ذہن و فکر پر کیا جاتا ہے اور دل کو
مغرانی سونپی جاتی ہے
تو

**انقلاب صرف نعروں سے نہیں آتا انقلاب
سرگوشیوں سے شروع ہو کر نعرے پر ختم ہوتا ہے**

جوش کے ساتھ ہوش کی بھی ضرورت ہے عبادت
گاہوں اور شریعت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ
جان کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ پولس اور پی۔اے
سی کے ظلم کو روکنے کا بھی طریقہ سوچنا ہوگا۔
آج اگر ہم کچھ نہ کر سکے۔ اپنی شریعت۔ اپنے
مساجد کو نہ بچا سکے اور عالم بے بسی میں زندہ رہے تو
آنے والی نسل ہمارا نام لیتے ہوئے بھی شرمائے گی

ہم امن کے حامی ہیں مگر بزدل نہیں!

ہم بھارت میں کوئی علیحدہ ریاست نہیں چاہتے
ہم دہشت گردی اور بدامنی نہیں پھیلانا چاہتے

ہم عروس ہندوستان کا روپ نہیں دینا چاہتے ہم گنگا جمنی تہذیب

اور نہ ہی انسانوں اور انسانیت کا قتل اور
ان کی غارت گری کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں
ہم جیو اور جینے دو کے اصول کے ماننے والے
ہیں۔ ہم مسلم پرسنل لا میں ترمیم چاہتے ہیں۔ نہ
اس میں کسی طرح کی مداخلت۔ نہ ہی کوئی بل بلکہ
پرسنل لا جس طرح تھا اسی طرح اسکو بحال دیکھنا
چاہتے ہیں اور اسی طرح دیکھنا چاہتے ہیں بابری
مسجد کو تم جس طرح وہ ۱۹۴۹ء سے پہلے تھی۔
اگر ظلم کی آندھی نہ رکی۔ خون کا یہ دریا بہتا ہی
رہا تو یہ ملک ہندوستان برباد ہو جائے گا۔ ملک
میں ہندو راجیہ کا سپنا دیکھنے والے ملک کو سیکولرزم
اسٹیٹ اور جمہوری ہی بنا رہنے دیں۔ اور یاد رکھیں
کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔

**ظلم بہر حال ظلم ہے اور بڑھنے پھیلنے پر اسے
مٹنا ہی پڑتا ہے۔**

مسلمانان ہند۔ ہر حالت میں صرف اور صرف
اپنے اسلامی اصولوں اور قانونوں پر عمل کرو۔
روشن خیال مسلمانوں یعنی نام نہاد مسلمانوں، عافیت پسند
دلوائیوں، جنٹلمینوں، نیشنلسٹوں، باطل پرستوں، ضمیر
فروشوں اور مصطفیٰ کے باغیوں کو

بقیہ صفحہ پر

کلام امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحےٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کی جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

اداریہ :

ضیائے قرآن

سورہ فاتحۃ الکتاب ۔ سورہ فاتحہ کی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں ۔

سورۃ فاتحہ کے اسماء ۔ اس سورہ کے متعدد نام ہیں

فاتحہ ۔ فاتحۃ الکتاب ۔ ام القرآن ۔ سورۃ الکنز ۔ کافیہ ۔ وافیہ ۔ شافیہ ۔ شفا ۔ سبع مثانی ۔ نور ۔ رقیہ ۔ سورۃ الحمد ۔ سورۃ الدعا ۔ تعلیم المسئلہ ۔ سورۃ المناجاۃ ۔ سورۃ التفویض ۔ سورۃ السوال ۔ ام الکتاب ۔ فاتحۃ القرآن ۔ سورۃ الصلوٰۃ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک نام قرآن عظیم ہے ۔ اساس القرآن اور قرآن عظیم وغیرہ اس سورہ میں سات آیتیں ستائیس کلمے اور ایک سو چالیس حرف ہیں کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں ۔

(شان نزول) یہ سورت مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ یا دونوں میں نازل ہوئی (تفسیر نعیمی) چنانچہ ابونعیم نے دلائل میں حدیث ذکر کی کہ ابن اسحٰق راوی ہیں کہ مجھ سے اسحٰق ابن یسار نے حدیث بیان کی وہ روایت کرتے ہیں کہ بنو سلمہ میں سے ایک شخص سے کہ انہوں نے کہا جب بنو سلمہ کے نوجوان اسلام لے آئے اور عمرو ابن جموح کا بیٹا مسلمان ہوگیا تو عمرو کی بیوی نے ان سے کہا کہ تم پسند کرو گے کہ تم اپنے بیٹے سے وہ کلام سنو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ روایت کرتا ہے تو عمرو ابن جموح نے کہا مجھے بتاؤ جو تم نے ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے تو عمرو کے بیٹے نے الحمد للہ رب العالمین کی قرأت کی الصراط المستقیم تک تو عمرو نے کہا یہ کلام کس قدر اچھا ہے اور کیا خوب ہے اور ان کا (نبی رسی اللہ علیہ وسلم) سارا کلام کیا اسی طرح ہے ۔ تو انہوں نے کہا اے میرے باپ وہ اس سے بھی اچھا ہے اور یہ واقعہ ہجرت سرکار سے پہلے کا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں اتری اسلئے کہ اس روایت میں نزول سورہ فاتحہ قبل ہجرت کی تصریح ہے اور ابن ابی شیبہ مصنف میں اور ابوسعید ابن اعرابی اپنی معجم میں اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت امام مجاہد سے راوی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب فاتحہ الکتاب اتری تو شیطان رویا اور یہ سورۃ مدینہ میں اتری

(جاری ہے)

بہارِ حدیث

(ادارہ)

جس طرح انسانی زندگی اجتماعیت اور میت کے بغیر اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتی اسی طرح اسلام بھی اجتماعیت کے بغیر اپنا منفرد اور ملی تشخص برقرار نہیں رکھ سکتا بلکہ اپنے مقاصد کے حصول میں با قاعدہ قومی زندگی کے قیام پر منحصر ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا اسلام الا بالجماعۃ، لا جماعۃ الا بالامیر لا امیر الا بالسمع والطاعۃ۔ اسلام کا اجتماعی زندگی کے بغیر کوئی وجود نہیں ۔ اجتماعی زندگی قیادت کے بغیر ممکن نہیں اور قیادت واطاعت پیروی کے بغیر قائم نہیں رہتی۔

★ ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون ۔ (متفق علیہ)

سرکار نے فرمایا میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

★ کان کل نبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی کل احمر و اسود (متفق علیہ)

مجھ سے پہلے ہر نبی ایک مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں عالم انسانیت کے ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

صفحہ ۲ سے آگے۔

چھوڑ کر اگر صرف تم اے غریبو۔ نادار و عقیدے والو اگر تم صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں کو اپنا لو تو بخدا بغیر ساز و سامان اور اسباب کے دشمنان اسلام پر تمہارا رعب طاری ہو جائے گا۔

کافر ہے تو تلوار پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ ہی لڑتا ہے سپاہی

بھارت کی سرزمین پر آسمان بنکر زندہ رہو۔ تم میر کارواں ہو۔ نیتاؤں کو چھوڑو۔ علمائے حق سے رشتہ جوڑو اور بائیکاٹ کرو اور مانگ کرو تمام ایم۔ ایل۔ ایز۔ ایم پیز۔ وایم ایل سیز سے خصوصاً کانگریس سے اور آئندہ ہوشیار رہو ہر دشمن اسلام سے چاہے وہ گھر کا بھیدی گھس بیٹھی ہو یا کھلا ہوا دشمن

مالک اختر رضا خاں نگراں و پرنٹر جان رضا خاں صاحب۔
ایڈیٹر عبدالنعیم عزیزی رسالہ سنی دنیا نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر سنی دنیا رضا نگر سے شائع کیا۔

کلام حسن

استاد زمن حضرت حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ

ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادم صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہر عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہ ضیاء صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا ہیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اکرام فرماتا ہے اتقا کہہ کے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاک سر کوئے پیمبر سے
مصفا آئینہ ہے نقش پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخل بیعت
بنا فخر سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقام خواب راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوب خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

بابُ الاستفتا

(مفتی اعظم اختر رضا خاں صاحب ازہری)

کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں

۱۔ زید سنّی عالم اور اگزامنیشن بورڈ سے فاضل شمسی اور مختلف بورڈ کے امتحان میں شامل ہو کر اردو انگریزی وغیرہ زبانوں کا امتحان دے کر بورڈ سے سند یافتہ ہے۔

۲:۔ چھوٹے چھوٹے دو چار رسالے وکتابچے کا مؤلف بھی ہے۔

۳:۔ سنیوں کی ایک عیدگاہ میں نمازِ عیدین کا امام بھی ہے۔

۴۔ بہار اگزامنیشن بورڈ سے ملحقہ ایک مدرسے کا بانی اور ایک انگریزی انٹر کالج کا مدرس بھی ہے اور وقتاً فوقتاً سنی مسلمانوں کی دعوت پر مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہو کر تقریر بھی کرتا ہے باایں ہمہ وہ عامۃ المسلمین کے مجمع میں عوام کو خوش کرنے یا اپنے معلومات کی وسعت ثابت کرنے کے لئے یا خدا جانے کیوں اپنی تقریر و دعا میں طبع زاد خود ساختہ گمراہ کن غیر ذمہ دارانہ باتیں اور بغیر کسی سند و ثبوت کے ایسی ایسی روایتیں بیان کرتا ہے جو اس سے پہلے اکابرین فقہا و علمائے اہل سنت سے نہ سنی گئیں۔

مثلاً مجلس میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ کے چند مجلسوں میں عامۃ المسلمین اور اپنے ہم نوا چند مولویوں کی موجودگی میں اپنی تقریر میں اس نے برملا بالاعلان یہ کہا کہ!

الف:۔ مجھ کو ایک ایسی دعا معلوم ہے کہ اگر کوئی کسی میت کے دفن ہو جانے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہو کر پڑھ دے تو منکر نکیر اس سے کوئی سوال نہ کریں گے اور ہم یہ دعا پڑھا کرتے ہیں وہ دعا کیا ہے۔ دریافت کرنے پر بھی زید نے نہ بتائی اور جب کسی نے سوال کیا کہ یہ دعا کس حدیث یا کس کتاب میں ہے تو زید نے یہ جواب دیا کہ اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم اور حضرت صدر الشریعہ نے بہار شریعت جلد چہارم میں یہ دعا لکھی ہے۔ بعض علماء نے زید کے حوالے کے مطابق بہار شریعت دیکھی تو اس میں لکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مر جائے اور اس کو دفنا دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر

کے سرہانے کھڑے ہوکر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ کہے گا ہمیں ارشاد کیجئے اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا و بالقرآن اماما نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے اس پر کسی نے حضور سے عرض کی اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حوا کی طرف نسبت کرے اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیا نے احکام میں اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے بعض اجلہ ائمہ تابعین فرماتے ہیں جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا ہے کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر یہ کہا جائے یا فلاں بن فلاں قل لا الہ الا اللہ تین بار پھر کہا جائے قل ربی اللہ و دینی الاسلام ونبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اور اتنا اضافہ کیا واعلم ان ھٰؤلاء الذین اتیاک او یاتیانک انما ھما عبدان للہ لا یضران ولا ینفعان الا باذن اللہ فلا تخف ولا تحزن واشھد ان ربک اللہ ودینک الاسلام ونبیک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثبتنا اللہ وایاک بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ انہ ھو الغفور الرحیم ۔ بہار شریعت میں جو لکھا ہے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے سر آنکھوں پر لیکن اس روایت کے دیکھنے سے

یہ بات واضح نہ ہوئی کہ نکیرین یا اس میت سے بغیر سوال کئے ہو چلے جائیں گے یا سوال کرنے کے بعد جائیں گے اگر بغیر سوال کئے ہوئے واپس چلے جائیں گے ۔ عام ازیں کہ وہ میت نیکوکار ہو یا بدکار اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو پھر اعمال صالحہ کی اہمیت وضرورت باقی نہ رہی جو مسلمان بھی مر جائے اور اس کی قبر پر تلقین کے یہ کلمات حسب روایت پڑھ دیئے جائیں نکیرین واپس چلے جائیں اور عذاب قبر سے بالکل محفوظ و مامون ہو جائے گا ۔

(ب) زید نے اسی مجلس میں اپنی تقریر میں یہ مثال معین ... ایک ایسے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر آپ اپنے لڑکے کو مدرسہ میں بھیجیں اور وہ پڑھنے کے لئے مدرسہ میں نہ جائے اور کھیل کود میں مصروف ہو جائے اور آپ بچے سے یہ کہیں کہ جاؤ اگر مدرسہ میں نہ جاؤگے اور نہ پڑھو گے تو ہم تمہاری ٹانگ توڑ دیں گے اور آپ کا لڑکا آپ کے حکم کے خلاف مدرسہ نہ گیا بلکہ کھیل کود میں وقت ضائع کر کے پھر جب آپ کے پاس آیا تو اپنی شفقت پدری سے مجبور ہوکر اس بچے کی نہ ٹانگ توڑی اور نہ زدوکوب کیا اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اپنی مجرم وگنہگار امت کو بھی جہنم میں نہ جانے دیں ۔ چاہے امت مسلمہ کا عمل جیسا بھی ہو ۔

(ج) زید نے جہاں وہ باتیں کہیں جو (ب) میں درج ہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ نماز روزہ وغیرہ محض نظام کو برقرار رکھنے کیلئے ہے اور یہ بھی کہا کہ مرض بخار میں جو مر جائے وہ شہید ہے زید کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں تو پھر کس حدیث میں اس قول کی سند ہے غرضکہ زید اسی طرح کی باتیں اپنی تقریر میں کرتا ہے ۔ اب دریافت طلب امور یہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ اس دور فتن میں جبکہ خواص تو عوام بعض خواص بھی
فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور
اعمال صالحہ سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں عام المسلمین
کے سامنے اس طرح کی تقریر کرنی جائز ہے یا نہیں۔
اس سے قبر اور آخرت کے عذاب کا خوف مسلمانوں کے
دل سے جاتا رہے اور وہ اس امید و یقین پر کہ جب
مرنے کے بعد تلقین سے نکیرین کے سوالات اور عذاب
قبر سے نجات مل ہی جائے گی اور شافع محشر صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم کی رحمت کسی مجرم و گنہ گار مسلمان کو جہنم میں نہ
جانے دے گی تو پھر عبادت و ریاضت اور اعمال صالحہ
کرنے اور عیش و آرام کو چھوڑ کر مشقت اٹھانے اور نفس
کشی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

(۲) زید کا یہ قول کہ نماز روزہ وغیرہ محض نظام کو قائم
برقرار رکھنے کے لئے ہے از روئے شرع جائز ہے یا
ناجائز اگر جائز ہے تو اس سے نماز روزہ وغیرہ فرائض
مخصوصہ کی فرضیت و اہمیت کی تخفیف ہوتی ہے یا نہیں
اور اگر ناجائز ہے تو اس قول کے قائل اور اس قائل
کے اس قول کی تعریف و تحسین کرنے والوں پر شریعت مقدسہ
کا کیا حکم ہے اور اس کی اقتدا میں سنی مسلمانوں کی نماز
جائز درست ہے یا نہیں۔ المستفتی

محمد ایوب کراف محمد عثمان ضیاء اللہ بازار
سیوان

الجواب۔ نمبر ۱۔ فی الواقع سوال میں خط کشیدہ
جملہ کا حاصل یہی ہے کہ وہ دعا جو میت کی قبر پر پڑھی جائے
اس سے سوال نہ ہوگا مگر یہ بشارت اسی کے لئے ہے جو
ایمان پر مرا ہو اسی کے لئے کرم الہی سے یہ امید ہے کہ اسی
تلقین و دعا کی برکت سے سوال قبر سے محفوظ ہے
واللہ تعالی اعلم۔ عمل کی ضرورت یوں بھی ہے کہ یہ
سب امور قطعی نہیں ہیں اور کیا پتہ کہ کوئی تلقین کرنے
والا ملے یا نہ ملے یا خاتمہ کا کیا پتہ۔ اس لئے عمل
بہر حال ضروری ہے خالی بشارتوں پر بھروسہ کر لینا
نادانی ہے۔ فقط

نمبر ۲: حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شفاعت
برحق ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت سے
مجرد گنہگار مشیت خداوندی کے بموجب کچھ بے
سابقہ عذاب اور کچھ عذاب کے بعد داخل جنت ہوں
گے یا مومنین کا مآل کار دخول جنت ہے اور یہ خیال
غلط ہے کہ سرکار کسی کو جہنم میں نہ جانے دیں گے —
واللہ تعالی اعلم

نمبر ۳: زید کی اس جملہ سے کیا مراد ہے وہ بیان
کرے۔ اگر معاذ اللہ اباحت محرمات و تخفیف احکام
ہے تو بہت سخت ہے اور جو سنی صحیح العقیدہ بخار میں مرے
وہ بھی شہید ہے رد المحتار میں ہے۔ قال صلی اللہ
علیہ وسلم ای امرأۃ ماتت بجمع فھی شہیدۃ او بالسل
وفی البزازیۃ او بالصرع او بالحمی الخ واللہ تعالی اعلم

نمبر ۴: مجرد ترغیب جس کا نتیجہ یہ متوقع و مظنون ہو کہ
لوگ عمل چھوڑ بیٹھیں گے نہ چاہئے بلکہ ترغیب کے
ساتھ ترہیب اور اعمال کی تلقین بھی ضروری ہے

واللہ تعالی اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری
قادری غفرلہ
۶ رجمادی الآخر ۱۴۰۶ھ

کلامِ تاجدار

حسبِ
حضور مفتیٔ اعظم مصطفٰے رضا خاں نوری علیہ الرحمہ

در منقبت حضرت سیدنا علاء الملۃ والدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ

کیسے کاٹوں رتیاں صابر

کیسے کاٹوں رتیاں صابر
موری کر جوا ہلوک اٹھت ہے
نوری صورتیا پیاری پیاری
چیری کو اپنے چیر نوں لگائے
ڈولے نیّا موری بھونر میں
چھتیاں لاگن کیسے کہوں میں
نورے دوارے کیسی نواؤں
سپنے ہی میں درس دکھادے

ثارے گنت ہوں سیاں صابر
سوکو لگائے چھتیاں صابر
اچھی اچھی بتیاں صابر
بن بپردوں تورے پیاں صابر
بلما بگڑے بتیاں صابر
تم ہلوا دنجے اٹریاں صابر
نیری دے لوں بلیّاں صابر
سُوکو سورے گئیاں صابر

تن من دھن سب تو پہ وارے
نوری مورے سیاں صابر

جمال فاقہ مستی

ڈاکٹر محمد معز اقبال نوری

جب موسم گل آتا ہے اور باد بہاری چلتی ہے تو گلستاں تو گلستاں در و دیوار پر بھی سبزہ اگ آتا ہے ویرانے بھی رشک صد چمن بن جاتے ہیں سنگلاخ پہاڑی چٹانیں ہوں دریاؤں کے کنارے ، زرخیز میدان ہوں یا بنجر زمینیں ۔ بہار آئے تو ہر طرف انکا اپنی نوع کے پھول شگوفے کھل اٹھتے ہیں ۔ یہ دلفریبی اور رعنائی تو ظاہری فصل بہار ان کی ہے ۔ لیکن کبھی کبھی وجدان نی ایسی بہاروں سے آشنا ہوتا ہے جس سے اس کے قلب و روح بھی مہک اٹھتے ہیں ۔ انسان کے جسم و جان کا رواں رواں عطر بیز و عطر بار ہو جاتا ہے ۔ یہ مسرتوں اور خوشیوں کی بہاریں ہوتی ہیں ۔ تسکین و طمانیت کی بہاریں ہوتی ہیں فوز و فلاح کی بہاریں ہوتی ہیں امیدوں کے بر آنے اور ارمانوں کے پورا ہونے کی بہاریں ہوتی ہیں ۔ ان سب بہاروں کی سردار وہ فصل بہاری ہے جب ہر سمت نیکیوں کی ہوائیں چلتی ہیں ۔ طاعات و حسنات کے گلاب مہکتے ہیں ۔ غم خواری و غمگساری کی پھوار برستی ہے ۔ ہمدردی و دلنوازی کے سوتے پھوٹتے ہیں نور و سرور کی آبشاریں گنگناتی ہیں ۔ غفلت و معصیت کی دھول چھٹتی ہے حسد اور نفرت کے کانٹے ٹوٹتے ہیں ۔

تکبر و نخوت کے پتے جھڑتے ہیں ۔ ہاں ہاں یہی وہ بہار نور و سرور ہے جو رحمتوں برکتوں اور سعادتوں کے جلو میں مغفرت و نجات کی مہکار لئے خیمہ زن ہوتی ہے اسی امن انگیز جاں نواز فرح افزا بہار کا نام

ماہ رمضان المبارک ہے

شہر رمضان کا چاند کیا طلوع ہوتا ہے کہ پوری کائنات رحمت و بہجت اور نور و نکہت کی کملی اوڑھ لیتی ہے ۔ فضائیں آسمان سے دم بدم اترتے فرشتوں کے نور سے منور ہو جاتی ہیں ۔ انسانوں کے دشمن شیاطین زنجیروں میں جکڑ لئے جاتے ہیں ۔ بدی کی قوتیں سکڑ کر دبکنے لگتی ہیں ۔ نیکی بڑی سرعت سے پروان چڑھتی ہے بھلائی اپنے حسن و نکھار عروج کو پہنچتی ہے ۔ اور پھر یکی زلف گرہ گیر مدتوں سے برائی کی آغوش میں بیٹھے امی نفس کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے ۔

فلاح و صلاح اور خیر کثیر کا یہ مقدس ماحول ہی ہے جو نفس انسان کی ہر کجی کو دور کرتا چلا جاتا ہے نفس

کی شہوانی قوتیں مٹتی ہیں اور روح کی روحانی قوتیں
و پاتی ہیں ۔ یہ ارتقاء اور بڑھتا ہے ۔ کہ
ان عرفان نفس سے گزرتا ہوا عرفان رب کی منزل تک
جا پہنچتا ہے ۔

رمضان المبارک ۔ خالق اور مخلوق کے
ٹے رشتوں کے جوڑنے کا مہینہ ہے ۔ رمضان عابد
ور معبود کے پوشیدہ تعلق کو مضبوط تر کرنے کا مہینہ
ہے ۔ رمضان غفلت شعاروں کے لئے پیغام
وشیاری ہے ۔ رمضان فراق محبوب میں تڑپنے
شنہ کاموں کے لئے سامان قرب و وصال ہے ۔
رمضان سست کاموں کو تیز گام کر دینے کا مہینہ ہے
رمضان شب بیداریوں اور سحر خیزیوں کا مہینہ
ہے ۔ رمضان نور قرآن سے سینوں کو آباد
رنے کا مہینہ ہے ۔ رمضان چشمان پشیمان سے
طرہ قطرہ اشک ندامت بہانے کا مہینہ ہے ۔ رمضان
بہ کی مقبولیت کا مہینہ ہے ۔ رمضان محبت کی آزمائش
ور اطاعت میں استقامت کا مہینہ ہے ۔

رمضان ۔ اللہ کریم کے اسماء میں سے ایک نام
ہے اور شہر رمضان سے مراد اللہ کا مہینہ ہے
مضان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں بزرگان دین نے
جیہات کی ہیں ۔ جن میں حضور سیدنا غوث پاک
ی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں اور امام غزالی
ی اللہ عنہ نے مکاشفۃ القلوب میں نقل کیا ہے
یک قول کے مطابق رمضان رمضا سے نکلا ہے اور رمضا
اس جلتے پتھر کو کہتے ہیں جو تمازت آفتاب سے گرم ہو جاتا ہے
یا رمضان رمض سے مشتق ہے اور رمض جلانے کو کہتے
ہیں ۔ شاید جب عربوں نے اپنے مہینوں کے نام رکھے
ماہ رمضان موسم گرما میں آیا ہو ۔ گویا جس طرح آگ
جلاتی ہے رمضان انسانوں کے گناہوں کو جلا کر رکھ
دیتا ہے ۔ جس طرح پتھر سورج کی حدت سے متاثر ہوتے
ہیں ۔ رمضان المبارک میں مسلمانوں کے دل وعظ و
نصیحت فکر آخرت اور یاد خدا کی گرمی سے پگھلنے لگتے ہیں
رمضان کے وجہ تسمیہ کے بارے میں ایک نفیس قول یہ
ہے کہ رمض کہتے ہیں موسم برسات کی تیز بارش کو ۔
گویا رمضان المبارک روحانی بارشوں کا مہینہ ہے
اب آپ جانتے ہیں کہ بارش بادشاہ کے محل اور فقیر کی
جھونپڑی کو یکساں نوازتی ہے ۔ زرخیز و بنجر ہر طرح
کی زمین کو سیراب کرتی ہے ۔ مگر اس سے استفادہ ہر زمین
اپنی استعداد کے مطابق کرتی ہے ۔ کہیں تو گلاب کے پھول
اگتے ہیں اور کہیں کانٹے دار جھاڑیاں پھوٹتی ہیں کچھ ایسی
ہی کیفیت ماہ رمضان کی روحانی بارش کی ہے ۔ جنہوں نے
اپنے دل کی کھیتی کو ندامت کے آنسوؤں سے سیراب کیا ۔
اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حب خدا سے زرخیز
بنا لیا اس میں نیکی اور اطاعت کے پھول مہکیں گے ۔ اور
جن دلوں کی کھیتی تکبر کے کھوٹے بیجوں یا آرام سے سینچی گئی
اور ناراضگی خدا اور عداوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنجر
بنا دی گئی اس میں گناہ اور بدکاری کے کانٹے اگیں گے

منقبت

علامہ بدر القادری صاحب
ہالینڈ

سرکار سیدی و مرشدی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پکارے تو کوئی غوث الوریٰ کو پیار و الفت سے
وہ طوفاں میں بھی کشتی پار کرتے ہیں کرامت سے

گدا کو بھیک میں دیتے ہیں وہ دولت ولایت کی
بڑی قدرت خدا نے دی ہے ان کو اپنی قدرت سے

شہ جیلاں مجھے بس ہیں ۔ مجھے بغداد کافی ہے
تمنا اب بھلا کس شے کی ہو مولا کی رحمت سے

مری قسمت کی زحمت کو وہ رحمت سے بدل دیں گے
مری امید وابستہ ہے ان کی پاک ہمت سے

مرے آقا مجھے اپنے غلاموں جیسا کر لینا
مجھے دشوار پر مشکل نہیں کچھ تیری قدرت سے

مرے دامن میں غفلت، معصیت نکبت کے کانٹے ہیں
مرے سرکار تیرا گھر بھرا ہے گنج رحمت سے

اگر میں مجرم عاصی بھٹکنا میرا شیوہ ہے
تو ہو رہبری منزل رسانی تیری عادت سے

کرم ہو شیئاً للہ شیخ عبد القادر الجیلی
ندا دیتا ہے بدر القادری عجز و لجاجت سے

لفظ نور کے معنی اور مفہوم

مولانا غلام غوث النوری۔ "انجمن گلشن رسالت" دار العلوم فیض الباری نوادہ

مسلمانوں کا خدا نور۔ رسول نور۔ قرآن نور اور اسلام بھی نور ہے۔ نور کا ایک تو عام فہم معنی ہے

واعلم ان لفظ النور موضوع فی اللغۃ لھذہ الکیفیۃ الفائضۃ من الشمس والقمر والنار (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۶) والنور ضوء النار (مدارک جلد اول) کیفیۃ مخصوصۃ (خازن جلد دوم) شعاع الفائض من الشمس بل ھو جسم۔ او عرض ہو الحق انہ عرض (خازن جلد دوم)

یعنی لفظ نور لغت میں موضوع اسکی کیفیت کیلئے ہے جو سورج چاند اور آگ سے فائض ہوتی ہے اور وہ یا جوہر ہے۔ یا جسم۔ اور صحیح یہ ہے۔ کہ وہ عرض ہے پس باین معنی نور وہ کیفیت ہوئی جو سورج چاند اور آگ سے نکلتی ہے اور بصر (آنکھ) اسے ادراک کرتی ہے اور پھر اس کی مدد سے دوسری اشیاء بھی دیکھی جا سکتی ہیں اس کیفیت کو نہ تو اللہ تعالیٰ پر اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ہی قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ پر اور نہ ہی اسلام پر چسپاں کر سکتے ہیں اور دوسرے معنی جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے اسرائیت نے بیان

کئے ہیں۔ اور علمائے محققین نے اختیار کئے ہیں وہ یہ النور فی الحقیقۃ اسم لکل ما ھو ظاھر بذاتہ مظھر لغیرہ (کمالین وابن سعود) یعنی حقیقت میں نور اس چیز کا نام ہے۔ جو خود ظاہر ہو۔ اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ باین معنی اللہ تبارک تعالیٰ نور ہے۔ اللہ نور السموات والارض (قرآن مجید) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں قد جاءکم من اللہ نور۔ اور قرآن مجید نور ہے۔ واتبع النور الذی انزل معہ اسلام نور ہے۔ یریدون ان یطفئو نور اللہ بافواھھم۔ (کبیر جلد ۶) پس اللہ تبارک تعالیٰ بالذات نور ہے۔ وھو النور الحقیقی کر دہی حقیقی ہے (التفسیر کبیر ۷) اور اس کا مخفی ہونا شدت ظہور کے لئے ہے۔ واما حقائہ مع کونہ نورا بحت فاشئۃ الظھور وعدم الانفصال من الامثاء یعنی اس کا پوشیدہ ہونا باوجود نور بحت ہونیکے شدت ظہور کے سبب ہے۔ (کبیر جلد دوم) اور محبوب رب العالمین افضل الانبیاء والمرسلین اس نور حقیقی سے بلا واسطہ غیر نورانیت اور وجود میں مستفیض - - - - - - -

لما تعلقت ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقہ و تقدیرہ ورزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ الاحدیۃ یعنی جب اللہ تعالیٰ کے ارادہ نے خلق اور رزق اور تقدیر کے ایجاد کا تعلق پکڑا۔ تو حقیقت محمدیہ کو انوار صمدیہ سے مقام احدیت میں ظاہر فرمایا (مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۵۔) والحدیث فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا جن ولا انس۔ اور نہ اسوقت لوح تھی۔ اور نہ قلم۔ اور نہ نار اور نہ فرشتے اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ جن اور نہ آدمی (مواہب اللدنیہ ص ۹) ایسی حقیقت محمدیہ ہے جسکو ہم نور کہتے ہیں اور جسے ہم کائنات کے ذرہ ذرہ میں حاضر جانتے ہیں جسکو نہ سمجھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوری تھے یا ناری تھے یا خاکی۔ اللہ کے بندو! حقیقت محمدیہ تمام انوار و خاک و آتش کی علت ہیں۔ اور علت و معلول میں تغائر ہے۔ ہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامع ہیں بشریت اور نور کے آپکا جسم مبارک بشریت کا حامل تھا۔ اور آپ کی روح اطہر کمال انوار کی۔ اسی لئے آپ کی ذات اقدس کو محتاج الیہ فی الوجود بنایا۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ لولا محمد ما خلقت الجنۃ والنار۔ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت اور نار نہ بناتا اور فرمایا لولاک ما خلقت الدنیا اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔ اور آدم علیہ السلام کو فرمایا۔ ولولا محمد ما خلقتک۔ اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بناتا یہ صحیح احادیث ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں تحت لولاک لما خلقت الافلاک (اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا) تحریر فرمائی ہیں۔

معلوم ہوا تمام کائنات کو آپنے ہی ظاہر کیا ہے کیونکہ آپ علت ہیں۔ ظہور کی لہذا آپ نور ہیں اسی نور کی زیارت جب ملائکہ فرشتگان کو کرانی چاہی تو اللہ تعالےٰ نے جبرئیل امین کو حکم دیا کہ فردوس اعلیٰ سے اتر کر اس جگہ سے جہاں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ کریمہ ہے ایک قبضہ مٹی کا لائے اور اسے ماء تسنیم سے گوندھے حتی کہ چمکتا ہوا موتی بن جائے اور اسکا میں بڑی شعاع پیدا ہو جائے پھر اسکو ملائکہ کے ساتھ عرش و کرسی اور آسمان اور زمین اور پہاڑوں اور سمندروں میں پھرایا تاکہ تمام جان لیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول مرقات ترجمہ مشکوٰۃ باب الفضائل ملا قاری) پھر اسی چمکتے ـــــ ہوئے موتی کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھ کر فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا (کبیر جلد دوم) اور جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے وہی نور عبد اللہ کی پشت سے جلوہ گر ہوا اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام نے انھیں کے طفیل قبول توبہ کی سعادت پائی (مسلم) اور یہودیوں نے انھیں کی بدولت فتح و نصرت حاصل کی۔ کانوا من قبل یستفتحون (سیپارہ اول) اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ نور کا بشریت میں آنا ناممکن نہیں ہے اور نہ کوئی

ضد ہی نہیں کہ جن کا اجتماع محال ہو بلکہ نور اور بشریت جمع ہو سکتے ہیں بشریت اپنے خواص کے ماتحت کام کرتی ہے اور نور اپنے خواص کے ماتحت۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے پاس فرشتوں کا لباس بشری میں حاضر ہونا مذکور ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جبریل علیہ السلام پورا بشر بن کر آئے اور آپ نے کہا انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا۔ یعنی میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتی ہوں اگر تو متقی ہی کیوں نہ ہو (سورہ مریم) اور جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں آئے (بخاری) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام بصورت بشری آئے تو آپ نے ایک چپت ایسی رسید کی کہ آپ کی آنکھ نکل گئی (مشکوٰۃ) اور عبادت اور عبدیت بھی نورانیت کی ضد نہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عباد مکرمون فرمایا ہے اور مخلوق ہونا بھی نور کی ضد نہیں کیونکہ سورج اور قمر مخلوق بھی ہیں اور نور بھی اور موت بھی نور ہونے کے منافی نہیں کیونکہ تمام اجسام جو نوری ہیں ان پر بھی موت آئے گی حتیٰ کہ ملک الموت بھی سب سے آخر میں موت کا شکار ہوں گے پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت شریفہ اور حوادثات کا ذکر کر کے کیوں نور سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور صرف قل انما انا بشر مثلکم کی رٹ لگاتے رہنا دانشمندی نہیں قرآن مجید میں قد جاء کم من اللہ نور بھی ہے اور قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا بھی اور وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین بھی تمام اوصاف و محامد کو یکسر ترک کر کے صرف بشر کی رٹ لگانا انصاف کے سراسر منافی ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں اپنی رسالت لوگوں کو منواتے تھے ان کی بشریت کی منادی نہیں ہوا کرتی تو پھر ہمیں یہ حق نہیں پہونچتا کہ ہم کبھی دن رات یہی ڈھنڈورا پیٹا کریں تبلیغ اور صاف عقیدہ

کی کی جانی ہے اور بشریت محض تو کہ دشمن بھی بشر ہے جیسا کہ مولانا ئے روم مست بادہ قیوم فرماتے

> گر بصورت آدمی انساں بُدے
> احمد و بوجہل ہم یکساں بُدے

یعنی اگر محض صورت سے آدمی انسان ہوتا تو ابوجہل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہوتے اور فرماتے ہیں

> آدمی دید است باقی پوست است
> دید آں است آنکہ دید دوست است

یعنی انسان تو دید کا نام ہے باقی تو گوشت اور پوست ہے پھر فرماتے ہیں

> کافراں دیدند احمد را بشر
> چوں ندیدند از وے انشق القمر

یعنی کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر دیکھا معجزہ انشق القمر ان سے نہیں دیکھا۔ اور فرماتے ہیں

> گرد دیدہ ابلیس گفت۔ این منم فرع طین
> چوں بافنا ہیں مزمن آتش جبیں

ابلیس نے مٹی دیکھی دور کیا یہ مٹی سے ہے مجھ آگ سے پیدا ہوئے پر کس طرح فوقیت دکھا سکتا ہے۔ مولانا کے ارشاد کے مطابق انبیاء علیہم السلام کو جیسا البشر سمجھنا ادراک نہ رکھنے والوں کا دستور ہے اللہ مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف کرے۔ آمین

مسلمانو! موت کو مت بھولو. موت کو یاد رکھتے ہوئے. اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو. مسجدوں کو بھرو. عقیدہ کی پختگی کے ساتھ عمل کی پختگی بھی ضروری ہے. عورتوں کو پردہ میں رکھو بے حیائی اور بد عملی سے باز آؤ. اسلام اور اپنا نام سربلند کرو

. . . .

مکرمی مولانا عبدالنعیم صاحب قبلہ عزیزی

تسلیمات نافرہ! امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا

انتظار بسیار کے بعد "سنی دنیا" اپنی تمام تر

رعنائیوں کے ساتھ نظر نواز ہوا۔ مضامین پر سرسری نظر

ڈالتے ہی لمحات انتظار کے اضطرابات اک پل میں

دور ہو گئے۔ سبھی مضامین ہر اعتبار سے معیاری

حتیٰ کہ کالم "خبریں" اور "مکتوبات" میں بھی

مراسلات و مکتوبات شامل کئے گئے ہیں جن میں

[illegible] و موزونیت کا پہلو نمایاں ہے۔

تعریجی طور پر حضرت علامہ بحر العلوم صاحب قبلہ کا

[illegible] شرح کلام رضا استاذ گرامی حضرت علامہ

[illegible] صاحب کا مکتوب۔ حضرت علامہ بدر القادری صاحب

[illegible] فقر و لعنا کا اسلامی تجزیہ، اور جناب ظہور انور صاحب

[illegible] ٹیلی ویژن اور تصویر" انتہائی مفید اور معنیٰ خیز

اور "باب سخن" کا تو ذکر ہی کیا۔ اسے پڑھتے ہی

بے ساختہ طور پر میری زبان سے نکلا

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

[illegible] بیباکانہ اور مجاہدانہ طرز تحریر بھی میری جانب سے دلی

[illegible] قبول فرمائیے۔ یقینی طور پر مذہب اہلسنت کی ترجمانی

[illegible] ایسے بیباک جریدے کی ضرورت عرصہ دراز سے محسوس کی

[illegible] تھی۔ چہ خوب کہ یہ مبارک کام بریلی کی پاک سرزمین سے

[illegible] شروع ہوا۔ حامیان سنت اور شیدایان اعلیٰحضرت بریلی

[illegible] مند ہوتا ہے کہ اس مایۂ ناز جریدہ کو ترقی کی راہ پر گامزن

[illegible] بر ممکن کوشش فرمائیں۔ دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت اس ماہنامہ قمر رسالہ کو شہرت و دوام عطا فرمائے آمین۔ حضرت ازہری صاحب قبلہ

[illegible]

رمضان المبارک کے فضائل و برکات

قمر مصطفوی شمس آبادی:

ابر رحمت ساتھ لیکر آگیا ماہ صیام

دے رہا ہے برکتوں کا آج گھر گھر یہ پیام

ہو تری تعریف کیونکر اے مرے ماہ صیام

مومنوں کو دیتا ہے صہبائے کوثر کا تو جام

جسنے روزے تیس پورے رکھ لئے اس ماہ کے

خلد میں پائیگا وہ اعلیٰ سے اعلیٰ تر مقام

صبح صادق سے رہیں جو تشنہ تا وقت غروب

باغ جنت میں پہنچکر پائیں گے کوثر کا جام

ایک نیکی کا بدل ستر گنا اس ماہ میں

مومنوں کو چاہئے کرتے رہیں وہ نیک کام

روزہ مومن کو جہنم سے دلائے گا نجات

کہتے ہیں یہ میرے نبی محترم خیر الانام!

تیری آمد سے کھلے دروازے سارے خلد کے

شکر یہ صد شکریہ تیرے لئے ماہ صیام

اس مبارک ماہ میں قرآن بھی نازل ہوا

رات اک ایسی ہے اسکی جسکا ہے اعلیٰ مقام

تیری آمد سے شیاطین ہو گئے بے بال و پر

ہر طرف اب نور ہے رحمت ہے تیری صبح و شام

دولت کونین و مکاں مل جائیگی اسکو قمر

جسنے راہ حق میں کر دی زندگی اپنی تمام

آج قوم کو ایک قائد کی ضرورت ہے

ڈاکٹر شیر زماں انصاری کڑا

اس وقت ہم کروڑوں کی تعداد میں اس دنیا میں ہیں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمارے قبضہ میں زمین کا ایک بڑا حصہ عطا کیا ہے دولت کے وسائل علوم سائنس وصنعت کی صلاحیتیں بھی عطا کی ہیں۔ لیکن جو عزت ہمارے اسلاف کو حاصل تھی وہ ہم کو حاصل نہیں ہم گر چکے ہیں شکستیں کھا رہے ہیں یہاں تک کہ ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن گیا ہے ہم جب ہی کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ ملت کے سارے لوگ متحد ہو کر آگے بڑھیں۔

اجمیر مقدس، مارہرہ مطہرہ، بریلی شریف کچھوچھہ مقدسہ وغیرہ یہ سب ہمارے ہی تو آستانے ہیں اور یہاں کے سجادگان مشائخ عظام علمائے کرام ہمارے ہی تو ہیں ہم سب کا مسلک ایک ہے تو ہم سب متحد ہو کر اجتماعی طور پر اپنے قائد کے اشارے پر عمل کریں۔ آج ملت آواز دے رہی ہے

کہ اشرفی، رضوی، مصطفوی، چشتی، بشیری
وغیرہ متحد ہو کر ایک محاذ بنائیں جب تک ہم
ایسا نہ کریں گے ہماری آواز میں کوئی طاقت
نہ ہوگی اس سلسلہ میں آل انڈیا اتحاد ملت کانفر
ہو سارے علما و عوام اجتماعی طور پر جمع ہو کر ا
مسائل پر غور کریں۔ آج اپنی مرضی سے کوئی
وی۔ ڈی۔ او جائز قرار دے رہا ہے کوئی لاؤڈ اس
پر نماز آخر ایسا کیوں؟ کیا ہر شخص کو بغیر اونچ نیچ
سمجھے فتویٰ دینے کا حق حاصل ہے اس ضمن میں
ایک شرعی بورڈ تشکیل دی جائے جس کا فیصلہ
قطعی فیصلہ ہو اس سے ہم منتشر ہونے سے بچ
جائیں گے اور اتحاد مضبوط ہوگا اپنی اپنی ڈفلی اپ
اپنا راگ الاپتے رہیں گے تو قوم کا کیا حال ہو
ہم اس ملک میں اپنے مسلک کے ماننے وا
۸۰ فیصد ہیں ہماری بہت سی انجمنیں ہیں بہت سی
آل انڈیا جماعتیں ہیں نام کچھ بھی ہو لیکن آواز

آج کے نازک وقت میں آئیے ہم سب مل کر عہد
کریں کہ اپنے قائد حضور مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں
صاحب ازہری میاں قبلہ کے مفید مشوروں پر عمل
کریں گے اور دنیا کو دکھادیں گے کہ ہم جنکو چاہیں
تاج پہنا سکتے ہیں اور جسکے سر سے چاہیں اتار سکتے ہیں
عرس رضوی کے موقع پر جو کانفرنس مسلم پرسنل لا کے
بارے میں ہوئی اس میں حضرت مولانا منانی میاں صاحب
شیر ہندوستان سید مظفر حسین صاحب، مفکر ملت
حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب عزیزی کی تقریروں
نے حکومت کی بنیادیں ہلادیں۔

علمائے کرام کی بارگاہ میں مودبانہ عرض ہے کہ اس
بارے میں کوئی ٹھوس قدم اٹھاکر ملت کو منتشر ہونے
سے بچائیں۔ عوام کا فرض ہے کہ علمائے حق کی باتوں پر
عمل کریں۔ اللہ تعالی ہم کو ایک اور نیک بنائے۔ آمین
واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ضروری انتباہ:۔ اب میرے نام پر دیگر تمام رسالہ سنی دنیا دار الافتاء یا اور
کسی بھی طرح کے تحت جو بھی ڈاک روانہ کی جائے اسکے لئے
مندرجہ ذیل پتہ لکھیں۔ اختر رضا خاں ازہری
پوسٹ بکس نمبر ۲۳۵ (235) سوداگران
رضا نگر بریلی شریف یوپی

منقبت

ہر اک رستے میں میرے رہنما احمد رضا نکلے

از نازاں فیضی گیاوی

یہ فیض مصطفے یوں تو ہزاروں اولیا نکلے
مگر دیکھو میں سبکے تاجور غوث الوری نکلے
انھیں کے در کا کھاتے انھیں کا نام لیتے ہیں
وہ ہونگے اور جو اس سلسلے میں بے وفا نکلے
چلے اجمیر سے بغداد پھر طیبہ تک پہونچے
ہر اک رستے میں میرے رہنما احمد رضا نکلے
شہ جیلاں! ذرا نازاں پہ بھی نظر کرم کیجے
کہیں ایسا نہ ہو یہ حشر میں بے آسرا نکلے

اختر رضا خاں ازہری پوسٹ بکس نمبر ۲۳۵
بریلی شریف۔ رجسٹری یا منی آرڈر وغیرہ کے لئے
اسی طرح لکھیں۔

اختر رضا خاں ۸۲ سوداگران
رضا نگر بریلی شریف

.....–

منقبت

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

مولانا شبیر احمد نعیمی پورنوی استاد معقولات دار العلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں

سن لے میری التجا سیدی غوث الوریٰ
جان و دل تجھ پر فدا سیدی غوث الوریٰ

آپ کے میں نام سے بک چکا ہوں غوث پاک
میں بھلا ہوں یا برا سیدی غوث الوریٰ

موج و طوفاں و بلا کا مجھ کو کوئی غم نہیں
آپ کا ہے آسرا سیدی غوث الوریٰ

مشکلیں حل ہوں مری آلام کا ہو خاتمہ
اے مرے مشکل کشا سیدی غوث الوریٰ

آپ کے در پر کھڑا ہوں جھولیاں بھر دیجئے
التجا ہے سیدا سیدی غوث الوریٰ

بخشدے میرے معاصی دور فرما لغزشیں
اے کریم وارثا سیدی غوث الوریٰ

میں مریض عشق ہوں اور درد سے ہوں مضطرب
دیجئے آقا شفا سیدی غوث الوریٰ

یاد حق میں دل مرا روشن ہو مثل آئینہ
قلب میں دید و جلا سیدی غوث الوریٰ

جادۂ حق و صداقت پر رہوں میں گامزن
میرے اچھے رہنما سیدی غوث الوریٰ

واپسی کے دم میں میرے ساتھ ہو ایمان کا
خوش رہے مجھ سے خدا سیدی غوث الوریٰ

جبکہ پوچھیں گے نکیرین مجھ سے آ کے قبر میں
آپ ہوں جلوہ نما سیدی غوث الوریٰ

حشر کے میداں میں ہوگا سامنے جب پل صراط
ساتھ ہو بہر خدا سیدی غوث الوریٰ

نفسی نفسی کا سماں جب ہو مرا بہر خدا
ہو آپکا فضل و عطا سیدی غوث الوریٰ

نیکیوں کے نامۂ اعمال میں جب ہو کمی
اس کمی کو دور فرما سیدی غوث الوریٰ

گزشتہ سے پیوستہ

۴۔ طلاق کے بعد رشتہ ازدواج شرعاً ختم ہو جانے کے بعد مطلقہ سابق شوہر کی بیوی نہیں رہتی ہے۔ لیکن سپریم کورٹ نے مذکورہ بالا فیصلہ میں مطلقہ کو حسب سابق بیوی ہی قرار دے کر احکام شریعت کی خلاف ورزی کی ہے یہاں پر بھی سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے سروں پر ہندو فلاسفی کا بھوت سوار ہے

مسلم پرسنل لا میں مداخلت

کیونکہ ہندو فلاسفی میں ۷ اگنی سمبکھ پر تگیا کرنے کے بعد عورت جنم بھر کے لئے بیوی مانی جاتی ہے۔ بلکہ جنم جنم کا ساتھی تصور کی جاتی ہے۔ اسی فلاسفی سے متاثر ہو کر جج صاحبان نے مطلقہ کو طلاق دہندہ کی بیوی ہی قرار دے کر تاحیات یا تا نکاح ثانی نفقہ دینے کا فیصلہ دیا۔ گو کہ اپنے فیصلے کو قرآن وسنت کی تعبیر بتایا۔ مگر حقیقت میں ہندو فلاسفی سے متاثر ہو کر فیصلہ صادر کیا۔ سپریم کورٹ آف انڈیا کو مسلمانوں پر ہندو فلاسفی تھوپنے کا حق نہیں ہے۔ اس طرح ملک کی "عدلیہ" نے جو روایت قائم کی ہے اس کو کالعدم ہو جانا چاہئے ورنہ یہ روایت مستقبل میں عظیم فتنہ سامانی کا سبب ثابت ہوگی۔

مرزا ابوالجبار رضوی

سپریم کورٹ آف انڈیا کے فیصلہ کو کالعدم صرف ایو[ان] مقننہ ہی کر سکتا ہے۔ مگر ایوان مقننہ خود ہی اس فیص[لہ] سے قبل چوبیس روز سے برابر مسلم پرسنل لا میں [مداخلت] کرتا رہا ہے جسکو مختصراً ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کتنی عجیب سی بات ہے کہ اسی ایوان مقننہ سے ہم سپریم کورٹ کے [فیصلہ] کو کالعدم کرنے کی فریاد کر رہے ہیں۔

حاصل کلام:۔ مذکورہ بالا مباحث سے وا[ضح] ہو جاتا ہے کہ ایوان مقننہ

ملک کی "عدلیہ" نے مختلف ایکٹ بنا کر و فیصلے صادر کر کے مسلم پرسنل لا میں مداخلت [کی] ہے۔ اور مسلم پرسنل لا کے مقابلہ میں ان ایکٹوں کو بذ[ریعہ] کورٹ نافذ کیا جا چکا ہے گو ابھی تک ایوان مقننہ نے "متحرف مسلم پرسنل لا کوڈ" پاس نہیں کیا ہے۔ کیا ہم اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں کہ ایوان مقننہ کوڈ کی شکل میں متحرف پرسنل لا بنا کر ہمارے اوپر نافذ کر دے یا ا[ور] دیگر یکساں سول کوڈ نافذ کرے تب ہی ہم عملی قدم اٹھائیں۔ بہر کیف مسلم پرسنل لا کے سلسلہ میں ہماری جد وجہد یکا[ئی] اللہ تعالیٰ دین حنیف کا محافظ ہے۔ مگر ہم کو اپنے فرائض ا[دا] کرنا چاہئے۔ اسی کے لئے ہم کو باری تعالیٰ نے مکلف کیا۔

دروازہ کس نے کھولا:۔ مسلم پرسنل لاء میں ترمیم و تحریف

کی کوششیں جاری و ساری ہیں۔ دین بیزار دشمن اسلام دشمن طاقتیں مسلم پرسنل لاء میں ترمیم کی خواہشمند رہی ہیں۔ اور ان کی یہ خواہش جو دروازہ دل سے پوری ہوتی رہی ہے ... ہوئی ان کی کوشش ابھی باقی ہے۔ لیکن مسلم پرسنل لا ... کا دروازہ کھولنے والے بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ جب اتنا بات پر ہے کہ دین ہے ... بلکہ "مفتی اعظم" ~~شیخ الاسلام~~ کا حصہ ملت کے خطاب یافتہ افراد نے ترمیم کا دروازہ کھول کر اسلام دشمن اور دین بیزار طبقہ کو ترمیم کا دروازہ دکھایا ہے۔

کاظمی ایکٹ:۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ وقف ایکٹ اور کاظمی ایکٹ کا مسودہ ... "مفتی کفایت اللہ" صاحب نے تیار کیا تھا اور جمعیۃ العلماء ہند کی سیاسی توجہ کی بدولت ایوان مقننہ سے پاس کرایا گیا جس کا نفاذ ہندوستان کی کورٹوں کے ذریعہ مسلمانوں پر کیا گیا ہے اگرچہ وقف ایکٹ اور کاظمی ایکٹ کے خلاف حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی کی زیر سرپرستی حضور محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کی زیر صدارت جماعت رضائے مصطفےٰ کے پلیٹ فارم سے ملک گیر احتجاج ہوا مگر ابو الکلام آزاد وزیر کابینہ مولوی حفظ الرحمن ممبر پارلیمنٹ مولوی بہار کے جوش

حسین احمد صدر جمعیۃ العلماء ہند کی مشترکہ سازشوں نے مقننہ کو متاثر کر کے کاظمی ایکٹ پاس کرایا جس کے ذریعہ مفقود الخبر شوہر اور خلع کے صدیوں سے رائج شرعی احکام منسوخ کرا کر مفتی کفایت اللہ صاحب کی آراء کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار ہندوستان کی کورٹوں کو دے دیا گیا۔ اور اب کورٹیں اسی پر عمل کر رہی ہیں۔

وقف ایکٹ:۔

وقف ایکٹ کے ذریعہ جہاں اوقاف سے متعلق دیگر شرعی احکامات کی ترمیم کی گئی۔ وہیں جائیداد اوقاف پر لمیٹیشن ایکٹ کا نفاذ بھی کیا گیا جس کے ذریعہ جائیداد اوقاف پر زائد از بارہ سال کسی کا غاصبانہ قبضہ ہونے سے وہ جائیداد وقف سے خارج ہو جاتی ہے۔ اور غاصب اس کا مالک تصور کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کی کوئی بھی کورٹ ایسے غاصب جائیداد اوقاف سے بے دخل کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ جب کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے ایک بار کیا ہوا وقف قیامت تک کے لئے وقف ہے اور کسی بھی وقت غاصب کو بے دخل کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح وقف ایکٹ بنا کر مسلم وقف پر ہاتھ صاف کیا گیا۔ اور غاصبین کو اوقاف پر ناجائز قبضہ کرنے کی ترغیب دی گئی۔ نیز ہمت افزائی کی گئی۔

(جاری ہے)

جشن عقیدت فلمائے معلماخان ۔ دربار اعلحضرت میں

پیش کردہ:۔ میاں جان خاں، محشر شیخوپوری ۔ بدایوں

مشعل بزم ہدایت السلام ۔ دافع تاریک و ظلمت السلام
مسلک اہل شریعت السلام ۔ حامی پیر طریقت السلام
مست صہبائے شریعت السلام
السلام اے اعلیٰحضرت السلام

ذاکر حق و صداقت السلام ۔ مرکز درس عبادت السلام
واقف راز حقیقت السلام ۔ پاسبان دورِ وحدت السلام
مست صہبائے شریعت السلام

حافظ قانون قدرت السلام ۔ صاحب نشر و اشاعت السلام
شاہد مہر نبوت السلام ۔ حاصل چشم بصیرت السلام
مست صہبائے شریعت السلام

واقف اسرار علم مصطفےٰ ۔ رہنمائے امت خیر الورا
راز دار انبیاء و اولیاء ۔ کشتی امت کے برحق ناخدا
مست صہبائے شریعت السلام

السلام اے حامی دین مبیں ۔ اے حبیب نورِ ختم المرسلیں
اے شفیق رحمۃ اللعالمیں ۔ اے رفیق مومنات و مومنیں
مست صہبائے شریعت السلام

واقف رازِ رسول کبریا ۔ مظہر اوصاف ختم الانبیاء
السلام اے شاہد کوئے خدا ۔ السلام اے نائب خیر الورا
مست صہبائے شریعت السلام

السلام اے معرفت کے شاہکار ۔ دورِ حاضر کے حقیقی تاجدار
طالب محشر کے نخل غم گسار ۔ گلشن وحدت کی پاکیزہ بہار
مست صہبائے شریعت السلام
السلام اے اعلیٰحضرت السلام

ایک اہم مکتوب

تصدیق بر فتویٰ

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن

(عدم جواز پر)

از مفتی محمد شمشاد حسین صاحب رضوی ۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں۔

ادیب شہیر، مکرمی جناب عبد النعیم صاحب عزیزی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،
مزاج گرامی

میں پابندی کے ساتھ ہر ماہ "سنی دنیا" کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں، آپ کی ادارت میں نکلنے والا یہ رسالہ نہایت تیزی کے ساتھ کامیابی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ صرف آپ کے خلوص اور بے لوث جذبات کا نتیجہ ہے۔ "ادارہ" میں آپ کی نرم گرم باتیں پڑھ کر دل کو سرور اور طبیعت کو فرحت ہوتی ہے کہیں مسلمانوں کی غفلت شعاری پر نشتر زنی ہے اور کہیں ان کی دکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھا پایا جاتا ہے کہیں آپ مسلمانوں کو کامیابی اور فائز المرامی کی راہ دکھاتے ہیں تو کہیں ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہیں ۔۔۔۔

ان اداریے میں آپ ایسے مضامین لاتے ہیں کہ جن میں جدت، بلندی، عزم و حوصلہ اور جدید اردو ادب کے رجحانات ملتے ہیں اور فصاحت و بلاغت کی اثر انگیزی، طنز و مزاح کی نمکینی بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ
نظریات کا شعور و ادراک بھی جمالیات ،
نفسیات پہ آپ کے تنقیدی نظریات ہیں
انداز بیان سہل اور دل میں اتر جا
ہوا کرتا ہے۔ مضمون میں متانت و سنجید
ہے۔ الفاظ اگرچہ ہلکے پھلکے ہوتے ہیں مگر
اور وقت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نظر
آتے ہیں۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے آپ موجود
میں ایک کامیاب صحافی ہیں اور آسمان صحافت
ایک ایسا ستارہ ہیں جس کی کرنیں مختلف قسم
رنگوں میں ڈھل کر قوم و ملت کی خدمت کرتی
اور ان کی زندگی کے تاریک گوشوں کو روشن
اللہ تعالیٰ آپ کو اس میدان میں کامیاب
کرے تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ آپ کے قلم
توانائیوں سے فائدہ اٹھا سکیں

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ٹی وی اور ویڈیو آج ہندوستان میں اس
عام ہو چکا ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ ہر شہر میں گھ

ہے دیہات میں پھیل چکا ہے لوگ اسے استعمال کر رہے ہیں اس میں ہزاروں روپے [خرچ کر]نے کا مقصد کیا ہے؟ روز روشن سے [ز]یادہ واضح ہے کہ ٹی وی کے استعمال کا مقصد [ک]رکٹ میچ اور فحش ناچ وگانا دیکھنا سننا ہے [ایج]اد سے قبل لوگ خاص قصد وارادہ کر کے [دیک]ھنے جاتے تھے اور تین گھنٹے اپنا وقت برباد [کرتے] تھے مگر آج ٹی وی نے ہر گھر میں سنیما موجود [کر دیا] ہے، رقص وسرود کی محفلیں دہلی منعقد میں [اور م]یچ دور دراز ملکوں میں ہو رہا ہے۔ اور [لوگ اپن]ے گھر میں بیٹھ کر ہی ملاحظہ کر رہے ہیں فقط [ٹی وی آ]ن کرنے کی دیر ہے جس گھر میں ٹی وی ہے [وہاں] مرد وزن کا اختلاط ہے، محرم ونامحرم کا کوئی [امتیاز نہ]یں لڑکیاں وہی لباس زیب تن کر رہی ہیں جو [اسکرین] پر ہیروئن کے بدن پر دیکھ رہی ہیں۔ وہ شرعی [یا غ]یر شرعی اس سے کوئی مطلب نہیں ——

[مسلم]انو! کبھی تم نے اس پر غور کیا کہ یہ معاشرہ [آنے وال]ی نسلوں میں کیا گل کھلائے گا۔ خدارا انصاف [کرو] کیا نہیں خدا کے سامنے نہیں جانا ہے۔ کیا [قب]ر کی تاریک کوٹھری میں نہیں آنا ہے۔ اگر تمہاری [یہی بے حس]ی اور غفلت شعاری رہی تو کان کھول کر [سن لو] وہ دن دور نہیں ہے جہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا [اور] انسان کو اپنے کئے کا حساب وکتاب دینا ہوگا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ٹی وی اور ریڈیو سے معاشرے میں خرابیاں لازم آ رہی ہیں۔ اور لوگ اسے لہو ولعب، تفریح طبع کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اس طور پر ٹی وی استعمال کرنے میں سب شریک ہیں لڑکے، لڑکیاں۔ مرد وعورت۔ جوان بوڑھے کسی میں کوئی امتیاز نہیں اگر اس سے منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ دنیا ترقی کر رہی ہے اور سائنس کی ایجاد سے مستفیض ہو ہو کر آگے بڑھ رہی ہے۔ اور آپ ہمیں پیچھے رہنے کی ترغیب دیتے ہیں ایسی صورت میں کسی بھی دار الافتا اور کسی بھی مفتی کے قلم سے ٹی وی کے جائز ہونے کا خواہ کسی بھی حیثیت سے ہو اگر عوام الناس کو یہ سراغ مل گیا تو لوگ ہر جائز وناجائز مناظر کو ٹی وی پر دیکھنے کی سند بنا لیں گے اور برملا یہ کہتے پھریں گے کہ فلاں مفتی نے ٹی وی کو جائز قرار دے دیا ہے اور اس قسم کے جملے سننے میں بھی آتے ہیں صرف اسی پر بس نہیں بلکہ جو ٹی وی دیکھنے میں جھجھک محسوس کرتے تھے وہ برملا دیکھیں گے اور اس سے جو بالکل پرہیز کرتے تھے وہ بھی اب آہستہ آہستہ اس طرف قدم بڑھائیں گے جہاں امور غیر شرعیہ کے مرتکب ٹی وی دیکھنے والے ہوں گے وہاں فتویٰ جواز کا دامن بھی سلامت نہ رہے گا۔ لاکھ ہم چلاتے ہیں جواز کا مطلب یہ ہے وہ نہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اس لئے ایسے حالات کے پیش نظر ٹی وی کے جائز

ہونے کی خواہ کسی صورت سے ہو نشاندہی نہ کی جائے
ٹی وی کے یہ وہ مضر اثرات ہیں جو بالکل صاف
اور واضح ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے جس میں کسی بھی
قسم کا شک وشبہ کیا جائے ٹی وی دیکھنے والے اگر اپنے
سینے پر ہاتھ رکھ کر اور متانت وسنجیدگی سے غور کرے گا
تو اس کا جواب ان شاء اللہ یہ ہوگا کہ اس سے سماج میں
برائیاں پھیل رہی ہیں اور اخلاق میں گراوٹ۔ مغربی تہذیب
وتمدن کو بڑھاوا مل رہا ہے۔ عشق ومحبت کی باتیں
ہو رہی ہیں اس لئے کہ یہ ٹیلی ویژن ہر مرد وعورت کو دل پذیر
جلوؤں کی ترغیب دے رہا ہے

جہاں تک تحقیق وتنقید کا تعلق ہے تو اس کا
دروازہ کھلا ہوا ہے۔ البتہ اجتہاد کا دروازہ ضرور
بند ہے ہر انسان کو اجازت ہے کہ وہ اپنی قوت دماغ
صرف کرکے نئے مسائل اور جدید آلات واختراعات
کا حل تلاش کرے مگر حاملین اجتہاد کے اصول وضوابط
کی پابندی کرتے ہوئے اس سے ہٹ کر کسی بھی انسان کو
اجازت نہیں ہے خواہ کوئی اپنے وقت کا عالم فاضل، محقق
مفکر ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا اس لئے ہے کہ اس دور میں لوگوں
کو وہ علوم وفنون ہی حاصل نہیں ہیں جو اجتہاد کے لئے
ضروری ہیں۔

تحقیق کرنے والے ہر زمانے میں تحقیق کرتے چلے
آئے ہیں اور اپنی اپنی رائے پیش کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ
ہے کہ کسی کسی مسئلہ میں اختلاف رائے ہو گیا ہے اور
اسی اختلاف رائے کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے رحمت فرمایا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں ـــ

اختلاف امتی رحمۃ، کسی خاص مسئلہ میں
اختلاف رائے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک
تحقیقی اور فکری مسئلہ ہے۔ جس میں ہر ایک کو اپنی
اپنی رائے کے اظہار کی اجازت ہے۔ ایسے ہی
مختلف فیہ مسائل میں آج کا ابھرتا ہوا مسئلہ ٹی وی کا
ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ٹی وی کے ہر پہلو پر
بحث کی جائے اس کی حقیقت و ماہیت، ساخت و
پرداخت۔ اس کے ایجاد کے اغراض ومقاصد، اس
کے استعمال سے مرتب ہونے والے نتائج واثرات
اور اس کے اجزائے ترکیبی وغیرہ موصوف پر ایک سیر
حاصل بحث کی جائے اور نہایت ہی گہری نظر سے
اس کا مطالعہ کیا جائے تاکہ ٹی وی کا مسئلہ واضح
ہوکر سامنے آجائے اور اس کے جائز وناجائز
ہونے کی حیثیت متعین ہو جائے اور اسے یوں جانا
جائے کہ اس کا تجزیہ کیا ہے۔ اس کے اصول و
نظریات کیا ہیں ویسے یہ ایک مشکل مسئلہ ضرور نظر آتا
ہے۔ مگر اس کی صحیح نوعیت کو پہچاننے کے لئے اس راہ
سے چلنا ناگزیر ہے

فروری اور مارچ سنہ ۱۹۸۶ء کا "ماہنامہ آستانہ دہلی"
میری نظر سے گزرا اس رسالہ کے صفحہ ۲۷ تا صفحہ ۵
ٹیلی ویژن اور تصویر کے نام سے ایک مضمون چھپا ہوا
ہے۔ یہ مضمون کیسا ہے اور کن خوبیوں کا مرقع
ہے یہ تو مطالعہ کے بعد حل ہوگا۔ ویسے اس مضمون
کی بلندی اس تبصرہ سے ثابت ہو جاتی ہے جو شروع
صفحہ میں ادارہ کی جانب سے کیا گیا ہے۔

جہاں تک میں نے اس مضمون کا مطالعہ کیا ہے اس کے پیش نظر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ مضمون اپنی گوناگوں وسعتوں اور خوبیوں کی وجہ سے ایک اعلیٰ مقالہ ہے جس میں ٹیلی ویژن کی حقیقت ماہیت، ساخت اس کے اصول و کلیات سے بحث کی گئی ہے ساتھ ساتھ ٹیلی ویژن کے جزئیات پر بھی اچھی روشنی ڈالی گئی ہے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد صاف طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ٹیلی ویژن کی تصویری اور اس کا فلسفہ کیا ہے اس میں نظر آنے والا سین تصویر ہے یا نہیں اور ہے تو اسے کس طرح ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے اور اسے کیسے رسیو کیا جاتا ہے اس میں ان تمام چیزوں کی وضاحت تامہ موجود ہے

فاضل مضمون نگار قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے یہ لکھ کر دین کی ایک اہم اور دینی و ملی ضرورت کو پورا کیا ہے اور علماء کے لئے اس مسئلہ میں قلم اٹھانے کے لئے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ یہ مضمون جناب پروفیسر ایم۔ اے ہیم کا ہے۔ ٹی وی کب بنا ہندوستان میں کب آیا اس کا دور کس سن میں شروع ہوا اس کے متعلق آں جناب لکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ٹی وی ۱۹۲۰ء-۲۶ میں برطانیہ کے جے ایل بیرڈ نے ایجاد کیا ہندوستان میں ٹی وی ۱۵ ستمبر ۱۹۵۹ء سے شروع ہوا جب آل انڈیا ریڈیو نے دہلی میں ٹی وی کی ایک تجرباتی سروس قائم کی ۱۹۷۲ء میں ٹی وی نے زور پکڑا اور اس بہت سے شہر کلکتہ، بمبئی۔ مدراس، سری نگر، لکھنؤ وغیرہ میں کھولے گئے یکم اپریل ۱۹۷۶ء سے ٹی وی کو آل انڈیا ریڈیو سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی ایک ڈائرکٹریٹ بنا دی گئی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ فاضل مصنف کو تاریخی معلومات میں کافی مہارت حاصل ہے اسکرین پر کسی سین یا کسی منظر کو دکھانے کیلئے کتنے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے کس طرح سین کی تصویر لی جاتی ہے کن اصولوں کے تحت سب سے اس کی اسکیننگ کی جاتی ہے اور کیسے فضا میں اچھالا جاتا ہے اس بارے میں فاضل موصوف نے تفصیل سے بحث کی ہے ویسے میں اس کا خلاصہ اور خود ان کی تحریر نقل کر رہا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں

اور سب سے پہلے خود ٹی۔ وی کے اسکرین پر تصویر نظر آنے کی کہانی بھی صرف اتنی ہے کہ تصویر بن جانے کے بعد اس کی اسکیننگ ہو گئی آگے پیچھے اس کو ایمپلیفائی کیا گیا اور ٹی وی ٹاور کو سونپ دیا گیا جس سے یہ سگنلس چاروں طرف پھیلا دیئے۔۔۔ جیسے اس کے بعد ٹی وی کے ریسیور نے اسے ریسیو کیا اس کی پھر اسکیننگ ہوئی آگے پیچھے پھر ایمپلیفائی کیا گیا اور پکچر ٹیوب کو سونپ دیا اور پکچر ٹیوب سے ایک ضابطے کے تحت یہ تصویر جیسی کہ ٹی۔ وی کے اسکرین پر نظر آگئی۔ پہلی اول تصویر اور آخر تصویر۔۔۔ بیچ میں تصویر کو تصویر کی شکل میں پیش کرنے کے [illegible]

مندرجہ بالا عبارت کو بار بار پڑھئے اور ادا کئے جانے والے صفحات کو خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اس مضمون کی بحث انہی صفحات میں ہوگی۔ (جاری ہے)

شب قدر کی فضیلت

مفتی محمد حبیب یار خاں نوری ۔ اندوری

شب قدر کی عظمت و فضیلت ؟ اللہ اکبر!
ں بیان کر سکتا ہے ؟ اس کی بہتری و برتری کا تو
ن کریم خطبہ پڑھ رہا ہے ۔ سورۂ قدر پڑھیئے اور
ی عظمتوں کا اعتراف کیجئے ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔
اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت
کیسی بہتر ہے ۔ بے شک ۔ سبحان اللہ! پھر اس
یں ذو المجد و الفخم ، افضل الکتب قرآن عظیم
زل ہونا اور اس رات کا رمضان جیسے مبارک و
س مہینہ میں واقع ہونا فضیلت بالائے فضیلت ہے
سو نے پر سہاگہ یہ ہے کہ اسی رات میں غروب
ب سے طلوع فجر تک باری تعالیٰ تجلی فرماتا ہے
کی عطائیں بخششیں عام کر دی جاتی ہیں اور روح القدس
رت جبریل امین عمیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و التسلیم اور
کہ رحمت زمین پر نازل ہو کر مسلمانوں کو سلامی کا
ر دیتے ہیں ۔ مزید یہ کہ ایسی شاندار رات کا شاندار
ت "امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیم کو عطا
یا ! اس کی عظمت و شوکت میں چار چاند لگا رہا ہے

کہ خیر الامم ، خیر الشہور کے لائق اور خیر الشہور خیر الامم ہی کے لئے مناسب ہے ۔ اور یہ تمام کا تمام صدقہ ہے کونین کے دولہا رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا فالحمد للہ علیٰ احسانہ و افضالہ ایک روز حضور علیہ السلام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہیں بنی اسرائیل کے ایک ایسے عابد و مجاہد کا تذکرہ فرمایا جنہے مسلسل ایک ہزار مہینے رات دن عبادت و ریاضت اور جہاد فی سبیل اللہ میں گزارے ۔ صحابۂ کرام کو اس بندۂ خدا کی مسلسل عبادت پر رشک کے ساتھ اس کی اتنی لمبی عمر پر تعجب ہوا ۔

عرض کرنے لگے ! یا رسول اللہ ! ہماری زندگیاں تو بہت مختصر ہیں ، ہم کس طرح اتنی عبادت کر سکتے ہیں ؟ صحابۂ کرام کے اظہار تاسف پر حضور علیہ السلام فکر میں پڑ گئے تو رب السموات والارض نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے فوراً سورۂ قدر نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ !

"اے محبوب ہمارے ! ہمیں تمہارے مرتبے میں تمہاری امت

بھیجا محبوب ہے فکر مت کرو تمہارے غلاموں کی صرف ایک رات کی عبادت ہماری بارگاہ میں بنی اسرائیل کی ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ قدر و منزلت رکھتی ہے" اور وہ رات شب نزول قرآن ہے" اس مبارک رات میں سدرہ کے مکین جبریل امین علیہ التحیۃ والتسلیم فرشتگان رحمت کے لشکر عظیم ان کے ہمراہ روئے زمین پر تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ چار پرچم ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ بالترتیب گنبد خضری بیت المقدس، بیت اللہ شریف اور کوہ طور پر نصب فرماتے ہیں۔ پھر جبریل مسلمانوں کے گھروں میں تشریف لاتے ہیں اور وہ خوش نصیب مسلمان مرد و عورت، بوڑھے بچے جوان ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہوتے ہیں انہیں سلامتی کا پیغام دیتے ہیں اور فرماتے ہیں! سلامتی نازل فرمانے والا تم پر سلام بھیجتا ہے، مگر ہاں یہ فرشتے ان لوگوں میں قطعاً داخل نہیں ہوتے۔ جو اپنے یہاں بت یا تصویر یا کتا رکھتے ہیں۔ یا جہاں شراب یا سور کھانے والا یا بلاوجہ رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا یا ناپاک بے غسل رہتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

شب قدر کی تلاش

شافع محشر، ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "شب قدر کو رمضان کی آخری دہائی کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔" یعنی اکیسویں[21]۔ یا تئیسویں[23] یا پچیسویں[25] یا انتیسویں[29] رات شب قدر ہے" [1]

شب قدر کا تعین نہ فرمانے میں سرکار علیہ السلام کی ایک مصلحت یہ تھی کہ خواص امت قرآن و حدیث میں غور و فکر کریں اور تلاش و جستجو کے بعد اسے بیان کریں۔ یہی ہوا بھی کہ بعض وقت مختلف اقوال مروی ہیں۔ اسی طرح شب قدر میں۔ اختلاف امتی رحمۃ" کے جلوے صاف نظر آرہے ہیں۔

دوسری مصلحت یہ تھی کہ عامۃ المسلمین جذبہ اور شوق عبادت سے سرشار باہیں خیال و امید کہ شاید یہ رات "شب قدر ہو" کے بعد دیگرے ان تمام راتوں میں مصروف عبادت رہیں تاکہ اکرام خداوندی کے زیادہ سے زیادہ مستحق بن جائیں۔

بہر حال سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی تحقیق یہ ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے جمہور علمائے کرام بھی اسی طرف گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا استدلال تو یہ ہے کہ جس طرح شب قدر کا رمضان المبارک میں ہونا، آخری عشرہ میں ہونا اور کسی طاق رات میں ہونا طے شدہ امور ہیں۔ اسی طرح یہ طے ہے کہ رب تبارک تعالی کو اعداد میں طاق عدد (بے جوڑ) بہت پسند ہے اور طاق اعداد میں سات کا عدد زیادہ پسند ہے۔

اسی لئے اس نے سات آسمان پیدا فرمائے۔ زمینیں پیدا فرمائیں، جہنم کے طبقات سات ہیں۔ طواف کے پھیرے سات ہیں اور جن اعضاء پر سجدہ کیا جاتا ہے وہ بھی سات ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ "شب قدر" بھی رمضان کی ستائیسویں شب ہے!

دوسرا استدلال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کے لئے جب ہم نے "سورہ قدر" پر غور کیا تو سوال مسلط ذہن پر ابھرا کہ آخر اتنی مختصر سورہ میں لفظ "لیلۃ القدر" کو تین تین بار ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

پھر جب "لیلۃ القدر" پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں ۹ نو حروف ہیں تب ۹ کو تین پر ضرب دینے سے حاصل ضرب ستائیس ۲۷ نکلا انہیں ہی تینوں "لیلۃ القدر" کے حروف کو جوڑا تو بھی حاصل جمع ستائیس ہوا بس فوراً بات سمجھ میں آگئی کہ "لیلۃ القدر" ستائیسویں ۲۷ شب ہے۔ علاوہ ازیں قاضی مدینہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا یقین اس حد تک کامل و اکمل تھا کہ وہ قسم کے ساتھ فرماتے تھے کہ ستائیسویں شب ہی شب قدر ہے۔

"شب قدر کی پہچان"

بعض مفسرین و محدثین نے تجربہ و مشاہدہ کی روشنی میں شب قدر کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رات "شب قدر" ہے۔

وہ نشانیاں یہ ہیں۔ ۱ کھاری پانی کا میٹھا ہو جانا ۲ جبرئیل امین علیہ السلام کا طاعت گزاروں سے مصافحہ کرنا ۳ اس سے ملاقات کرنے والوں کا بدن کانپ اٹھنا

دل پر رقت طاری ہونا ۵ آنکھوں سے آنسو جاری ہونا ۶ کتوں کا کم بھونکنا، گدھوں کا کم رینکنا ۸ جانوروں اور درختوں کا سجدہ کرنا۔ ۸ عزیزی روح اشیاء کا آواز کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا ۱۰ تھوڑی روشنی سے ماحول بقعۂ نور بن جانا۔ ۱۱ اور "شب قدر" کی صبح آفتاب کی کرن کا ماند ہو وغیرہ۔

نوافل شب قدر

بڑے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو "شب قدر" جیسی فضیلت والی رات پائیں اور اس کی قدر جان کر نماز و تلاوت ذکر و نوافل اور درود و سلام میں مصروف رہیں اور شب بیداری کریں۔

انہیں بیکساں چارہ ساز دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ!

"جو شخص خلوص و للہیت کے ساتھ شب قدر کو زندہ رکھے گا اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سرکار علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ!

"جس شخص نے اس رات کو بیکار کھو دیا درحقیقت اس نے تمام بھلائیوں کو ضائع کر دیا اور بڑا بد نصیب وہی ہے جو ہر بھلائی سے محروم رہے"

اسلئے خدا توفیق دے تو ....

۱۔ شب قدر میں چار رکعات نفل ایک سلام سے ادا کریں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین بار اور سورہ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھیں اور نماز

فارغ ہونے کے بعد ایک بار تسبیح پڑھیں پھر دعا مانگیں

تسبیح:۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ۔
واللہ اکبر۔

تنبیہ:۔ ہر نماز نفل ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا فرض ہے۔ اسلئے جب قعدہ میں بیٹھیں تو صرف التحیات کے ساتھ درود و دعائے ماثورہ پڑھیں۔ پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو پہلے ثنا پڑھیں۔ پھر قرآن شروع کریں۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں عام طور پر لوگ اس سے غافل ہیں۔

۲۔ دو رکعات نفل ادا کریں۔ دونوں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھیں نماز کے بعد پھر سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

سو مرتبہ اور درود شریف سو مرتبہ پڑھکر دعا مانگیں۔

۳۔ دو دو رکعت کی نیت سے سو رکعات نفل ادا کریں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ قدر اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں۔ اور ہر دو رکعات پر سلام کے بعد درود شریف دس مرتبہ۔

۴۔ ۔ ۔ ۔ وہ دعا جسکو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شبِ قدر میں ورد کرنے کے لئے تعلیم فرمائی۔ اسے خوب پڑھیں۔ دعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

۵۔ ۔ ۔ یہ دعا بھی بڑی جامع ہے جتنی زیادہ تعداد میں پڑھی جائے پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

منقبت۔ بارگاہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر رضوی مجددی تلمیذ پور بریلی شریف۔ تمنا چھیا پور

رہے شاداب یارب گلستانِ مفتی اعظم
مہکتا ہی رہے یہ بوستانِ مفتی اعظم

حصولِ طاعت و تقویٰ میں گذری ہستی نوری
منور زہد سے ہے داستانِ مفتی اعظم

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
کہ ہیں اہلِ طریقت رازدانِ مفتی اعظم

کرے کس طرح کوئی ہمسری اربابِ الفت میں
کہ ہیں فخرِ زمانہ عاشقانِ مفتی اعظم

رہے شاداب یارب گلستاں احمد رضا خاں کا
عیاں اختر رضا خاں سے ہے شانِ مفتی اعظم

دلِ بیتاب کو تسکیں نہو کیوں انکے روضہ پر
لگا ہوتا ہے جنت آستانِ مفتی اعظم

نگاہِ لطف ہو اس سمت بھی اے رہبرِ کامل
امیر قادری ہے مدح خوانِ مفتی اعظم

نگاہِ نبوت کا اعجاز

از مولانا خلیل الرحمن - دیناجپوری
حسن پورہ سیوان

آکاش کے نیلگوں پردے پر جھلملاتے تاروں کی جھرمٹ میں جس طرح چودھویں کا چاند جگمگاتا ہے۔ بس اسی طرح مسجد نبوی کے وسیع و عریض صحن میں اپنے جاں نثار صحابہ کے درمیان آج مہتاب نبوت جلوہ گر ہے اور عشق و عرفان کی کرنیں بکھیر رہا ہے۔ دربار مصطفیٰ میں صدیق صداقت شعار بھی ہیں عمر باوقار بھی، عثمان حیادار بھی ہیں بلال وفادار بھی، حیدر کرار بھی ہیں جمیع صحابہ کبار بھی، تمام جاں نثار حبیب کردگار کے سامنے پیکر ادب نظر آرہے ہیں لب خاموش، زبان ساکت نگاہیں جھکی ہوئی ہمہ تن گوش بر آواز گویا ہر شخص ادب و احترام کا مجسمہ ہے پورا مجمع سکوت و خامشی میں ڈوبا ہوا ہے۔ یکایک لب ہائے رسالت میں جنبش ہوئی زبان نبوت سے ایک صدا ابھری" آہ ... زید بن حارث شہید ہوگئے!" اتنا سننا تھا کہ صحابہ کے کان کھڑے ہوگئے متوحش نگاہوں سے مصطفیٰ جان رحمت کو دیکھا۔ گلشن نبوت کا شگفتہ پھول اداس ہوگیا تھا یہ دیکھ کر صحابہ کے دل مرجھا گئے۔ لیکن ابھی دو چار لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ رسول گرامی کا مقدس چہرہ شگفتہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔ صحابہ کے دل کی کلیاں کھل اٹھیں پورے مجمع میں مسرت کی لہر دوڑ گئی لیکن ابھی پروانوں نے اطمینان و سکون کی سانس بھی لی تھی کہ پیشانی اقدس پر فکر کی لکیریں ابھریں۔ آہ .. جعفر بھی شہید ہوگئے "! یہ سنکر صحابہ تڑپ اٹھے حیرت و استعجاب کے ملے جلے جذبات میں دریافت کرنا بھی چاہا تو فرط ادب سے پوچھا نہ گیا یہاں تک کہ رخ انور کا کرب اب سکون و قرار میں تبدیل ہو چلا تھا۔ رخساروں پر حزن و ملال کی جگہ اطمینان و سکون کے آثار تھے چند دقیقہ بعد پھر آفتاب رسالت کے چہرۂ انور پر رنج کے بادل چھا جاتے ہیں۔ آقائے دو جہاں کی پلکوں کے شامیانے میں اشکوں کے موتی جھلملانے لگے۔ اب صحابہ کے صبر کا پیمانہ لبریز اور ضبط کا دامن تار تار ہو چکا تھا پلکوں کا دامن تو پہلے ہی بھیگ چکا تھا۔ اب روح کی گہرائیوں سے چیخیں بلند ہو رہی تھیں کہ رخ زیبا پر خوشیوں کا چمن آباد ہوگیا مسرت و شادمانی کی قندیلیں جل اٹھیں اور زبان رسالت سے یہ الفاظ کیف و سرور کے لہجے میں واضح طور پر سنے گئے "اب خالد نے علم اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔ انشاء اللہ اب مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے" صحابہ کی پلکیں اشک بوجھل تھیں دل کے

نہاں خانوں میں خوشبوؤں کے چراغ جل اٹھے ہر فرد ۔
اطمینان و سکون اور کیف و سرور محسوس کرنے لگا ۔
یہ واقعہ جنگ موتہ کا ہے ۸ھ میں ایک قاصد
کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے عیسائیوں اور رومیوں سے
لڑی گئی تھی ۔ رسول اکرم نے جب مسلمانوں کی تین ہزار فوج
کو مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا تو زید بن حارثہ کو فوج
کا سردار مقرر فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ اگر تم شہید
ہو جاؤ تو جعفر اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن
رواحہ فوج کے افسر ہوں گے ۔ جب یہ لوگ میدان جنگ
میں پہونچے تو دیکھا کہ قیصر روم اور خسروان کے بادشاہ ۔
لاکھوں کی تعداد میں مسلح فوج لے کر خیمہ زن ہیں ۔ یہ دیکھ
کر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے تین ہزار مٹھی بھر دشمن
اسلامی سپاہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم طاقت کے
بھروسے پر اور تعداد کی کمی بیشی پر نہیں لڑتے ہم تو
شوق شہادت سے سرشار ہو کر مذہب کی طاقت سے
لڑتے ہیں یہ سنکر یکبارگی نعرۂ تکبیر بلند ہوئی اور تین ہزار
کا ایک چھوٹا سا گروہ ایک لاکھ سے زائد مسلح فوج پر حملہ آور
ہو گیا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی تلواروں کی
جھنکار اور نیزوں کی یلغار میں حضرت زید گھر گئے یہانتک
کہ تیروں کی بارش میں برچھیاں کھا کھا کر شہید ہو گئے فرمان
نبوی کے مطابق ان کی جگہ حضرت جعفر نے آگے بڑھ کر اسلام
کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور ایسی بہادری سے لڑے کہ
ایک ہاتھ کٹ گیا تو دوسرے ہاتھ سے جھنڈے کو اٹھا لیا
جب دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا تو سینے سے اسلامی جھنڈے
کو چمٹا لیا ۔ آخرش تلواروں اور برچھیوں کے ۹۰ زخم
کھا کر گرے اور جام شہادت نوش فرمائی ۔
پھر سرکار کی ہدایت کے مطابق جھنڈا حضرت
عبداللہ بن رواحہ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور بہت
دیر تک جانبازی اور بہادری سے لڑتے رہے مگر
جب زخموں کی تاب نہ لاکر وہ بھی شہید ہو گئے ۔ تو
حضرت خالد نے فوراً آگے بڑھ کر اسلامی علم کو
تھام لیا اور مسلمانوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی
اور ایسی بہادری سے لڑے کہ اگرچہ دشمن کو زیر نہ
کر سکے مگر مسلمانوں کو خطرے کی زد سے باہر نکال
لائے ۔

موتہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور واقع
ہے مگر یہ مصطفےٰ جان رحمت کی نگاہ نبوت کا اعجاز
نہیں تو اور کیا ہے کہ جنگ کے پورے نقشے کو مسجد
نبوی میں بیٹھے بیٹھے معائنہ فرمارہے ہیں

آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

مفتئ اعظم کا نیوریا کا دورہ

نیوریا ضلع پیلی بھیت جہاں حالیہ فساد میں مسلمانوں
پر وہ ظلم وستم ہوا ہے کہ الامان والحفیظ لیکن افسوس
ریڈیو اور اخبارات میں اسکا تذکرہ تک نہیں دنیٰ دنیا
اور اخبار نو کے علاوہ) اسی نیوریا میں شہید ہونے
والوں کے یہاں حضرت مفتئ اعظم علامہ ازہری
عبدالنعیم عزیزی ۔ قاری امانت رسول دیزہ نے جا کر ۴

ـہ ایصال ثواب کیا شہداء کے اعزہ کو صبر کی تلقین اور مسلمانوں کو دین پر کلی طور پر عمل پیرا ہو کر زندہ رہنے کی تلقین کی ۔

ضروری اعلانات و اطلاعات

میں اکثر و بیشتر سفر میں رہتا ہوں اور اسکے ساتھ ساتھ بہت مصروف رہتا ہوں میرے مشاغل میں سے ایک بڑی مصروفیت مجھے مرکزی دارالافتاء کی ہے اور مجھ پر اسکی بڑی ذمہ داری ہے۔ پھر کچھ لوگ مجھے مزید ذمہ دار بنا دیتے ہیں یوں کہ اپنے مدرسہ کے پوسٹر دیا رسید دفتی اور پیڈ وغیرہ پر میرا نام میری مرضی کیخلاف چھاپ دیتے ہیں حالانکہ میں بار بار سخت منع کر چکا ہوں۔ لہذا میں صاف طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ بریلی کے کسی مدرسہ کا میں کسی طرح عہدیدار یا رکن نہیں ہوں۔ لہذا کسی مدرسہ کے پوسٹر یا رسید وغیرہ پر میرا نام دیکھ کر غلط فہمی میں نہ پڑیں اور میرے نام سے کسی مدرسہ کے بابت ترسیل زر و خط و کتابت نہ کریں۔ میرا تعلق ہنوز مرکزی دارالافتاء، ۸۲ سوداگران بریلی اور "ماہنامہ سنی دنیا" سے ہے۔ لہذا مجھ سے دارالافتاء اور سنی دنیا اور میرے خصوصی امور کے لئے ہی خط و کتابت کریں اور انھیں امور کیلئے ارسال زر فرمائیں جنکا تعلق دارالافتاء، سنی دنیا یا میرے زاد سفر وغیرہ سے ہو۔ والسلام

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

ماہنامہ سنی دنیا آفسیٹ پر

عید کے بعد سے ان شاء اللہ "ماہنامہ سنی دنیا" آفسیٹ پر چھپا کریگا۔ نئی شرح خریداری و زر تعاون کا اعلان جلد ہی کیا جائیگا۔ عبدالنعیم عزیزی

معذرت

تصنیفی مصروفیات و دیگر حالات کی خرابی کے سبب فقیر اکثر و بیشتر جلسوں میں شرکت نہ کر سکا اس کے لئے جلسہ کے ذمہ داران سے معذرت خواہ ہے۔ آئندہ پروگرام کے سلسلہ میں ان حضرات کو اولیت دی جائے گی۔

دعا تعویذ۔ شجرہ۔ پروگرام و دیگر امور سے متعلق درجنوں خطوط رکھے ہیں سبکے جوابات دیئے جا رہے ہیں۔ پروگرام والے حضرات بددل نہ ہوں ترتیب وار اور موقع نکالکر عید بعد سب کو پروگرام دیا جائیگا۔

فقیر اختر رضا خاں ازہری
قادری غفرلہٗ

سنی دنیا ہر مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے!

ہندوستان میں مسلمانوں کا صفایا کس طرح کیا جائے

How to Exterminate Muslimsin (INDA)?

از ۔ وی ٹی ۔ راج شیکھر ۔ ایڈیٹر دلت وائس ۔ دلت ساہتیہ اکیڈمی بنگلور

ایک دھماکہ خیز کتابچہ

اصلی کتاب انگریزی میں ہے جس کا اردو ترجمہ ایس ۔ ن نصرت عثمانی صاحب مسلم لاز پرسنل یکشن کمیٹی بنگلور نے کیا ہے اور جسے شائع کیا ہے ۔ الحاج ابراہیم خاں صاحب بنگلور نے اس کتاب کا مضمون "سنی دنیا" کے اگلے شمارے میں من وعن شائع کیا جائے گا۔

اس کتابچہ کے مصنف شری وی ۔ ٹی راج شیکھر کی طرف سے مسلمانوں کو کھلی اجازت ہے کہ اس مضمون کا جس طرح چاہیں فائدہ اٹھائیں اور جس طرح بھی ممکن ہو اس مضمون کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں ۔

مفت ملنے کا پتہ : مسز نور فاطمہ بانو سوفٹ اقبال احمد شریف ایڈوکیٹ

۹۴ ٹینک گارڈن جے نگر بنگلور ۱۱ ۔ ۵۶۰۰

انتظار کریں اس مضمون کا اور جو لوگ رسالہ کے مم
نہ ہوں وہ بطور رسالہ کے خریدار بنا جائیں
رسالہ کے ایجنٹ حضرات بذریعہ آرڈر بک کرا
مدیر / منیجر سنی دنیا بریلی شریف

عرس مظہری :

اعتماد شریعت ، استاد ال
افتخار اہلسنت ، شیخ المشا
حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ شاہ صاحب قدس
کا بیسواں سالانہ عرس حسب معمول نبیرہ حضرت مرحو
سربراہ سلسلۂ مظہریہ حضرت مولانا حافظ قار
مفتی محمد میاں صاحب ثمر دہلوی نقشبندی مجددی
قادری چشتی سجادہ نشین خانقاہ مسعودیہ مظہریہ مسج
فتحپوری کی سرپرستی میں امسال بھی بمقام مسجد شیخان با
ہشتہ دراز ، دہلی منعقد ہو رہا ہے ۔ توقع ہے کہ حضرات
شریک بزم ہو کر فیوض برکات روحانی سے بہرہ یاب ہو
نیز طعام ماحضر میں بھی بعد مغرب شرکت فرمائیں گے محمد عا

خبریں!

مفتی اعظم کا تبلیغی دورہ

ماہ اپریل میں علالت اور تصنیفی مصروفیات کے سبب مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب نے بہت کم پروگرام کئے مگر سہاگنج کے مدرسہ مظہر العلوم کے جلسہ دستار فضیلت میں عبد النعیم عزیزی کے ہمراہ شرکت کی اور ۱۸؍ اپریل کو الجامعۃ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور کے جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کی ساتھ میں عبد النعیم عزیزی بھی تھے اس کے بعد بنارس۔ کلکتہ اور جھریا کا دورہ کیا جہاں ہزاروں افراد حضرت علامہ ازہری کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے

بھرہ چاس ضلع دھنباد میں دو روزہ عظیم الشان مسلم پرسنل لا کانفرنس

زیر سرپرستی:۔ مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب

زیر صدارت:۔ قائد ملت حضرت علامہ ارشد القادری صاحب

زیر قیادت:۔ منیر فلک خطابت عبد النعیم عزیزی مدیر سنی دنیا بریلی شریف

قائدین ملت۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب۔ خطیب اعظم اسلام۔ عبید اللہ خاں صاحب اعظمی۔ شیر راجستھان حمنی قادری صاحب شہنشاہ خطابت کلیم اشرف صاحب اشرفی۔ خطیب الہند محمد سعید اعجاز صاحب کامٹوی۔ اس کے علاوہ سولہ ۱۶ مقررین و خطباء اور ملک کے نامور اسکالرس بھی اس کانفرنس میں حصہ لے رہے ہیں۔

شعراء میں۔ ظفر بنارسی۔ اسرائیل اثر فیضی، ترنم فیضی اور دلکش بکاردی کے نام قابل ذکر ہیں

شریعت کے تحفظ کے لئے سیوان کانفرنس سے لے کر دہلی تک کی کہانی سننے کے لئے لاکھوں لاکھ کی تعداد میں فرزندان توحید کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھنا ہو تو بھرہ چاس کے میدان میں تشریف لائیے۔

واجد حسین رضوی صدر بہار ریاستی مسلم پرسنل لاء کانفرنس
وصدر مجلس استقبالیہ

غلام دستگیر۔ جنرل سکریٹری۔ مجلس استقبالیہ

عبد القادر رضوی جنرل سکریٹری بہار ریاستی پرسنل لاء کانفرنس
وکنوینر مجلس استقبالیہ۔ معین الدین انصاری سکریٹری

کے ۔ ٹی رضوی صاحب کی والدہ مرحومہ کا چہلم

اکولہ کے مخلص سنیت جناب کے ۔ ٹی رضوی صاحب کی والدہ مرحومہ کا چہلم ۱۷ر اپریل کو منعقد ہو گا ان کی والدہ کا انتقال ۱۵ر مارچ ۷۶ء کو دن میں ہوا

مرحوم شفیع اللہ خاں رضوی کو ایصال ثواب

بلنڈا کے مخلص سنیت جناب شفیع اللہ خاں صاحب ۱۲ر رجب المرجب کو انتقال فرما گئے ۔
حضور مفتی اعظم نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور ایصال ثواب کرایا ۔

اجمیر مقدس میں خانقاہ رضویہ کی تعمیر

اجمیر مقدس میں خلیفہ مفتی اعظم دکیل جادرہ سید احمد علی صاحب گدی نشین مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں سرگرم ہیں اور خانقاہ رضویہ کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے ۔ انہیں کے یہاں سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ قیام فرمایا کرتے تھے ۔ اور خاندان اعلیٰ حضرت کے افراد خصوصاً موجودہ ...

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب بھی انھیں کے یہاں قیام فرماتے ہیں ۔
تمام سنی حضرات خصوصاً رضوی حضرات سے التماس ہے کہ عرس و دیگر مواقع پر اجمیر حاضر ہوں تو ان کے یہاں قیام فرمائیں اور انھیں کے معرفت نذر و نیاز وغیرہ کرائیں ۔

المعلن :۔ **سید آصف علی اجمیری**

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ ۔

مولوی سید احمد علی رضوی خلیفہ مفتی اعظم خانقاہ رضویہ
رضوی گلی اجمیر شریف

اوجین میں محفل نوری اور بزم میلاد شریف

اوجین مدھیہ پردیش میں انجمن ریحان ملت کے نام سے ایک اصلاحی جماعت قائم کی گئی ہے ۔ جس کی جانب سے ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء مسجد نعمانی وارڈ کا بارہ گیٹ اوجین میں محفل نوری بزم میلاد شریف منعقد کی جاتی ہے ۔ جس میں خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا حافظ قاری محمد لیاقت رضا نوری ۔ بانی و سرپرست اعلیٰ انجمن ریحان ملت و ناظم اعلیٰ دار العلوم رضویہ غریب نواز رضا نگر جانسہ پورہ اوجین عقائد و اعمال صالحہ کی اصلاح اور نماز کی پابندی پر

خاص طور پر زور دے رہے ہیں۔ انجمن ریحانِ ملت کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم بالغان بھی جاری ہے رات نو بجے سے گیارہ بجے تک پندرہ سال سے زائد کی عمر والے حضرات کو تقریباً پانچ ماہ سے قاری محمد لیاقت رضا نوری دینی تعلیم دیتے ہیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت سے روشناس کراتے ہیں کافی تعداد میں نوجوان حضرات تعلیم دین حاصل کرتے آئے ہیں دار العلوم رضویہ غریب نواز کے طلباء و اساتذہ اور انجمن کے نائب صدر جناب محمد شاکر قریشی صاحب و دیگر عہدیداران اراکین خاص طور سے دلچسپی لیتے ہیں۔ اور محفلِ نوری کو کامیاب بناتے ہیں۔ دیگر برادران اہلسنت سے بھی گزارش ہے کہ ہر ہر بستی میں اسی طرح کی اصلاحی انجمن قائم کریں اور ہفتہ میں کسی ایک روز مقرر کرکے بستی کے کسی سنی بھائی کے گھر میلاد شریف کی بزم کا انعقاد کرائیں تاکہ مسلمانوں میں ایمان عقیدت کی اصلاح اور اعمال صالحہ کی تبلیغ دنا کید پر مسائل شرعیہ کی تعلیم کا دینی فریضہ انجام دیا جا سکے جس سے آج عموماً غفلت برتی جاتی ہے۔

انجمن ریحان ملت نبیرہ اعلیٰ حضرت آقا نعمت۔ قائد ملت مبلغ اعظم ایشیا فرزند حضرت علامہ الحاج مفتی شاہ محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں کی یاد میں قاری محمد لیاقت رضا نوری کی تحریک پر قائم کی گئی ہے۔

تمام عہدیداران و ممبران حضرات بہت متحرک

کیا جا رہا ہیں۔ فقط
خزانچی محمد ایوب بھائی ہوٹل والے
و محمد اشرف رضا انجمن ریحان ملت اوجین

اوجین میں عرسِ نوری برکاتی

اوجین کی مرکزی درسگاہ دار العلوم رضویہ غریب نواز مسعود رضا نگر جانسہ پورہ میں حضرت محبوب ملت خطیب الہند علامہ حافظ قاری مفتی محمد محبوب عالم صاحب قبلہ رضوی بانی مہتمم صاحب کی سرپرستی میں قطب المشائخ حضور پر نور سید ابو الحسین احمد نوری میاں سرکار مارہرہ مقدسہ کا عرس نہایت تزک و احتشام عظمت و احترام کے ساتھ منعقد ہوا قرآن خوانی کے بعد جلسہ شروع ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد صوفی محمد حسین نوری صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند کا لکھا ہوا کلام پیش کیا۔

بعدہٗ پیر طریقت ترجمان مسلک رضویت حضرت علامہ حافظ قاری محمد لیاقت رضا نوری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند ناظم اعلیٰ دار العلوم رضویہ غریب نواز نے سرکار نوری میاں و سرکار اعلیٰ حضرت کی مقدس زندگی کے تابناک گوشوں پر دلولہ انگیز رقت آمیز تقریر کی دار العلوم کے طلبہ نے نعتیں پیش کیں اختتام پر شہنشاہ ترنم قاری محمد لیاقت رضا نوری نے اپنی مترنم آواز میں سرکار اعلیٰحضرت کا مشہور زمانہ سلام پیش کیا شجرہ شریف کے بعد با اثر دعا فرمائی اور تبرک تقسیم کیا گیا۔ خادم خاندان اعلیٰ حضرت
محمد رفیق الرضوی و محمد اشرف رضا منتظم دار العلوم رضویہ

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd No x/ 7 (82) Vol-3 Annual Subs R. 25-00
per Copy Rs. 2 50 MAY 1986 42 Regd Po B. R. 157

مرکزی دارالافتاء

۸۲ سوداگران رضانگر

بریلی شریف

فتوی نویسی بریلی کی شان ہے

الحمدللہ مرکزی دارالافتاء اس شان اور روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہاں سے ہرسال ہزاروں مقامی، ملکی اور غیر ملکی فتووں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

اسٹاف دارالافتاء (۱) مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی
(۲) مفتی محمد ناظم علی صاحب بارہ بنکوی

فتووں کی کثرت اور دارالافتاء کی مصروفیت کو دیکھتے ہوئے اسٹاف میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ اہل مخیر حضرات اس کی مدد اور اعانت کی طرف توجہ دیں۔

۱۔ عیدین اور دیگر مواقع پر زکوٰۃ۔ صدقہ فطر۔ عشر وغیرہ جملہ رقوم سے اس کی اعانت فرمائیں۔
۲۔ کتب حدیث وفقہ اور افتاء سے متعلق دوسری کتب ورسائل دارالافتاء کو وقف کردیں۔
یا اور بھی جس جائز طریقے سے تعاون کرسکتے ہوں تعاون کریں اور صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

نوٹ۔ مستفتی حضرات جواب طلب امور کے لئے لفافہ یا ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال کریں۔ سوال خوشخط اور صاف کاغذ پر لکھیں۔ سائل کا نام اور پورا پتہ مع دستخط یا نشان سوال کے ساتھ ضروری ہے۔

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

قائم مقام مفتی اعظم اختر رضا خاں ازہری مرکزی دارالافتاء سوداگران رضانگر بریلی شریف یو۔پی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

اذانِ ثانی نمبر

جولائی/اگست 1986ء

۶۸۶/۹۲

7-9-86

یادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ



ی دنیا



بریلی شریف

نگراں

مہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

مرکز اہلسنت بریلی شریف سے شائع ہونے والا

مذہبی، علمی، روحانی اور اصلاحی ترجمان

ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

جولائی اگست ۱۹۸۶ء

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

سرپرست و نگران اعلیٰ

مولانا منان رضا خاں منانی میاں

بہ فیضان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

سرپرست اور بانی و نگران

اختر رضا خاں قادری ازہری

مفتی اعظم

بہ تلطف عاطفت حضور

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

جلد ۲ شمارہ ۴۴، ۴۵

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر بی آر ۱۵۷

R.P.No B.R. 157

ٹیلیفون نمبر ۷۲۱۶۶ 72166

اذان ثانی نمبر

مدیر

عبدالنعیم عزیزی (علیگ)

زر سالانہ پچیس ۲۵ روپے

غیر ممالک سے سو روپے بھارتی سکوں میں

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دنیا پوسٹ بکس نمبر ۲۳۵ رضا نگر سوداگران بریلی شریف

اگر اس دائرہ میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے

براہ کرم سال آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں

اختر رضا خاں پبلشر نے جید الیکٹرک پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا رضا نگر سوداگران بریلی سے شائع کیا

جھلکیاں

باب سخن	۳	عبدالنعیم عزیزی
کلام امام	۵	اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ
ضیائے قرآن	۶	ادارہ
بہارِ حدیث	۷	ادارہ
کلام حسن	۸	استاد زمن علیہ الرحمہ
مغربی تہذیب اور علوم اسلامیہ	۹	مولوی زین العابدین نازاں
کلام تاجدار	۱۱	مفتی اعظم نوری نوراللہ مرقدہ
کچھ اپنی اور کچھ اپنوں کی	۱۲	مولوی محمد غوث خاں پرتاپوری
مسئلہ اذان ثانی	۱۶	حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب و دیگر علمائے کرام
نغمۂ تہنیت	۴۱	جناب ممتاز شاہجہانپوری
ورلڈ اسلامک مشن کی رپورٹ	۴۲	علامہ شاہد رضا نعیمی
خبریں اور اعلانات	۴۴	

اہم اعلان

حضور علامہ اختر رضا خاں صاحب حج وزیارت سے واپسی کے بعد پروگراموں کی ترتیب دینگے
حضرت کے خادم خاص اور مدیر سنی دنیا عبدالنعیم عزیزی کی علالت کے باعث رسالہ و حضرت کے دوسرے اہم کام رکے پڑے ہیں قارئین کرام انکی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں

المعلن

نیجر ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف

قلم کار حضرات توجہ فرمائیں

- مضمون نگار حضرات اپنے مضامین خوشخط اور ورق کے صرف ایک طرف تحریر فرمائیں کاغذ صاف ستھرا استعمال کریں۔ نیز اغلاط سے پر لئے سیدھے مضامین ارسال کرنے سے قبل کسی کہنہ مشق کو ضرور دکھالیں۔
- عدم اشاعت کی صورت میں مضمون اسی وقت واپس کیا جائے گا جبکہ جوابی لفافہ یا اس کے مساوی ٹکٹ روانہ کیا گیا ہو۔
- مضمون کو ایک خاص ترتیب سے شائع کیا جاتا ہے۔ مضمون کی اشاعت کے لئے بار بار لکھنے یا زیادہ اصرار کرنے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- مضمون میں ادارہ کو حذف و ایجاز کا اختیار ہوگا۔

بابِ سخن

عبد النعیم عزیزی

لکھنے کو موضوع کی کمی نہیں لیکن کچھ لکھنے کو دل نہیں چاہتا ویسے بھی ہمارے یہاں لکھنے کا رواج کم ہے اور بولنے کا زیادہ اور جو لکھتے ہیں انھیں پڑھنے والے کم ملتے ہیں اور جو پڑھنے والے ہیں وہ لکھنے والوں کے مضامین پر تنقید کم کرتے ہیں لکھنے والے کی تنقید زیادہ کرتے ہیں — تنقید بڑی اچھی چیز ہے یہ ایک مستقل فن ہے اور اس سے لکھنے والے کو حوصلہ اور تحریر کو جِلا ملتی ہے لیکن یہ تنقید جب تنقیص کا روپ دھار لیتی ہے تو جِلا اور حوصلہ دونوں خاک و خون میں لوٹتے پوٹتے نظر آتے ہیں۔

بہرحال اداریہ کے طور پر کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری ہے۔ مسئلہ بابری مسجد اور مطلقہ خواتین بل سارے مسئلے ٹھنڈے پڑ گئے لیکن فسادات کی گرم بازاری قائم ہے اور فسادات کا یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا یہ کسی کو معلوم ہو تو ہو لیکن مسلمان کو تو بہرحال کچھ بھی نہیں معلوم ہے اسلئے کیا کچھ اس پر گذر گئی۔ کیا کچھ اس کے ساتھ ہو رہا ہے یہ سب کچھ جھیل رہا ہے لیکن کھیل وہی کھیل رہا ہے جو غیر اسلامی ہے اور جب تک یہ غیر اسلامی کھیل کھیلتا رہے گا چاہے وہ شطرنج و تاش ہوں یا سیاست اس کے ساتھ ظلم و جبر کا کھیل کھیلا جاتا رہے گا اسے ٹی وی اور ویڈیو۔ نمائش و آرائش، ہو ہلہ۔ لیڈری اور بازی گری سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ کچھ سوچے۔ اپنے لٹنے۔ کٹنے اور مٹنے کے بارے میں

سو رہا ہے گہری نیند اتنی گہری نیند کہ الصلوٰۃ خیرمن النوم پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور جب مسلمان کی نیند اس آواز پر نہ کھلے اگر اسکی نیند کسی اور آواز پر کھل بھی جائے تب بھی وہ کچھ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ کا حل اسمبلی اور پارلیمنٹ کی ممبری کے حصول سے ہو سکتا ہے نہ جلسوں اور کانفرنسوں سے اور نہ ہی نوٹوں کے ڈھیر لگا لینے سے اور اسلحوں کو سجا لینے سے۔ مسلمان خوب جانتا ہے کہ جب تک وہ سچے معنوں میں مسلمان بن نہیں جائے گا اس وقت تک اس کا رعب دوسروں پر نہیں پڑ سکتا۔ وہ ہمیشہ ڈرا سہما رہے گا اور مارنے والے اسے مارتے رہیں گے۔ اس کے اسلامی

قانون میں دخل اندازی کرتے رہیں گے لیکن لگتا ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے مسئلہ کا حل سمجھتے ہوئے نہ کچھ جاننا چاہتا ہے اور نہ سمجھنا چاہتا ہے اور جب قوم خود مایوسی میں مبتلا ہو جائے تو اسے حوصلہ کون دے گا۔ آج قطرہ بحر بے کراں بننے کو تیار ہے۔ ذرّہ خود کو آفتاب کہلوانے پر مصر ہے اور جو آفتاب تھا بحر بے کراں تھا اس کی حالت قطروں اور ذروں سے بھی بدتر ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ ایسے عالم میں بھی وہ اپنی آنکھوں سے چند قطرے بھی نہیں گراپاتا کہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر یہ قطرے دھرتی پر ٹپکائے تو سدا کے لئے اس کو وقار اور لبوں کو تبسم مل جائے۔

فقیر کو سیاہی کے جو قطرات گرانے تھے گرا دئے آپ اسے چاہے رسمی تحریر سمجھیں یا خون دل میں ڈوبی ہوئی انگلیوں کی تحریر

اہم اعلان

آپ کے علم میں ہے کہ ۴ر جون ۱۹۸۶ء مطابق ۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ کو اہلسنت وجماعت کی دینی مذہبی اور سیاسی سماجی علمی شخصیت آسمانِ تحقیق کے نیرِ اعظم شہبازِ علم وفضل حضرت علامہ غزالیٔ زماں ابوالنجم سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نوراللہ مرقدہٗ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

گذارش ہے کہ آپ علامہ کاظمی امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو تأثرات رکھتے ہیں وہ، اور اگر کوئی اہم واقعہ مناظرہ جو علامہ مرحوم سے متعلق ہو، کوئی ملاقات یادداشت علمی سوال جواب معلوماتی خط وغیرہ آپ ضرور بالضرور تحریر فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ علامہ مرحوم کی سوانح پر جو کام ہو رہا ہے وہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے ہم اس مجموعہ آراء میں ضرور بالضرور شامل کریں گے۔

والسلام سگِ آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ
حافظ محمد جمیل الرحمٰن سعیدی رضوی غفرلہٗ
دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی ۵
جواب اس پتہ سے بھیجئے۔ عبدالمنان کلیمی
جامعہ فاروقیہ قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد

خوشنودیٔ مفتیٔ اعظم ہند

محبان اہلسنت وعاشقان خواجہ وبرادران رضویت کو اطلاع دیجاتی ہے کہ حضور مفتیٔ اعظم کی دلی خواہش تھی کہ اجمیر شریف میں مرکز اہلسنت پر ایک خانقاہ تعمیر کروائی جائے لہٰذا ابؔ خانقاہ جہاں حضور مفتیٔ اعظم ہند قیام فرماتے تھے دو منزلہ تیار ہو چکی ہے اور ابھی تیسری منزل کی تعمیر نامکمل ہے جو حضرات اس میں شرکت کرنا چاہیں بذریعہ منی آرڈر و ڈرافٹ روانہ کر کے خوشنودیٔ اعلیٰحضرت ومفتیٔ اعظم ہند حاصل کریں۔ اسی خانقاہ میں اعلیٰحضرت وحجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب ومفتیٔ اعظم ہند ومجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ومفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خانصاحب ومولانا ریحان رضا خانصاحب قیام فرماتے تھے اور آج بھی فدایان وعاشقان خواجہ قیام فرماتے ہیں لہٰذا تمام عقیدت مندان حضرات اس خانقاہ میں قیام فرما کر خوشنودیٔ مفتیٔ اعظم ہند حاصل کریں فقط والسلام۔ دعاگو آستانہ چشتیہ مولوی سید احمد علی رضوی خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم ہند رضوی گلی اجمیر شریف

آہ ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب

حضور حافظ ملت کے مرید خاص اور ضلع گونڈہ کے مجاہد سنیت ومبلغ مسلک اعلیٰحضرت عالیجناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب عزیزی صدر جامعہ انوار القرآن بلرام پور کا انتقال بلاشبہ ایک سانحہ ہے ادارہ سنی دنیا کے ارکان کو ان کے سانحۂ ارتحال کا صدمہ ہے مولائے قدیر ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۰ (مدیر سنی دنیا)

کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیونکر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنس نامعقول ہر بازار ہم

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

لغزشِ پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد
کیسے توڑیں یہ بتِ پندار ہم

دم قدم کی خیر اے جانِ مسیح
در پہ لائے ہیں دلِ بیمار ہم

اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

ان کے آگے دعویٰ ہستی رضا
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

ضیائے قرآن

ادارہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ .... بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا ط (النور ۔ ۵۵)

ترجمہ:۔ اللہ نے وعدہ دیا ہے ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دیگا

اس آیت میں صالح مسلمانوں کو زمین میں خلافت یعنی حکومت وسلطنت اور قوت واقتدار عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ اس کا مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ دین حق کو استحکام اور مؤثر نفاذ ممکن ہی نہیں۔ اس طرح یہ بھی واضح کردیا ہے کہ سیاسی انقلاب کے بعد ہی معاشرے سے خوف وغم کی حالت کو بدلا جاسکتا ہے اور اس کی جگہ امن وسلامتی کا ماحول پیدا کیا جاسکتا ہے۔ دین کا تمکن اور استحکام درحقیقت اخلاقی انقلاب ہے اور معاشرے کا خوف وغم کے محرکات سے نجات پاکر امن وآشتی کے ماحول سے ہمکنار ہوجانا ہے۔ اخلاقی اور سماجی انقلاب فی الواقع سیاسی انقلاب کے بعد ہی بپا ہوسکتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم کی اس آیت سے صراحتًا ثابت ہے کہ خلافت ارضی کے حصول کے بعد ہی زمین میں دینی استحکام اور معاشرتی امن بحال ہوسکتا ہے

بہارِ حدیث

ادارہ

★ احمد ابوداؤد ابن ماجہ بسند صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا لا نستعین بمشرک ہم کسی مشرک سے استعانت نہیں کرتے اگر مسلمان سے استعانت بھی ناجائز ہوتی تو مشرک کی تخصیص کیوں فرمائی جاتی ولہٰذا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک نصرانی غلام وثیق نامی سے کہ دنیاوی طور کا امداد تھا ارشاد فرماتے ہیں اَسْلِمْ اَسْتَعِنْ بِکَ عَلٰی اَمَانَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ مسلمان ہو جا کہ میں مسلمان کی امانت پر تجھ سے استعانت کروں۔ وہ نہ مانتا تو فرماتے ہم کافر سے استعانت نہ کریں گے۔

★ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے استعانت کی حضور والا نے مدد فرمائی۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتاہ رعل وذکوان وعصیۃ وبنی لحیان فزعموا انھم قد اسلموا واستمدوہ علی قومھم فامدھم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (الحدیث)

★ صحیح مسلم و ابوداؤد ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔ قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل ولفظ الطبرانی فقال یوما یا ربیعۃ سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم قال فقلت اسألک مرافقتک فی الجنۃ قال اوغیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔

★ امام بخاری تاریخ میں حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔ ہم مسلمانوں سے مشرکوں سے استعانت نہیں کرتے۔

کلام حسن

استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں
حسنؔ قدس سرہٗ

محبوبِ خدا یار ہے عثمان غنی کا

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا
محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا

رنگین وہ رخسار ہے عثمان غنی کا
بلبل گلِ گلزار ہے عثمان غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

کیا لعل شکر بار ہے عثمان غنی کا
قند ایک نمکخوار ہے عثمان غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمان غنی کا
دربار دُرر بار ہے عثمان غنی کا

دل سوختو ہمت جگر آب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمان غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمان غنی کا

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا

سرکار سے پائیں گے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دربار ہے عثمان غنی کا

آزاد گرفتار بلائے دو جہاں ہے!
آزاد گرفتار ہے عثمان غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمان غنی کا

اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا

رک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمان غنی ...کا

مغربی تہذیب اور علوم اسلامیہ

(از۔ زین العابدین نازاں فیضی گیاوی)

حرفت وصنعت کے اس دور میں جبکہ لوگ آسمانوں پر کمندیں ڈال رہے ہیں زہرہ، مریخ، اور عطارد پر اپنا نشیمن بنانے کا خواب دیکھ رہے ہیں مولوی بیچارہ گوشۂ عافیت میں آرام سے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ ہم کدھر جائیں ۔ ساری کائنات ہماری ہے ہم اپنے اقتدار کا نشیمن اگر کہکشاں پر بنانا چاہیں تو کہکشاں پر ہمیں جانے کی ضرورت نہیں ۔ کہکشاں خود ہمارے پاس چلی آئے گی عطارد اور مریخ پر اگر ہم قدم رنجہ فرمانا چاہیں تو اس کے لئے ہمیں عطارد اور مریخ پر جانے کی زحمت اٹھانا نہیں پڑے گی عطارد اور مریخ خود ہی ہمارے پاس کشاں کشاں چلے آئیں گے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

پھر وہ باہر کا چھوکرا ہم پہ ہنستا کیوں ہے ۔ بیرسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ قوم مسلم آج اسلئے پچھڑی ہوئی ہے کہ تعلیمی میدان میں یہ اور قوموں سے پیچھے ہے ۔ صنعت وحرفت کے میدان میں یہ مسلمان قوم اسلئے آگے نہیں بڑھ پاتی کہ یہ انگریزی تعلیم میں دوسری قوموں کے دوش بدوش نہیں ۔ اس نعرے نے یہ اثر کیا کہ راتوں رات مسلمانوں کے بچے دوسرے جنٹل مینوں کی طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنے لگے ۔ پاجامہ لنگی پہنتے تھے تو بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے اب پتلون اور وہ بھی اتنی تنگ پتلون کہ معلوم ہوتا ہے کہ پہن کر سلی گئی ہے بالکل چست اب ایسی صورت میں پتلون والے بابو بیٹھ کر کس طرح پیشاب کرسکتے ہیں ۔ سوچنے کی بات ہے سوائے کھڑے ہوکر موتنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ۔ استنجا جہاں تک لینے کا سوال ہے اب کھڑے کھڑے کیا استنجا لیا جائے خواہ مخواہ استنجا کا پانی زمین پر گر کر سب کپڑے کو خراب کرے گا ۔

چلئے انگریزوں کا مقصد پورا ہو گیا ۔ گھی کے دیئے جلائیں وہ اپنے شبستانوں میں ۔ ایک نے کہا یار ! انگریزی تعلیم ہمیں کہاں سے کہاں لے آئی ۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے   روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

دوسرے نے کہا ۔ " تم نہیں سمجھو گے ابھی دیکھتے جاؤ اور کون کون تباہیاں آتی ہیں اپنے دامن میں مولوی کو تو لوگ آج خوب حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو کیا مولوی حقیر ہو گیا ۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ مولوی آج بھی دنیا کی سب سے معزز ترین شخصیت کا نام ہے ۔ اور پھر جب مولوی کا یہ حال ہے تو مولانا لوگوں کا کیا حال ہوگا ۔ مشائخ کرام کس منصب عظمیٰ پر فائز ہوں گے ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا   نگاہ مرد مومن سے بدلجاتی ہیں تقدیریں

" یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو دوست! مگر مولوی لوگوں میں بھی تو آجکل کچھ بناسپتی مولوی نکلے ہوئے ہیں یعنی جعلی مولوی، یہ تو دین کا کباڑہ کرنے پر کمربستہ ہیں۔ گلی گلی نگر نگر کلمہ پڑھا پڑھا کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے پھر رہے ہیں"

"بات انگریزی زبان کی چل رہی تھی یہ درمیان میں جعلی مولویوں کی بات کہاں سے آگئی" یہ آ نہیں گئی لائی گئی ہے ــ یہ جعلی مولوی بھی تو آخر انگریزوں ہی کے ریزہ خوار ہیں، " سعودی ریال کہو یا انگریز بہادر کے ڈالر کیا فرق پڑتا ہے۔

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

انگریزی تعلیم کے ہم دشمن نہیں مگر اس وقت دشمن ہم ضرور بن جاتے ہیں جب انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تہذیب وتمدن اور اس کے کلچر کو اپنا کر مسلمانوں کو کنجری بنتا ہوا دیکھتے ہیں۔

اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ تباہی کے دہانے پر پہنچ کر بھی آج مسلمانوں کو ہوش نہیں آرہا ہے کہ جس راستے کا تعین انھوں نے کیا ہے وہ سوئے منزل جاتا ہے یا دونوں جہان کی مصیبتوں کی گہری کھائی کی طرف ــ مولوی بیچارہ دنیا سے الگ تھلگ امن وسکون کی زندگی گذارتے ہوئے وعظ ونصیحت کی محفلوں میں اللہ اللہ کرتا ہے یا نبی آخرالزماں، پیغمبر انس وجاں رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے نغمے گاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں دودھ مالیدہ کھینچتا ہے، کھینچے گا نہیں، اس پر اللہ کی رحمت ہے

تم تو اسلامی تہذیب وتمدن جیسی نعمت عظمیٰ کو چھوڑ کر نجس چیزوں پر منھ مارتے پھر رہے ہو، برطانیہ کا تمدن اپنا لیا ہے یورپ کی تہذیب سے شادی رچالی ہے۔ دودھ مالیدہ کون کھائے گا وہ نہ تم

سچ کہا اکبر الہ آبادی نے۔ ؎

ہم ایسی سب کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

امن وسکون کی زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی انگریزی تو پڑھے مگر انگریزوں کا تمدن ان کی تہذیب اور طور طریقہ اور ان کے پوشاک ولباس کی جگہ اپنا وہی اسلامی رکھ رکھاؤ، اسلامی بول چال اور اسلامی تہذیب وتمدن اور ان سب سے بڑھکر اسلامی تعلیم کو اپنائے۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب مسلمانوں کا صرف ڈھانچہ رہ جائے گا اور باقی سب کچھ وہ ہوگا جس کو اسلام سے قطعی کوئی لگاؤ نہیں ہوگا۔

حضرت خالد بن ولید کیا انگریزی پڑھے ہوئے تھے بلکہ ان کے مقابلے میں انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب تمدن سے لیس ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں عیسائی فوج تھی اور دوسری طرف یہ اسلام کا مجاہد جسکی آنکھوں میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا خمار موجیں لے رہا تھا۔ عشق رسول کی چنگاری اسکی نس نس میں بھری ہوئی تھی۔ عیسائی قوم نے جب دیکھا کہ اس طرح ہم ان سے کسی قیمت پر بازی نہیں لے جاسکتے تو انھوں نے لڑائی کا میدان بدل دیا۔ ہمارے قلوب سے پہلے نور ایمان کو چھین لیا اور پھر عشق محمدی سے اتنا ہیں بنتا کر دیا کہ آج ایک اسرائیل کتنے عربوں کو پیٹ رہا ہے دنیا کے کونے کونے میں مسلمان ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ؎

نظر آتی ہے گلشن میں ہوا ناساز گار اپنی
گل باغ خلیلی بھیج رے باد بہار اپنی

کلام تاجدار

حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری نور اللہ مرقدہٗ

کہ وہ خود آپ کا طالب ہوا ہے

حقیقت آپ کی حق جانتا ہے وہ وہم و فہم سے آقا ورا ہے
کچھ ایسا آپ کو حق نے کیا ہے کہ خود وہ آپ کا طالب ہوا ہے
بلند اتنا تمہیں حق نے کیا ہے کہ عرشِ حق بھی زیرِ پا ہے
جو اوروں کی علو و انتہا ہے وہ سرکار کی علو کی ابتدا ہے
خدا کی ذات تک تو ہی رسا ہے کسی کا بھی یہ عالی مرتبہ ہے
نہ ہے تم سا نہ کوئی ہوگا آگے نہ اے آقا کوئی تم سا ہوا ہے
ملائک میں رسل میں انبیاء میں کوئی عرشِ علا تک بھی گیا ہے
تعالی اللہ تیری شانِ عالی جلالت شان کی کیا انتہا ہے
نکالی زورقِ خورشید ڈوبی اشارے سے قمر ٹکڑے کیا ہے
تمہیں ہو دوسرا ہیں سب سے بالا بس اک اللہ ہی تم سے سوا ہے
تری صورت سے ہے حق آشکارا خدا بھاتی تری ہر ہر ادا ہے

مظالم کر لیں جتنے ہو ویں ظالم
نہ کر غم نوری کہ اپنا بھی خدا ہے

کچھ ان کی اور کچھ اپنوں کی

جناب محمد غوث خاں حامدی رضوی قادری خلیفہ سرکار
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

شاہجہانپور۔ مرکز اہلسنت بریلی شریف سے متصل ایک تاریخی شہر ہے جسے ایک خدارسیدہ اور علم دوست بادشاہ نے آباد کیا تھا۔ اس مردم خیز شہر نے علماء صلحاء اولیاء، مفکرین و مدبرین اور بڑے بڑے سورماؤں کو جنم دیا ہے جنہوں نے قوم و ملت اور ملک و انسانیت کی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن افسوس آج اس سرزمین پر کچھ ایسے افراد بھی پیدا ہو گئے ہیں جو حق گوئی کے ماتھے پر کلنک ہیں اور یہ باطل پرست سادہ دل مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف ہیں۔

زیادہ افسوس اور حیرت تو اس بات پر ہے کہ اپنے آپ کو نوری کہنے والے بھی ناریوں کی صف میں بیٹھ کر نور ہولے پر پتھر اچھالنے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے اور سنت نبوی کو پامال کرنے میں پیش پیش ہیں۔

ایک شاعر نے قرآن کریم اور حدیث قدسی کے سراسر خلاف اپنی شاعری کے زعم میں یہ شعر کہہ ڈالا ؎

باطل ہے اصطلاح طلوع وغروب کی گردش میں ہے زمیں شہ خاور کے آس پاس

اور جب مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب نے اس شعر کو سن کر اس کے شرعاً غلط ہونے کا حکم لگایا اور ساتھ ہی ساتھ شاعر پر توبہ کا بھی حکم صادر فرمایا تو اس شاعر نے اپنے انا کی خاطر اللہ و رسول کے فرمان کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔ حکم شرع سے روگردانی کی اور بالآخر اس کے

جھوٹے عقیدہ اور فرضی عقیدت کی بھی قلعی کھل گئی۔

مفتیٔ اعظم موصوف سے جس مجلس میں مندرجہ بالا شعر کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا اسی مجلس میں یہ بھی معلوم کیا گیا کہ جمعہ کے دن اذان ثانی کہاں سے پڑھی جائے؟

حضرت نے بالتفصیل وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کی اذان ثانی ہو یا کوئی اور اذان سب خارج مسجد ہی پڑھی جائیں گی کیونکہ اذان تو اعلان نماز ہے اور اعلان اندر نہیں باہر کیا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اذان ثانی اندر پکارنا سراسر نادانی اور خلاف شرع ہے۔ اس مردہ سنت کو سیدنا اعلیٰ حضرت نے زندہ فرمایا اور آج بھی جہاں جہاں یہ اذان اندرون مسجد پکاری جاتی ہے وہاں اسے خارج مسجد پڑھوانی چاہیئے۔ مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر ہے۔

شاہجہانپور سے حضرت کی واپسی کے بعد شاہجہانپور کے کچھ مخلص احباب جیسے مولانا انتظار القادر صاحب جناب محبوب انجم صاحب نوری پوری جناب حمایت اللہ صاحب رضوی، جناب فراست اللہ خاں صاحب رضوی وجناب اختر حسین صاحب رضوی وغیرہم کی تحریک پر شہر کی چار پانچ مسجدوں میں اذان ثانی خارج مسجد ہونے لگی۔ شہر کی دیگر مساجد کے ائمہ نے بھی یہ فیصلہ کر لیا کہ آئندہ جمعہ سے وہ بھی اپنی اپنی مسجدوں میں یہ اذان خارج مسجد ہی کہلوائیں گے۔ مگر وائے حسد و منافقت امام جامع مسجد جو شروع سے اپنی مسجد میں یہ اذان اندرون مسجد کہلواتے رہے اور مسئلہ جان لینے کے بعد بھی اپنی ضد پر اڑے رہے انھوں نے اس سنت کے خلاف تحریک چلانی شروع کر دی اور اشتعال انگیز تقریروں سے بھولے بھالے عوام کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور سیدنا اعلیٰحضرت پر کیچڑ اچھالے۔ حضرت علامہ اختر میاں صاحب کو برا بھلا کہا اور بریلی و بدایوں کے مقدمہ کی روئداد (من گھڑت) سنانی شروع کر دی اور جس طرح دجل و فریب سے کام لے سکتے تھے سب ہتھکنڈے اپنا کر سازگار ماحول کو پراگندہ کر دیا — بریلی و بدایوں کے مقدمے کی حقیقت سب کو معلوم ہے کہ اس میں شکست بدایوں والوں کو ہوئی تھی۔ (یہ مقدمہ ۱۳۳۶ھ میں ہوا تھا۔ مولوی سخاوت حسین ساکن قاضی ٹولہ بدایوں بنام مولوی احمد رضا خاں بریلی)

اس کی تمام مثلیں آج بھی موجود ہیں جو حضرات اس سلسلہ میں معلومات حاصل کرنا چاہیں وہ حضرت علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ سے آج بھی حقیقت جان سکتے ہیں۔ حضرت قبلہ

کو مقدمہ کی، تمام روئداد، فیصلہ کی تاریخ، جج کا نام اور دیگر تفصیلات آج بھی زبانی حفظ ہیں اور سارے دستاویزات ان کے پاس موجود ہیں۔

امام جامع مسجد شاہجہانپور نے عوام کو خوب خوب گمراہ کیا اور ایک گمنام مولوی مسمّٰی ریاست علی کو علامہ ظاہر کرکے عوام سے یہ بھی بتایا کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنی کتاب جامع الفتوی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اذان ثانی مسجد کے اندر ہی ہونا چاہیئے۔

مولوی ریاست علی پہلے سیدنا اعلیٰحضرت کے نیاز مندوں میں تھے لیکن شیطان نے ان پر ایسا داؤں پھینکا کہ نام اور دام کے لوبھ میں یہ وہابیوں سے جا ملے اور "جامع الفتوی" نامی کتاب لکھ ڈالی اور دہلی و فرنگی محل کے گیارہ علماء سے اس پر تصدیقی دستخط بھی کرالئے۔ شاہجہانپور کے عوام تو عوام خواص بھی ان مولوی صاحب کے نام سے واقف نہیں ہیں اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کہ ان حضرت جی کی قبر کہاں ہے؟

بہرکیف شاہجہانپور کے حق پسند احباب نے اس کتاب کو تلاش کرکے مسئلہ اذان ثانی والے صفحات کی فوٹو کاپی کراکر ایک استفتاء قائم کیا اور مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت چونکہ اس موقع پر پاکستان کے سفر پر جارہے تھے لہذا ان کے حکم سے یہ استفتاء حضرت ہی کے مرکزی دار الافتاء کے مفتی حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

امام جامع مسجد نے اذان ثانی کے مسئلہ پر ایسی خدمت اختیار کی اور ایسی ضد پکڑی کہ قتل و فساد پر آمادہ ہوگیا اور امیر احمد تلیاپوری کے جان کے لالے پڑ گئے مگر بزرگانِ دین کے کرم سے ان کا بال بھی بیکا نہ ہوسکا۔ امام جامع مسجد کے اشارہ پر اس کے گرگوں نے اسی محلہ کی ایک دوسری مسجد کے سنی العقیدہ اور نیک نفس امام حافظ طفیل محمد صاحب کو زدوکوب کرکے مسجد کی امامت چھوڑنے پر مجبور کردیا۔

امام جامع مسجد آج بھی فتنہ و شر پھیلانے اور منافقت کو فروغ دینے میں پیش پیش ہیں۔ جب ان کو مسئلہ اذان ثانی پر گفت و شنید کے لئے دعوت دی جاتی ہے تو بھاگ لیتے ہیں۔ عوام پر ان کی حقیقت خوب کھل گئی ہے لیکن امام کے ساتھ کچھ ایسے عناصر ہیں جو عوام کو کھل کر اذان ثانی کے معاملہ پر عمل کرنے سے روک دیتے ہیں۔

یہ امام اور اس طرح کے دیگر ائمہ اور نام نہاد مولوی صاحبان جنہوں نے بظاہر سنیت کا لیبل لگا رکھا ہے۔ اور جو وہابیوں، مودودیوں، رافضیوں قادیانیوں کو کافر بھی کہتے ہیں اور میلاد و فاتحہ اور نذر و نیاز کے بھی قائل ہیں،

صرف شکم پروری اور نفس پرستی کی خاطر منافقت کا رنگین جال لئے بکھر رہے ہیں۔
افسوس! یہ اپنے ہو کر بھی بیگانے ہو گئے ہیں — یہ نام نہاد سنی خود کو علامہ و مفتی سمجھنے والے نام نہاد امام و مولوی سب — یہ دین و ملت اور عقیدہ و مسلک کے لئے نہایت خطرناک ہیں عوام ایسے فریبیوں سے ہوشیار رہیں۔ خدا ان کے فتنہ و شر سے ہر سنی کو محفوظ رکھے آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ تحیۃ والثناء

اسی طرح کے دو اماموں سے جن میں ایک شہر بریلی کے ہیں اور ایک بریلی شریف سے متصل دوسرے شہر کے وہ اذان ثانی کے مسئلہ میں فتویٰ حق تو اعلیٰ حضرت ہی کا سمجھتے ہیں لیکن ایک صاحب متولی کے خوف سے محض امامت کی ملازمت اور بیٹ کی خاطر اس پر عمل کرنے اور فتویٰ پر تصدیق کرنے سے گریز کر گئے اور ایک صاحب صرف اپنی ضد اور شان و انا کی خاطر اندرون مسجد ہی اذان کہلوا رہے ہیں۔ عوام دیکھ لیں ان اماموں کی ضد اور حکم شریعت سے ان کی روگردانی۔

نوٹ:۔ فقیر نے مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب سے درخواست کی تھی کہ رسالہ "سنی دنیا" جولائی اگست کے شمارے میں اذان ثانی کا فتویٰ (جسے حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب نے لکھا ہے اور جس پر ملک کے مشاہیر علماء و مفتیان کرام کی تصدیقات ہیں) شائع کرا دیجئے۔ حضرت نے محب گرامی جناب مولانا عبدالنعیم صاحب عزیزی کو اس سلسلہ میں حکم دیا لہٰذا محب موصوف جولائی اگست کے شمارہ کو "اذان ثانی نمبر" کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ فقیر نے عزیزی صاحب سے درخواست کی تھی کہ اذان ثانی کے سلسلہ میں اداریہ بھی لکھ دیں لیکن دیگر مصروفیات اور علالت کے باعث وہ نہ لکھ سکے۔ فقیر کا یہ مضمون جو کہ سچائی پر مبنی ہے۔ حاضر خدمت ہے۔

تعمیر مسجد اعلیٰحضرت برادران اسلام، قصبہ شیخوپور ضلع بدایوں میں ایک مسجد از سرِ نو تعمیر ہو رہی ہے۔ لہٰذا آپ حضرات سے گذارش ہے کہ اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

المعلن: سکریٹری بزم رضا شیخوپور ضلع بدایوں

چیلنج

اگر کوئی مولوی یا امام مسجد مجمع عام میں یہ ثابت کر دے کہ جمعہ کی اذان ثانی اندرون مسجد صحابہ کرام سے فلاں حدیث میں ثابت ہے تو وہ مجمع عام میں ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام فقیر سے حاصل کرے۔

مقدمہ بریلی و بدایوں میں بریلی والوں کی شکست اور حدیث سے اذان ثانی کا اندرون مسجد ہونا اگر کوئی ثابت کر دے تو دو ہزار روپے نقد انعام۔

ثابت کرنے والے کو اگر فقیر کے سامنے شرم آتی ہو تو مندرجہ ذیل پتوں پر انعام حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ چیلنج قبول کر کے ثابت کرے۔

(۱) مولانا انتظار القادری خلیفہ و جانشین مفتی اعظم شاہجہانپور

(۲) جناب حمایت اللہ ہوٹل والے شاہجہانپور (۳) مولانا اختر حسین صاحب شاہجہانپور۔ (۴) مولانا امیر احمد صاحب تلیاپور بریلی شریف

(۵) حاجی عبدالقیوم سوئیوں والے سیلانی بریلی شریف

(۶) صوفی اقبال احمد رضوی کتب خانہ بازار صندلخاں بریلی شریف

مسئلہ اذان ثانی

استفتاء مرسلہ از بریلی

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اذان ثانی یوم الجمعہ جس وقت کہ امام خطبہ پڑھنے کے واسطے منبر پر بیٹھتا ہے داخل مسجد ہونا چاہئے یا خارج مسجد بینوا توجروا

حامدًا ومصلیًا

الجواب واللہ سبحانہٗ الموفق للصواب

آگاہ ہونا چاہیے کہ بعض محدثین شافعیہ مذہب نے ایسی حدیثیں کتب صحاح ستہ وغیرہ میں جمع کی ہیں کہ غالبًا کوئی باب تعارض خالی نہ ہو جو کتب صحاح ستہ وغیرہ کا تتبع کئے ہوئے ہو تو اس کو بخوبی معلوم ہے کہ صدہا حدیثیں احکام کے باب میں متعارض اور باہم مخالف فی الحکم ہیں اور ان بزرگوں نے بلا دفع تعارض اور بلا تنقیح نقل کر دیں یہ نہیں بیان فرمایا کہ کونسی حدیث اس میں ناسخ ہے اور کونسی حدیث منسوخ ہے اور کونسی حدیث صحیح ہے اور کونسی ضعیف ہے اور کونسی حدیث مقدم ہے اور کونسی مؤخر اور کونسی ماؤل ہے اور کونسی حدیث شافعی مذہب کی معمول بہ ہے اور کونسی حنفی مذہب کی اور کونسی مالکی مذہب کی اور کونسی حنبلی مذہب کی۔ حالانکہ صدہا شارحین نے سعی بلیغ فرمائی، حتی الامکان تنقیح اور تحقیق احادیث فرمائی مگر ہنوز تنقیح اور تحقیق کامل نہ ہو سکی اور الحق کہ یہ کام بغیر ائمہ مجتہدین کے ممکن بھی نہیں علم حدیث ایسا عمدہ فن ان بزرگوں نے مخالف اور متعارض حدیثوں کو جمع کر کے علم حدیث کو مقلدین پر مشکوک کر دیا کاش کہ صرف اپنی ہی مذہب کی بلا تعارض احادیث جمع کر دیتے ہوتی تو شافعیہ مذہب والوں کو تو آسانی ہو جاتی مگر ان بزرگوں کو بھی حق سبحانہٗ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے کہ دور اور دراز حدیثوں سے تبرک حاصل کرنے کے لئے کوئی متعارض حدیثیں یوں جمع کر دینا مفید ہوا اور نیز باعث برکت بھی اور علاوہ اس کے اور بھی ان کا کوئی مقصود نہیں ہوا البتہ استنباط احکام کے واسطے ہم مقلدوں کو مفید نہیں استنباط احکام تو ائمہ مجتہدین کر چکے اور نیز یہ کام ختم ہو گیا، ہم مقلدوں کا یہ پابند نہیں کہ احکام کتب احادیث سے استنباط اور اخراج کریں بلکہ یہ فن ایسا مشکل ہے کہ ائمہ مجتہدین میں بھی استنباط احکام میں اختلاف ہو گیا اور ہم کو تقلید اپنے امام کی لازم ہے اور مسئلہ اور حکم فقہ کی کتب معتبرہ سے نکالنا چاہیئے فی الدر المختار واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم انتہی، ھکذا فی فتاوی الخیریۃ۔

پس اس طرح اذان ثانی یوم الجمعہ کی جو بوقت خطبہ پڑھنے کے کہی جاتی ہے اس میں بھی محدثین کا اختلاف واقع ہے۔ صحیح بخاری میں تو یوں نقل فرمایا ہے حدثنا آدم قال حدثنا ابن ذئب عن الزھری عن السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعۃ اولہ اذا جلس الامام علی المنبر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کان عثمان وکثر الناس زاد النداء الثالث علی الزوراء انتہی ترمذی میں ہے حدثنا احمد بن منیع نا حماد بن خالد الخیاط عن ابی ذئب عن الزھری عن السائب بن یزید قال کان الاذان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وابی بکر و عمر اذا خرج الامام اقیمت الصلاۃ فلما کان عثمان زاد النداء الثالث علی الزوراء انتھی اور ابوداؤد میں ہے ان الاذان کان اولہ حین یجلس الامام علی المنبر یوم الجمعۃ فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر فلما کان خلافۃ عثمان وکثر الناس امر عثمان یوم الجمعۃ بالاذان الثالث واذن بہ علی الزوراء الخطیب الامر علی ذلک اور نیز دوسری حدیث بھی ابوداؤد نے نقل فرمائی ہے۔ عن محمد بن اسحاق عن الزھری عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر انتھی اور بعض احادیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت سے زیادتی اذان اول یوم الجمعہ کی ثابت ہے اور بعض حدیث سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے زیادتی اذان اول یوم الجمعہ کے ثابت ہے چنانچہ عینی شرح صحیح بخاری میں ہے و وقع فی تفسیر جویبر عن الضحاک عن برد بن سنان عن مکحول عن معاذ بن عمر ھو الذی زادہ فلما کانت خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ وکثر المسلمون امر مؤذنین ان یؤذنا للناس بالجمعۃ خارجۃ فی المسجد حتی یسمع الناس الاذان وامر ان یؤذن بین یدیہ کما کان یفعل المؤذن بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدی ابی بکر ثم قال عمر اما الاذان الاول فنحن ابتدعناہ لکثرۃ المسلمین انتھی۔

پس احادیث میں اختلاف واقع ہوا، بعض احادیث سے تو ثابت ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھے جب اذان دی جاتی تھی۔ اور بعض حدیث سے ثابت ہے کہ جب امام خروج کرے اور نماز قائم کی جائے اس وقت اذان دی جاتی تھی اور بعض حدیث میں علی باب المسجد کی قید واقع ہے اور اکثر احادیث میں علی باب المسجد کی قید نہیں اور نیز علی باب المسجد کے معنی مرادی میں بھی چند احتمال ہیں۔ دروازہ کے اوپر بھی ہونا اذان کا ثابت ہوتا ہے یعنی اس کی چھت پر اور دروازہ کے باہر کی طرف بھی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دروازہ کے اندر کی طرف بھی ہونا ثابت ہوتا ہے اور خارج مسجد بھی مراد ہو سکتی ہے۔

پس سنت کی جگہ صاف طور پر متعین نہیں ہوئی اور پھر حدیث کے حکم کی بھی تصریح نہیں کہ اس کے ترک سے حرمت لازم آتی ہو یا کراہت تحریمی یا کراہت تنزیہی لازم آتی ہے یا ترک اولی کیونکہ ہر ترک سنت سے مکروہ ہونا لازم نہیں پس جبکہ احادیث اور اس کے معنی اور حکم میں اختلاف واقع ہوا اور ہم مقلدوں کا مسئلہ اور حکم حدیث سے استنباط اور اخراج کرنے کا منصب اور کام نہیں، اسلئے مقلد کو رجوع کرنا طرف فقہ حنفی کے کرنا چاہیئے۔ کتب معتبرہ حنفی میں اذان ثانی یوم الجمعہ کا ہونا بین یدی المنبر یا امام آیا ہے اور نیز عند المنبر آیا ہے اور علی المنبر آیا ہے اور قریب ممبر بھی آیا ہے اور ہر چند کہ لفظ بین یدی قریب اور بعید دونوں کو عام سہی لیکن لفظ عند المنبر اور علی المنبر اور قریب منبر جو کہ فقہاء معتبرین سے ثابت ہے اور دلیل قوی بلکہ تصریح ہے۔ اس امر کی کہ بین یدی سے بھی مراد قریب منبر ہے نہ خارج مسجد فی الھدایۃ واذا صعد الامام المنبر جلس واذن المؤذنون بین یدی المنبر بذلک جری التوارث انتھی وفی

عالمگیری فی باب الاعتکاف لکن یخرج فی وقت یمکنہ ان یاتی الجامع فیصلی اربع رکعات قبل الاذان عند المنبر انتھی وفی الکفایۃ وذکر فی باب الاذان من المبسوط واختلفوا فی الاذان المنبر الذی یحرم عندہ البیع ویجب السعی الی الجمعۃ فکان الطحاوی یقول ھو الاذان عند المنبر بعد الخروج الامام فانہ ھو الاصل الذی کان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک فی عھد ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما فلما کثر الناس فی عھد عثمان رضی اللہ عنہ زاد النداء علی الزوراء ای الصومعۃ وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ ان المعتبر فی وجوب السعی وحرمۃ البیع الاذان علی المنارۃ لانہ لو انتظر الاذان عند المنبر لفوتہ رواء السنۃ واسماع الخطبۃ ورب بما تفوتہ الجمعۃ اذا کان بیتہ بعیدا من الجامع ھکذا فی المبسوط مطبوعہ مصر فی صفحہ ۱۳۴ وایضاً فی جامع الرموز اذا جلس الامام علی المنبر اذن ثانیا بین یدی بین الجھتین المسامتین لیمین المنبر او للامام او یسارہ قریباً منہ انتھی۔ وایضاً فی الخلاصۃ و یکرہ البیع والشراء یوم الجمعۃ اذا اذن المؤذن والاذان المنبر اذان الخطبۃ فی النصف الاول فی المقصورۃ ومنھم من قال مایلی المقصورۃ وبہ اخذ الفقیۃ انتھی لعہ مراد مقصورہ سے وہ بیت ہے جو بیت داخل دیوار قلعہ کی جانب کی ہے فی بحر الرائق ان مرادھم بالمقصورۃ بیت داخل الجد ار القبلی لیست الخطیب فی مسجد دمشق الذی یخرج منہ الخطیب فالظاھر ان ملوکھم کانوا یصلون فیہ خوف من الاعداء یمکنون الناس من الدخول فیہ انتھی وایضاً فی فتاوی عالمگیری وقال الطحاوی یجب السعی ویکرہ البیع عند اذان المنبر وقال الحسن بن زیاد والمعتبر ھو الاذان علی المنارۃ والاصح ان کل اذان یکون قبل الزوال فھو غیر والمعتبر اول الاذان بعد الزوال سواء کان علی المنبر او علی الزوراء کذا فی الکافی انتھی اور کافی کے باب میں علامہ شامی نقل فرماتے ہیں واعلم ان من کتب مسائل الاصول کتاب الکافی للحاکم الشہید وھو کتاب معتمد فی نقل المذھب انتھی اور نیز مبسوط بھی کتب ظاہر الروایۃ سے ہے فی رد المحتار وکتب ظاہر الروایۃ کتب محمد الستہ المبسوط والزیادات الخ وایضاً رد المختار الفتوی اذا اختلف کان الترجیح بظاھر الروایۃ انتھی وایضاً فیہ یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این قال انتھی۔ وایضاً فی لکن الغالب الشائع فی ظاھر الروایۃ ان یکون قول الثلاثۃ انتھی وفی فتاوی الحامدیہ یحل آیۃ او خبر یخالف قول اصحابنا یحمل علی النسخ او التاویل او الترجیح علی ما صرح بہ فی الکشف اذا کان حدیث مخالفٌ لما ذھب الیہ ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالی لعل یجوز ان یقال انہ لم یبلغ قالوا لا لانہ وجدہ غیر صحیح او مولا انتھی وایضاً رد المختار فقد صح عنہ قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی ولا یخفی ان ذلک لمن کان اھل للنظر فی النصوص ومعرفۃ محکمھا من منسوخھا انتھی ملخصاً

پس جبکہ ثابت ہوئی کتب ظاہر الروایۃ سے یہ بات کہ اذان ثانی یوم الجمعہ عند المنبر یا علی المنبر ہوا

کرلی تھی کہ جس سے قریب منبر کھلا ہوا ثابت ہے اسی وجہ سے صاحب جامع الرموز نے ظاہر کردیا کہ قریب منبر اور نیز صف اول میں جو کہ متصل حجرہ کے ہے اذان خطبہ کی ہونا ثابت ہے اور اب اس کے خلاف کرنا اور خارج مسجد اذان مذکور دلانا بعید از انصاف ہے اور عدم رعایت مذہب اور روایات حنفیہ اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد میں اذان دینا تو فقہاء نے ممنوع لکھا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مطلق اذان کا دینا فقہاء نے ممنوع نہیں لکھا ہے بلکہ بعض فقہاء نے اذان فرض صلاۃ خمسہ کو کہ جو اعلام غائبین کے لئے ہوتی ہے مسجد میں ممنوع لکھا ہے۔ نہ ہر اذان کو اور نہ جمعہ کے روز، حدیث شریف سے تین اذانوں کا ہونا ثابت ہے یعنی اقامت کو بھی اذان ثابت فرمایا ہے تو بنا برآں تینوں اذانیں خارج مسجد ہونا چاہیے اور داخل مسجد ممنوع اور مکروہ ولم یقل بہ احد ولم ینقل من احد فی صحیح بخاری کان النداء یوم الجمعۃ اولہ اذا جلس الامام علی المنبر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کان عثمان وکثر الناس زاد النداء الثالث علی الزوراء انتہی۔ قال فی العینی علی قولہ زاد النداء الثالث انما سمی ثالثا باعتبار کونہ مزیدا لان الاول ھو الاذان عند جلوس الامام علی المنبر والثانی ھو الاقامۃ الصلاۃ عند نزولہ والثالث عند دخول وقت ظہر انتہی۔ اور تفسیر انقاری میں ہے ہرگاہ جو در جمعہ در ایام خلافت عثمان و بسیار شد قوم مردم امر کرد عثمان، بروز جمعہ باذان سوم پس اذان دادہ شدہ بموضع زوراء پس ثابت ماخذ امر اذان برآں شد بامر انتہی، وفی فتح القدیر وتسمیۃ ثالث لان الاقامۃ تسمی اذانا انتہی۔ اور نیز ممکن ہے یہ امر کہ اذان بروز جمعہ عند الخطبہ زمانہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں دروازہ مسجد پر ہوتی ہو کیونکہ پہلے اذان اعلاماً للغائبین بھی تھی جب کہ کثیر ہوئی آدمی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس اذان کو واسطے اطلاع سکوت اور احضار ذہن الذکر والموعظۃ عند المنبر کرا دیا ہو یا برعکس اور شرح سفر السعادۃ میں تو یوں لکھا ہے کہ بعض محققین گفتہ اند کہ ہمیں اذان را کہ عثمان برزوراء امر فرمودہ بود ہشام بن عبد الملک انزا المسجد نقل کردہ انتہی۔ پس اس بناء پر تو کچھ نزاع ہی نہ رہا اور نیز یہ کہ دونوں اذانوں سے مقصود علیحدہ علیحدہ ہے ایک سے اعلام غائبین دوسری سے اطلاع سکوت کے واسطے خطبہ سننے کے فی جامع الرموز اما الاول للاعلام وبما قبل السنۃ والخطبۃ لاحیاء الاحکام انتہی۔ تو اذان اول کے واسطے اعلام غائبین کے ہے وہ خارج مسجد بلکہ بلند جگہ پر ہونا اولی ہے اور اذان ثانی جو واسطے غرض ساکت کرنے حاضرین کے ہے وہ داخل مسجد مناسب اور اولی ہے۔ ورنہ تحصیل حاصل ہوگی اور مقصود بھی فوت ہوگا یا اور نیز ممکن ہے کہ علی باب المسجد اذان کسی مصلحت دیگر کی وجہ سے ہوتی ہو اس کے ترک کرنے سے کراہت متحقق نہ ہو جیسے کہ اذان بلند جگہ پر مسنون مصلحۃً استماع بعید کے واسطے ہے اس کے ترک سے جماعت حاضرین کے واسطے کراہت متحقق نہیں اسی طرح اس جگہ قال فی الدر المختار ھو سنۃ للرجال فی مکان عال الخ وفی رد المحتار ولیس الاذان فی موضع عال وظاھرانہ یغنی ای مؤذن الحی اما من اذن لنفسہ اولجماعۃ حاضرین فی الظاہر انہ لایسن لہ المکان العالی لعدم الحاجۃ انتہی اور جیسے کانوں میں انگلیاں ڈالنا سنت اذان یہاں ہے کما فی ابن ماجہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بلالاً ان یجعل اصبعیہ فی اذنیہ اور اس کے ترک سے کراہت اور بدعت سیئہ ہونا لازم نہیں فی المعدن ایتہ والافضل للمؤذن ان یجعل اصبعیہ فی اذنیہ لان امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلالاً و ان لم یفعل تحسن انتہی

اور نیز قطع نظر ان سب باتوں سے اکثر جمہور علماء کا تمام دیار میں بھی یہی عمل چلا آرہا ہے کہ اذان ثانی یوم الجمعہ داخل مسجد عند المنبر ہوا کرتی ہے اور یہی قول اکثر علماء کا ہے اور اب اس زمانہ میں بعض علماء نے مخالفت جمہور کی فرمائی ہے تو گو ان بعض ہی کا قول صحیح ہو۔ مگر موافق قاعدہ شرعیہ معتبرہ کی بھی ترجیح اسی کو ہوگی کہ اذان ثانی عند المنبر داخل مسجد ہونا چاہیئے نہ مکروہ فی فتاوی حامدیہ التوارث غیر مکروہ انتہی۔ وفی الحدیث اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ وایضاً فی الحدیث ید اللہ فوق الجماعۃ انتہی وایضاً فتاوی حامدیہ فیہا ذکر فی البیری فی شرح اشباہ انہ متی اختلف فی المسئلۃ فالعبرۃ بما قال بہ الاکثر انتہی۔ فی فتاوی الخیریۃ نعمل بما ہو الارفق بالناس وما ظہر علیہ التعامل انتہی۔ وایضاً فی فتاوی حامدیہ وظیفۃ العوام التمسک بقول الفقہاء واتباعہم فی اقوالہم دون التمسک بالکتاب والسنۃ کذا فی الحمان انتہی اور نیز مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ومقلد را نمی رسد کہ خلاف رائے مجتہد از کتاب و سنت احکام اخذ کند و بر آں عامل باشد انتہی ص ۳۷۵ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب

محمد یاسین علی عفی عنہ

لقد جاء الفاضل المجیب بالحق علی وجہ التحقیق فمن رغب عن نقدنا انقدنا من غبا عن سبیل الصواب الانیق　　　العبد محمد شجاعت علی عفی عنہ

بموجب ظاہر الروایۃ جو بنقل اصحاب متون اور شروح کتب مذہب حنفیہ فی اذان ثانی جمعہ عند المنبر داخل مسجد ہرگز ہرگز مکروہ تحریمی بلکہ مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔ تعامل امت حضرات حنفیہ کرام قرون کثیرہ الی یومنا ہذا قوی دلیل مثبت اس دعوی کا ہے البتہ باب مسجد پر اس اذان کا ہونا عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سنن ابی داؤد میں بروایتہ محمد بن اسحق صاحب المغازی المروی ہے چونکہ محمد بن اسحق مدلس ہے اسلئے یہ حدیث بسبب مدلس کے ضعیف ہے۔ سنت ہونے کے لئے حدیث ضعیف کافی نہیں ہے البتہ خارج مسجد اور علی باب المسجد کے مشروعیت کے لئے کافی ہے۔ علامہ شیخ نے اس مسئلہ کو مفصل طور پر روایت کثیرہ سے کافی ثبوت دیا ہے

نقل مواہیر علماء دھلی

سیف الرحمن عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری دھلی — المجیب مصیب محمد عبد المنان مدرس مدرسہ فتحپوری دھلی — الجواب صحیح عبد الملک مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

ھذا الجواب صحیح وحقیق بان تتبع — محمد کاظم علی عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

[illegible]

المجیب مصیب۔ محمد عالم مدرس مدرسہ فتحپوری دھلی

نقل علماء رامپور و فرنگی محلے

جریر ابن حازم جو والد وہب کے ہیں اور ثقہ اور سنہ ۱۷۰ میں ان کا انتقال ہوا ہے ان کی روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کے زمانے میں اور خلیفہ اول و ثانی کے زمانے میں اذان خطبہ مسجد کے اندر ہوا کرتی تھی و تفسیر جریر مسند منقطع عن معاذ امر ہو مؤذنا ان یؤذن الناس یوم الجمعۃ خارج من المسجد حتی یسمع الناس وامران یؤذن بین یدیہ کما کان بعہدہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر فقال عمر نحن ابتدعناہ لکثرۃ المسلمین انتہی۔ روح التوشیح شرح بخاری باب التاذین عند الخطبۃ ص۱۲۱ وجہ اثبات قیس مخالف نہیں ہے جس طرح بعض نادان محمول کرتے ہیں بلکہ تقابل خارج مسجد کے مقابلہ میں یدیہ لائے ہیں اس سے یہ مراد بھی ظاہر ہو گیا کہ جہاں بین یدیہ اذان خطبہ کے واسطے لائے ہیں بمقتضا اس روایت کے اس سے مراد داخل مسجد ہے اس حدیث سے ہم کو استنباط حکم نہیں ہے بلکہ بیان واقعہ ہے کہ قدامت اذان خطبہ مسجد ہی میں معمول رہا ہے فقط

العبد محمد عبد الغفار عفی عنہ

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ عبد الغفار

محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید ۱۳۳۳ھ — اصاب من اجاب حررہ محمد یونس الفرنجی محلی

المجیب محق فی ما اجاب — حررہ محمد قطب الدین عبد الوالی الفرنجی محلی

جواب صحیح ہے — محمد صبغت اللہ فرنگی محل لکھنو۔

واقعی اذان جو امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت ہوتی ہے ان کا داخل مسجد ہی ہونا مسنون ہے

کتبہ :۔ محمد ایوب غفر لہ الذنوب

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ البارک

محمد عبد القادر الانصاری غفر لہٗ

از اختر رضا خاں ازہری قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ بریلی شریف

$\frac{786}{92}$ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ اذان ثانی جمعہ کے بارے میں فتویٰ ملاحظہ ہوا حق یہ ہے کہ فتویٰ مذکور میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابل نقد و نظر ہے۔ چند کلمات مستعینا باللہ تعالےٰ ذکر کرتا ہوں انشاء المولےٰ تعالیٰ ناظرین پر حق ظاہر ہو جائے گا اور ان کے خلجان کو دور کرنے میں کافی مدد ملے گی۔ وباللہ التوفیق۔

اذان شرع مطہر کی اصطلاح میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے جس کے لئے الفاظ مقرر ہیں یہ اعلان

غائبین کو مطلع کرنے کے لئے ہے عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے الاذان اعلام الغائبین والاقامۃ اعلام الحاضرین۔ اذان غائبین کے اعلام کے لئے ہے اور اقامت حاضرین کی اطلاع کو ہے یہ وہم کہ اذان خطبہ غائبین کی اطلاع کے لئے نہیں محض غلط وبے بنیاد اور لاعلمی پر مبنی ہے اور یہی حکم اذان خطبہ کا بھی ہے۔ ہدایہ وکافی وتبیین وعنایہ وکفایہ درمختار وغیرہا میں ہے۔ واللفظ للبحر تکرارہ مشروع کما فی اذان الجمعۃ لانہ اعلام الغائبین فتکریرہ مفید لاحتمال عدم سماع البعض یعنی جمعہ کی اذان بھی غائبین کی اطلاع کو ہے لہٰذا خطبہ کے وقت دوبارہ کہنا مفید ہے کہ شاید پہلی اذان غائبین نے نہ سنی ہو تو اب سن لیں گے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نماز جمعہ کے واسطے صرف ایک ہی اذان یعنی اذان خطبہ ہی تھی جو فنائے مسجد میں یعنی دروازۂ مسجد پر خطیب کے مقابل ہوتی تھی اور خلافت فاروقی بلکہ صدر خلافت عثمانی تک اسی کے مطابق ہوتا رہا جب بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کی بہت زیادہ کثرت ہو گئی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے پاک زمانہ میں ایک اور اذان اضافہ فرمائی جسے آجکل اذان اول (پہلی اذان) کہتے ہیں یہ اذان مسجد سے دور بازار میں ایک مکان کی چھت پر دی جاتی تھی پھر اسی پر عملدرآمد ہوتا رہا ہشام بادشاہ نے اپنے زمانہ میں اسی اذان کو مسجد کے منارہ پر کہنے کا حکم دیا مگر اذان خطبہ مسجد کے دروازے پر خطیب کے محاذات میں بدستور ہوتی رہی اذان خطبہ میں ہشام نے کوئی ترمیم نہ کی بعض لوگوں نے اسی ہشام کو بتایا ہے مگر وہ تحقیق کے خلاف ہے۔ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح مواہب شریف جلد ہفتم طبع مصر صفحہ ۴۳۲ میں فرماتے ہیں جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اذان خطبہ سے پہلے ایک اذان بازار میں ایک مکان کی چھت پر دلوائی پھر اس پہلی اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسری کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی وہ خطیب کے مواجہہ میں کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیل نہ کی بخلاف بازار والی اذان اول کہ اسے مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اذان جمعہ مسجد کے اندر دینے کا حکم نہیں ہے اور اذان پنجگانہ کی طرح فنائے مسجد میں کہنے کا حکم ہے ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ اس اذان کو امام کے محاذات میں کہنے کا حکم ہے۔ ابوداؤد شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اذان دروازۂ مسجد پر خطیب کے مقابل میں ہوتی تھی حدیث کے الفاظ مبارک یہ ہیں عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد والی بکر وعمر یعنی جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اور امام ابن خزیمہ صاحب صحیح جن کا لقب امام الائمہ ہے اپنی صحیح میں اس روایت علی باب المسجد کے دوسرے راوی ہیں۔ اور امام جلیل القاسم سلیمان بن احمد طبرانی معجم کبیر میں اس کے تیسرے راوی ہیں اور بعض علمائے کرام کے ارشادات سے بھی یہی ثابت ہے۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے کان اذا جلس علیہ الصلوٰۃ والسلام علی المنبر اذن بلال علی باب المسجد وکذا علی عہد ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہوتے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازۂ مسجد پر اذان کہتے اور اسی طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں۔ کشاف میں ہے کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن واحد فکان اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد ثم کان ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ایک تھے جب حضور منبر پر جلوہ فرما ہوتے وہ مؤذن دروازۂ مسجد پر اذان دیتے۔ یہی روش صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں تھی بعینہ اسی طرح تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے۔ تفسیر خطیب شربینی پھر فتوحات الٰہیہ میں ہے کان لہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن واحد اذ جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد ثم کان ابوبکر و عمر وعلی بالکوفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ذالک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن ایک تھے جب حضور منبر پر جلوہ افروز ہوتے وہ مؤذن دروازۂ مسجد پر اذان کہتے پھر صدیق و فاروق اور کوفہ میں مولیٰ علی کے یہاں بھی طریقہ رہا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کشف الغمہ میں امام شعرانی قدس سرہ الربانی زمانۂ اقدس و زمانہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت فرماتے ہیں وکان الاذان علی باب المسجد ان پاک زمانوں میں اذان مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی۔ ان شواہد سے صاف ظاہر ہے کہ اذان ثانی جمعہ عہد رسالت و زمانۂ صحابہ میں بیرون مسجد میں امام کے مقابل ہوتی تھی اور علی باب المسجد کی روایت صحیح ہے جس کی تائید ان تفسیری حوالوں سے بھی ہوتی ہے۔ اس مقام پر فاضل مجیب نے چار احادیث بخاری و ترمذی و ابوداؤد کی اپنے فتوی میں ذکر فرمائی ہیں جن میں ایک حدیث وہی ہے جس سے خارج مسجد اذان ہونی ثابت ہے۔ باقی تینوں حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اذان خارج مسجد ہو یا داخل مسجد۔ ان احادیث سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ عہد رسالت و زمانۂ خلفاء راشدین میں سے سیدنا ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں اذان خطبہ ہی اذان اول تھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اذان کا اضافہ فرمایا، اس کے بعد فاضل مجیب نے تفسیر جو بیر سے ایک روایت ذکر کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان اول کا اضافہ حضرت سیدنا عمر فاروق نے فرمایا مگر اس روایت سے بھی خارج مسجد یا داخل کا واضح فیصلہ نہ ہو سکا۔ قطع نظر اس بات کے کہ پہلی تین حدیثیں جو بخاری و ترمذی وابوداؤد میں مسطور ہیں وہ صحیح ہیں یا تفسیر جو بیر والی روایت اصح ہے فاضل مجیب نے اس کا کوئی واضح جواب نہ دیا بلکہ تعارض قائم کر کے فرماتے ہیں۔ پس احادیث میں اختلاف واقع ہوا بعض احادیث سے تو ثابت ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھے جب اذان دی جاتی تھی اور بعض احادیث سے ثابت ہے کہ جب امام خروج کرے اور نماز قائم کی جائے اس وقت اذان دی جاتی تھی اور بعض حدیث میں علی باب المسجد کی قید واقع ہے اور اکثر احادیث میں علی باب المسجد کی قید نہیں (الی) پس سنیت کی جگہ صاف طور پر متعین نہیں ہوئی۔ یہ فاضل مجیب کے خلجان کا باعث ہے اور فاضل مذکور نے اکثر احادیث میں علی باب المسجد کی قید نہ ہونے کا قول کر تو دیا مگر ایک حدیث بھی واضح طور پر پیش نہ کر سکے کہ جس سے ثابت ہو کہ یہ قید مراد نہیں ہے، اور اس کے بعد یہ کہتے ہوئے کہ ہم مقلدوں کا مسئلہ اور حکم حدیث سے استنباط اور اخراج کرنے کا منصب اور کام نہیں اسلئے مقلد کو رجوع کرنا طرف فقہ حنفی کے کرنا چاہیئے۔ اب فاضل مجیب نے دو بحثیں ذکر کی ہیں بین یدیہ اور عند المنبر کی اور بین یدیہ سے قریب منبر مراد ہونا بتایا ہے اور ان تمام عبارات فقہا کو جن سے مسجد کے اندر اذان کی ممانعت

کراہت ثابت ہوتی ہے یکسر نظر انداز فرمادیا حالانکہ وہ ارشادات صاف صاف مطلق بلاقید تھے جن میں جمعہ وغیرہ کسی کی تخصیص نہیں اور جو شخص تخصیص کا دعویٰ کرے وہ ثبوت دے، اس کے بعد فاضل مجیب نے فرمایا ہے کہ کتب معتبرۂ حنفی میں اذان ثانی یوم الجمعہ کا ہونا بین یدی المنبر یا امام آیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس سے فاضل مجیب کا دعویٰ ثابت نہیں اس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ اذان ثانی خطیب کے سامنے منبر کے آگے امام کے مواجہ میں ہو اس سے یہ کہاں نکلا کہ امام کی گود میں منبر کے پاس ہو بلکہ بین یدی سمت مقابل میں منتہائے جہت تک صادق ہے اسی وجہ سے فاضل مجیب کو بین یدی کا عموم تسلیم کرنا پڑا جب لفظ بین یدی قریب اور بعید دونوں کو عام ہوا تو استدلال میں ان عبارتوں کو پیش کرنا صریح مغالطہ ہے ہدایہ شریف کی یہ عبارت اذا صعد الامام المنبر جلس واذن المؤذنون بین یدی المنبر بذلک جری التوارث اور جامع الرموز کی عبارت سے دعویٰ ثابت نہ ہوا بلکہ یہ عبارتیں ہمارے لئے مفید ہیں اور عبارت جامع الرموز کے لئے جناب نے غور ہی نہیں کیا ورنہ حق واضح ہو جاتا اور جس طرح بین یدیہ کے لئے فرمادیا کہ ہر چند کہ لفظ بین یدی قریب اور بعید دونوں کو عام سہی عند کے لئے تسلیم کر لیجئے اور عند المنبر سے عوام کو مغالطہ میں نہ ڈالتے آیئے۔ عند کے معنی ائمہ کرام سے سنئے۔ ہمارے ائمہ کرام نے کتب اصول میں تصریح فرمائی ہے کہ عند حضور کے لئے ہے یعنی شئی حاضر ہو غائب نہ ہو تو عند المنبر کا بھی اتنا ہی حاصل جتنا بین یدیہ کا ہے یعنی منبر کے سامنے ہو آڑ میں نہ ہو۔ امام فخر الاسلام بزدوی اپنے اصول میں اور امام صدر الشریعہ مصنف شرح وقایہ اپنے متن تنقیح اور اس کی شرح توضیح میں فرماتے ہیں عند للحضرۃ عند حضور کے لئے ہے۔ عند سے قریب مراد لینے والے حضرات غور سے دیکھیں کہ ان کا قول ائمہ کرام سے بالکل مخالف ہے اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے تلویح میں اسی معنی کو مقرر رکھا۔ امام محقق علی الاطلاق صاحب فتح القدیر اپنے متن اصول تحریر اور امام ابن امیر الحاج اسکی شرح تقریر میں فرماتے ہیں (عند للحضرۃ) الحسیۃ نحو فلما رآہ مستقرا عندہ والمعنویۃ نحو قال الذی عندہ علم من الکتب یعنی عند حاضری کے لئے ہے چاہے وہ حاضری محسوس ہو جیسے سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور تخت بالقیس کا حاضر ہونا یا معقول ہو جیسے آصف کے لئے علم کتاب کا حضور۔ امام ابو البرکات نسفی مصنف کنز اپنے متن اصول منار اور اس کی شرح کشف الاسرار میں اور علامہ فناری فصول بدائع میں اور علامہ خسرو مرآۃ الاصول اور اسکی شرح مرقاۃ الاصول میں فرماتے ہیں عند للحضور الحقیقۃ او الحکمیۃ عند حضور شئی کے لئے ہے خواہ وہ شئی حقیقتاً حاضر ہو یا حکماً۔ اسی طرح مدقق بہاری مسلم الثبوت اور ملک العلماء بحر العلوم اس کی شرح فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں عند للحضرۃ الحسیۃ والمعنویۃ، عند حضور شئی کے لئے ہے حساً ہو یا معنیً تو عند کا اصل مفاد صرف حاضر ہونا ہے قرب بعد مکانی اسمیں کچھ شرط نہیں ہے ولہذا علمائے عرب نے تصریح کی ہے کہ عند کا اطلاق قریب و بعید دونوں پر آتا ہے اور اس میں اور لدا میں یہ فرق کیا کہ لدا صرف قریب پر بولا جاتا ہے اور عند بعید پر بھی رضی شرح کافیہ جلد دوم صـ ۹۸ میں ہے عند عم تصرفا من لدی لان عند یستعمل فی الحاضر القریب وفیما ھو فی حوزتک وان کان بعیدا بخلاف لدی فانہ لا یستعمل فی البعید تو صاف روشن ہوا کہ عند کو نہ اتصال درکار ہے نہ کمال قرب لہذا عند المنبر سے منبر کے قریب مراد لینا صحیح نہیں کہ وہ اصلاً کسی حد خاص کے قرب کا مقتضی نہیں اس کی وضع حضور کے لئے ہے ہاں حضور فی نفسہ ایک نوع قرب ہے اسی لئے اس کا ترجمہ نزد اور پاس سے کرتے ہیں جس سے اتصال یا غایت قرب مکانی سمجھنا محض جہالت ہے۔ اور قریب خود ایک امر اضافی ہے۔ یہ

ائمہ اصول و عربیت کا ارشاد تھا۔ اب قرآن عظیم کی شہادت ملاحظہ ہو۔ آیت ۱ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ واجر عظیم بیشک وہ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لئے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بڑا درجہ ہے یہ عند رسول اللہ بلاشبہ تمام حاضرانِ حضور پر صادق ہے نہ صرف اس شخص سے جو خاص حضور سے ملا ہوا یا چند گز کے فاصلہ سے ہے۔ آیت ۲ ھم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا منافق کہتے ہیں جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں انھیں خرچ نہ دو یہانتک کہ پریشان ہو جائیں۔ یہاں بھی سب حاضران خدمت مراد ہیں ہرگز اتصال یا کسی حد مخصوص قرب کی تخصیص نہیں۔ آیت ۳ یقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک بیت طائفۃ منھم غیر الذی تقول واللہ یکتب ما یبیتون منافق کہتے ہیں ہم نے مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکلکر چلتے ہیں کچھ ان میں تمہارے ارشاد کے سوا منصوبے گانٹھتے ہیں اور اللہ لکھ رکھتا ہے جو کچھ وہ تجویز کر رہے ہیں یہاں منافقوں کے لئے عند فرمایا کیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے مقرب تھے کیا حضور سے ایسے ہی مل کر بیٹھتے تھے جیسے تم منبر سے اذان چاہتے ہو۔ آیت ۴ ان المتقین فی جنت ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر بیشک سب پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہیں۔ سچی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔ متقی ایک عامی مسلمان بھی ہے پھر اس کو جو قرب بارگاہ رب العزت میں حاصل ہوگا وہ علماء اولیاء صحابہ، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قرب سے لاکھوں درجہ کمتر ہوگا بلکہ جو سب سے نیچی زمین کو سب سے اونچے آسمان سے ہے اس کے باوجود ارشاد ہوا کہ عند ملیک مقتدر قدرت والے بادشاہ کے پاس آیت ۵ وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم یہاں کافروں کے مکر کو اللہ عزوجل کے حضور عند سے تعبیر فرمایا کیا مکر کفار اللہ سے قریب ہے۔ کیا مکر کفار مقرب بارگاہ عزت ہے حاشا لِلّٰہ بلکہ وہی حضور بتایا جاتا ہے یعنی ان کا مکر ہمارے سامنے ہے ہم اس سے غافل نہیں تو حاصل معنی علم ہے بس اسی قدر مفاد عند ہے اسی پر مجیب صاحب کا زیادہ زور تھا اور اس کو ایسی قوی دلیل جانتے تھے کہ حدیث صحیح اور کتب جلیلہ فقہ حنفی کی تصریح کو اس کے مقابل بیکار جانتے تھے یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ عند کے لئے حضور شرط ہے ایسا قرب کہ اذان منبر کے پاس ہو ضرور نہیں ہے اور اگر عند کے معنی اتصال و کمال قرب کے لئے جائیں تو ان آیات کے معنی میں فساد لازم آئے گا۔ پہلی آیت کے اتنے معنی ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قرب آکر پست آواز کرو اور چند گز کے فاصلے سے خوب چیخو چلاؤ غل مچاؤ تو ناجائز و گناہ نہ ہوگا لہٰذا جو حضرات حجرۂ مبارکہ کے باہر سے پکارتے تھے ان پر تنبیہ کی اصلا ضرورت نہ تھی حالانکہ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون بے شک وہ جو تمھیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

حجرہ مبارکہ کے باہر سے پکارنا ان کے طور پر عند رسول اللہ نہ رہا حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوری سے بھی پست آواز سے پکارنا ضرور کب ہے اور جو چلائے چیخے وہ بے ادب قرار پائے گا اور آیت ۲ و ۳ کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ منافقین خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کمال مقرب تھے حضور کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھتے تھے اور آیت ۴ کے یہ معنی ہوں گے کہ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ جاہل پرہیزگار کمال قرب میں انبیاء و مرسلین اور خود سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا برابر کا شریک ہے اور آیت ۵ کے معنی یہ ہوں گے کہ کافروں

کا مکر اللہ سے نہایت قریب ہے اسکی بارگاہ میں کمال مقرب ہے کیونکہ عند کے معنی حاضر کے نہیں جو ائمہ حنفیہ نے ارشاد فرمائے ہیں بلکہ خاص قرب کے ہیں ایسا قرب جو منبر کی کگر اور مؤذن کے انگوٹھے میں ہوتا ہے اگر مؤذن وہاں سے در وا لا تک ہٹا تو بعد المشرقین ہوگیا! اب کہاں قریب صادق آ سکتا ہے۔ یہ خرابی یوں لازم آئی کہ عند کے معنی قرب کے مراد لئے۔ معلوم ہوا کہ عند کے وہی معنی ہیں جو ائمہ حنفیہ نے ارشاد فرمایا اور یہی معنی بین یدی المنبر کے ہیں اور دونوں کا حاصل وہی ہے جو انہیں ائمہ کرام نے بیان فرمایا کہ اذان خطبہ بیرون مسجد امام کے مقابل فنا مسجد میں ہو اور مسجد کے اندر اذان مطلقاً مکروہ و ممنوع ہے اسی وجہ سے فقہاء حنفیہ نے فرمایا، لایوذن فی المسجد مسجد میں اذان نہ دی جائے اگر اذان خطبہ کا استثناء ہوتا اس کا وہ حکم نہ ہوتا تو وہیں ارشاد فرما دیتے کہ خطبہ کی اذان اندرون منبر کے پاس دی جائے اور جب انھوں نے ایسا نہ کیا بلکہ مطلق حکم ہی دیا کہ لا یوذن فی المسجد ویکرہ الاذان فی المسجد مسجد میں اذان منع ہے اور مسجد میں اذان مکروہ ہے تو معلوم ہوا کہ اذان خطبہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور بے شک یہی حکم ابوداؤد شریف کی حدیث سے ثابت ہے اور کسی حدیث سے مسجد میں اذان دینے کا حکم ثابت نہیں اگرچہ مجیب صاحب نے دعوی کیا ہے کہ اکثر احادیث میں علی باب المسجد کی قید نہیں ہے یہ صریح مغالطہ ہے ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں ایک ہی اذان تھی اذان خطبہ، وہاں اذان دینے کا مقام بتانا مقصود نہیں ہے اسلئے کان النداء ای اور کان الاذان کے الفاظ وارد ہیں۔ اور یہ بتایا گیا کہ اذان اول کا اضافہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ اب رہا روایت ابوداؤد پر یہ اعتراض کہ اس کے راوی محمد بن اسحاق مدلس ہیں انکی حدیث معتبر نہیں ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے، حضرت امام محمد بن اسحاق تابعی امام المغازی ہیں اور حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہم استاذ اور امام ابو یوسف کے استاذ اور امام محمد کے استاذ الاستاذ ہیں یونہی امام المحدثین امام الفقہاء امام الاولیاء عبداللہ بن مبارک شاگرد سیدنا امام ابو حنیفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بھی استاذ ہیں۔ امام ابو یوسف نے بہت سی حدیثیں ان سے روایت کی ہیں کتاب الخراج کے پہلے جز میں ان سے سات حدیثیں روایت فرمائیں اور باقی جز ولم نہیں خدا جانے کس قدر ہوں ۔ حنفیہ کے محدث اجل امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی حدیث سے احتجاج فرمایا ہے اور مذہب حنفی کے رکن جلیل محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام شرح ہدایہ ص۱۰۱ میں فرماتے ہیں اما ابن اسحق فثقۃ ثقۃ لا شبہۃ عندنا فی ذلک ولا عند محققی المحدثین یعنی ابن اسحق ثقہ ہیں اس میں نہ ہمارے نزدیک کوئی شبہ ہے نہ محققین محدثین کے نزدیک اور ص۹۲ میں فرماتے ہیں توثیق ابن اسحق ھو الحق دلا بلج وما نقل عن الامام مالک فیہ لو ثبت ولو صح لم یقبل اہل العلم کیف وقد قال شعبۃ فیہ ھو امیر المومنین فی الحدیث یعنی ابن اسحق کو ثقہ ماننا ہی نہایت روشن حق ہے اور امام مالک نے جو ان پر طعن منقول ہوا وہ ثابت نہیں اور اگر صحیح بھی فرض کریں تو اہل علم نے وہ طعن قبول نہیں کیا اور کیونکر قبول ہو حالانکہ امام شعبہ نے فرمایا کہ محمد بن اسحق حدیث میں سب مسلمانوں کے سردار ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ ائمہ حنفیہ کا ان کے قبول پر اجماع ہے تو انہیں متہم و کذاب ٹھہرانے میں یہ قباحت لازم آئے گی کہ حنفیہ کے ائمہ مذہب نے کذابوں کی شاگردی

کی اور البسولسے کی حدیثیں اپنی کتابوں میں داخل کرلی ہیں ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ۔ بلکہ یہی اعتراض صحاح ستہ پر بھی وارد ہوگا کہ محمد بن اسحٰق سے ان سب میں احادیث وروایات ہیں۔ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور صحیح مسلم وسنن اربعہ میں مسنداً، امام ترمذی نے ابن اسحٰق کی حدیثوں کو صحیح کہا اور ابوداؤد نے ان پر سکوت کیا اور خود یہ حدیث کہ اذان جمعہ زمانۂ اقدس میں دروازۂ مسجد پر ہوتی اسے بھی ابوداؤد نے روایت کرکے سکوت فرمایا اور وہ اس کتاب میں اسی حدیث پر سکوت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہو۔ اکابر ائمہ وعلماء مثل امام عبدالعظیم منذری وامام ابوعمرو بن الصلاح وامام اجل ابوزکریا نووی وامام جلال الدین زیلعی وامام علاء الدین ترکمانی وامام محقق علی الاطلاق وامام ابن امیر الحاج وعلامہ ابراہیم حلبی نے اسکی تصریحیں فرمائی ہیں تو محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو رد کرنا سخت نادانی ہے اور روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اذان ثانی جمعہ بیرون مسجد ہی مسنون ہے مسجد کے اندر مکروہ وممنوع ہے اور مجیب صاحب کے فتوی میں بعض حوالہ جات بے محل وبے جا واقع ہوئے ہیں میں نے ان سے تعرض نہیں کیا ہے اور بہت سی فروگذاشتوں کو نظر انداز کردیا ہے فتوی مذکور میں جو اہم امور قابل نقد ونظر تھے ان پر یہ چند کلمات ہیں امید کہ اہل انصاف اسے دیکھ کر خود فیصلہ کریں گے اور تعصب وعناد کا کوئی علاج نہیں ہے اور مزید تفصیل وتحقیق کے لئے رسالہ مبارکہ "سد الفرار وقایۃ اہل السنۃ واذان" من اللہ وادنی اللعہ نے اذان الجمعہ وغیرہا رسائل کا مطالعہ کیا جائے واللہ الہادی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ
مرکزی دارالافتاء سوداگران
بریلی ۲ رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

تصدیقات علمائے کرام

الجواب صحیح والمجیب نجیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
تحسین رضا غفرلہ

صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی
رضوی دارالافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف
۲ رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ بہار المصطفی قادری
دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد اعظم غفرلہ مرکزی دارالافتاء حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوداگران بریلی شریف

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد صالح قادری عفی عنہ ۲-۱۲-۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
محمد عبیدالرحمٰن غفرلہ از رضوی دارالافتاء سوداگران بریلی شریف ۴ رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر جمال احمد القادری۔ خادم رضوی دارالافتاء بریلی شریف

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ الفقیر ابوالخیر شمس الدین احمد الرضوی القادری الباری
خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

الجواب صحیح والمجیب نجیح ونصیب۔ فقیر عبدالواجد قادری عفی عنہ
صدر مفتی ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ ۴۱

بیشک جمعہ کی اذان ثانی ہو یا کوئی اذان۔ خارج مسجد ہی ہونا سنت ہے اور داخل مسجد ہونا خلاف سنت متوارثہ ہے حضرت علامہ مجیب دام ظلہٗ نے اپنے جواب میں جو احادیث نقل فرمائی ہیں اور جو حکم صادر فرمایا ہے وہی حق و صحیح۔ اس کے خلاف، خلاف مذہب احناف ہے۔ والجواب صحیح حق واللہ تعالیٰ اعلم

محمد فاروق قادری رضوی۔ خادم الافتاء مرکز اہلسنت منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

الجواب صحیح۔ شہادت حسین خادم رضوی دارالافتاء بریلی شریف

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد عبدالغفور غفرلہٗ خادم رضوی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف

الجواب صحیح۔
محمد شریف الرحمٰن الرضوی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
محمد عمران نوری خادم دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف

مختار علی خاں نسیم رامپوری محلہ اسلام گنج رامپور

محمد عثمان بشیر دہلی

مختار احمد رضوی غفرلہٗ
صدر مدرس بحر العلوم بہیڑی ضلع بریلی

الجواب صحیح۔ اذان ثانی ہو یا اول، اذان ہے اور اذان کا خارج مسجد ہونا ہی سنت و فتویٰ ہے علامہ مجیب کا جواب از روئے دلائل ٹھوس ہے واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ثقلین۔ خلیفہ حضرت قبلۃ العارفین، کعبۃ السالکین شاہ شرافت علی میاں علیہ الرحمہ محلہ شاہ آباد بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ اذان کا خارج مسجد ہونا ہی سنت ہے خواہ وہ جمعہ کی اذان ثانی ہو یا کوئی دوسری اذان۔ داخل مسجد اذان کا ہونا سنت متوارثہ کے خلاف ہے حضرت علامہ مجیب محترم دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے جواب صواب میں جو احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نقل فرمائیں اور جو حکم صادر فرمایا ہے وہی حق و صحیح ہے نعم الجواب وحبذا التحقیق واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صواب والمجیب مصیب۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ محمد انور علی رضوی غفرلہٗ نائب صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ رام پور ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صواب والمجیب مصیب مثاب
احقر محمد انوار حسین رضوی مدرس الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور یوپی ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صواب والمجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ سبحانہٗ اعلم
نجف علی القادری مدرس الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح۔ مختار احمد قادری صدر المدرسین مدرسہ بحر العلوم بہیڑی۔

اذان کا خارج مسجد ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے اوپر دلائل و براہین آفتاب نصف النہار زیادہ واضح و لائح ہیں اور جن کی ضیا باریوں سے مسئلہ مسطورہ ایسا تابناک کہ اس سے انکار یا تو بصارت کے فقدان یا بصیرت سے حرمان کی دلیل ہے۔ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز

نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ مبارکہ " اوفی اللمعہ فی اذان الجمعہ " میں ایسا واضح فرمادیا ہے کہ مزید کہنے لکھنے کی گنجائش نہیں رہی ، فاضل مفتی نے اسی کا سہارا لے کر جو جواب تحریر فرمایا ہے وہ انکی انتہائی جد وجہد کی بین دلیل ہے ۔ مولی تعالے بوسیلہ حبیب اعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کو حق سامنے آجانے پر مان لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین

فقیر محمد ایوب نعیمی عفرلہٗ خادم الافتاء جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مراد آباد

جمال القادری الاعظمی عفرلہ
خادم القرار جامعہ نعیمیہ مراد آباد

محمد خلیل الرحمٰن خادم درجہ فارسی و عربی
جامعہ نعیمیہ مراد آباد

گلزار احمد اشرفی خادم دار العلوم جامعہ نعیمیہ مراد آباد

۷۸۶/۹۲

بعض مسائل میں بعض بزرگان اہلسنت وجماعت سے تسامح ہوگیا انھیں مسائل میں سے " اذان ثانی " ہے ۔ ان حضرات نے " بین یدیک " اور " عند " سے یہ سمجھ لیا کہ امام کے منھ پر پہلی صف میں یہ اذان ہونا چاہیئے اور وہ اسی موقف پر قائم رہے جبکہ بین یدی اور عند کا معنی ہرگز ہرگز پہلی صف نہیں بلکہ مطلقاً سامنے اور حضوری کے ہیں ۔ اگرچہ ان بزرگوں سے اس مسئلہ میں سہو ہوگیا تاہم انکی بزرگی ولایت و کرامت اور علمیت متاثر نہیں ہوئی ۔ مگر اب یہ مسئلہ اتنا واضح ہوگیا ہے کہ اب تو کسی کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہ ہونا چاہیئے ۔ وہ بزرگان دین جنہیں تسامح ہوگیا تھا دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں ۔ اور آسودۂ رحمت ہیں ـــــ اور اذان ثانی خارج مسجد ہونا چاہیئے اور اسی پر تمام اکابر و اصاغر علماء اہلسنت کا عمل ہے ۔ یا پھر موقف ہے ۔ بعض جگہ عوام کی وجہ سے عمل در آمد نہیں ہوسکا ہے اور عوام کی آڑ کوئی وزن نہیں رکھتی ۔ فقیر قدیری نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام " اذان ثانی اور جماعت ثانیہ " ہے اور دلائل کی بھرمار کی ہے کہ اذان ثانی خارج مسجد ہونا چاہیئے تمام فقہائے احناف نے یہی لکھا ہے اور کتب تفاسیر مبارکہ ، احادیث کریمہ اور فقہ حنفیہ اس کے دلائل سے مالا مال ہیں ۔ فقیر قدیری نے انتہائی آسان اردو میں یہ کتاب لکھدی ہے تاکہ عوام اہلسنت بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھاسکیں ، صحیح بات مان سکیں فقط

واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ علمہ جل مجدہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم

محمد انتخاب قدیری نعیمی صابری عفی عنہ البصیر ۹ رذوالحجہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۹ راگست ۱۹۸۵ء
دوشنبہ مبارکہ

جمعہ کے لئے اذان ثانی خارج مسجد اور خطیب کے محاذ ہی ہونا صحیح ہے ۔

محمد عبد المتعالی غفرلہٗ الوالی مدرس مدرسہ اکرم العلوم لال مسجد مراد آباد

الجواب صحیح ۔ محمد احمد اشرفی

محمد جمال الدین عزیزی قدیری نعیمی ۔ نائب مہتمم جامعہ قدیریہ نعیمیہ تخت والی مسجد محلہ کسرول مراد آباد (یوپی)
۹ رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

محمد مسعود رضا نوری مدرس مدرسہ جامعہ قدیریہ نعیمیہ تخت والی مسجد محلہ کسرول مراد آباد یوپی ۹ رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

عبد الحلیم رضوی مدرس جامعہ قدیریہ نعیمیہ تخت والی مسجد محلہ کسرول مراد آباد ۔ یوپی ۲۶ ۔ ۸ ۔ ۸۵ء

۷۸۶
۹۲

الجواب بعون الملک الوہاب۔ اذان خطبہ صدر اول سے بیرون مسجد ہی ہوتی آئی۔ یعنی خارج مسجد وہ جگہ جو ما اُعِدَّ للصلوٰۃ نہ ہو اور حدیث شریف سے اور تفاسیر سے بھی ثابت ہے اور کتب فقہ تو بیشمار اسی بات کو بتا رہی ہیں، یہ داخل مسجد کا رواج غلط ہندوستان میں ضرور ہو گیا اور اسی غلط تعامل پر عوام اور بعض علماء نے ضد سے اصرار کیا جس پر کوئی دلیل شرعی سے نہیں ہے بات وہی صحیح ہے جو قرآن و حدیث و ائمہ اہل حق سے ثابت ہے۔ سنی بھائیوں کو ضد اور غلط رواج کو چھوڑ کر مسئلہ شرعیہ پر عمل کرنا چاہیے مولائے قدیر و غفار توفیق عمل عطا فرمائے اور سنت کی مخالفت سے بچائے آمین۔ والمولی تعالٰی و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولی تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

فقیر محمد شاہد رضا خاں حشمتی غفرلہٗ چہارشنبہ ۱۱ ذی الحجہ الحرام ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۸۵ء

صح الجواب:- محمد اصغر علی خاں حشمتی گونڈوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم حشمت الرضا حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یوپی)　۱۱ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

فقیر احمد مشہود الرضا خاں رضوی حشمتی آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

صحیح الجواب۔ فقیر محمد ادریس رضا خاں قادری برکاتی رضوی حشمتی غفرلہٗ خادم مدرسہ حشمت الرضا کانپور

۱۱ ذی الحجہ الحرام ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح ناچیز محمد معصوم الرضا خاں حشمتی خادم الجامعۃ الحشمتیہ نور العلوم بیرا ہیم ضلع گونڈہ یوپی

۱۱ ذی الحجہ الحرام ۱۴۰۵ھ روز چہارشنبہ

۷۸۶ / ۹۲　قطب پیلی بھیت حضور شاہ جی محمد شیر میاں خانصاحب کے نبیرۂ محترم میرے استاذ مکرم علامہ مولانا الحاج شاہ قاری غلام محی الدین خانصاحب شیری خطیب جامع مسجد ہلدوانی نے شیخ المشائخ مرشد برحق حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمہ کے ایک فتوی پر تصدیق فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرمائی جو حرف بحرف نقل کر رہا ہوں ملاحظہ ہو

"مسجد کے اندر کوئی اذان خواہ اذان خطبہ ہو یا اذان نماز مکروہ ہے" واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم

قاری غلام محی الدین غفرلہٗ المعین ۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ

اور خود بھی جامع مسجد ہلدوانی میں اذان ثانی خارج مسجد دلوائی۔

فقیر مصطفوی محمد امانت رسول غفرلہٗ محلہ بھورے خاں پیلی بھیت شریف یوپی

۱۱ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۴۰۵ھ

۷۸۶　باسمہٖ سبحانہٗ حامدًا و مُصلّیًا و مُسلّمًا

الجواب بعون الملک الوہاب:- صورت مذکورہ میں بھولے بھالے مسلمانوں کو مجیب نے مغالطے میں ڈالنے کی سعی لاحاصل کی ہے قوم مسلم کو شاہراہ شریعت پر گامزن کرنے کے بجائے کجروی کے دلدل میں پھنسانے کی کوشش بیجا سے کام لیا ہے کیونکہ اذان جس مقصد کے لئے جس مقام پر کہی جاتی ہے اور اب بھی اکثر مقام پر کہی جاتی ہے اس میں عوام کا تعامل یا قوم کا عمل پیش کرنا نہایت ہی قبیح و شنیع ہے جبکہ عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تا عہد صحابیوں خلافت حضرات شیخین اور صدر خلافت عثمان ذوالنورین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت کہ اذان خارج مسجد، باب مسجد یا منارۂ مسجد پر ہوتی رہی نیز فقہائے کرام ذوی الاحترام نے مسئلہ کو بالکل واضح کردیا کہ اذان خارج مسجد یا منارۂ مسجد پر دی جائے جیسا کہ فتاوی عالمگیری و فتح القدیر، بحرالرائق، فتاوی قاضی خان، طحطاوی وغیرہا میں ہے کہیں تحریر ہے لایوذن فی المسجد اور کہیں مذکور ہے یکرہ الاذان فی المسجد وغیرہ پھر بھی ہٹ والے اپنی ہٹ پر اڑے پڑے ہیں، جب حکم شرعی معلوم ہوگیا تو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے نہ کہ دورِ حاضر کے رواج خاسر پر۔ رہا مسئلہ بین یدی کے معنی کا تو اس سے مراد مستقبل الامام یعنی امام کے روبرو سمتِ مقابل ہے نہ کہ قرب امام متصل منبر جیسا کہ بعض لوگ دھوکہ میں آگئے ہیں۔ ایک حدیث جو سنن ابوداؤد میں بسند حسن مروی ہے ملاحظہ حدثنا النفیلی ثنا محمد بن سلمۃ عن محمد بن اسحٰق عن الزھری عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر یعنی جب حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو حضور علیہ التحیۃ والثناء کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی یونہی سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانۂ مبارکہ میں (فی کتاب المدخل لابن الحاج محمد المالکی دبحوالہ حاشیہ شرح وقایہ صـ۲۰۲) زیر قول بین یدیہ۔ السنۃ فی اذان یوم الجمعۃ اذا صعد الامام علی المنبر ان یکون المؤذن علی المنار کذالک کان فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر وعمر ثم زاد عثمان اذاناً آخر بالزوراء وابقی الاذان الذی کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنار والخطیب علی المنبر اذ ذلک انتہی، ان سطور بالا سے واضح ہوگیا کہ اذان جمعہ مسجد کے باہر ہی ہونا چاہیئے کہ یہی مسنون ہے۔

اب یہ اعتراض کہ ابن اسحٰق راوی مُدلّس ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں تو یہ قول خود معتبر و صحیح نہیں بلکہ امام ابن اسحٰق ثقہ ہیں — اعاظم فقہائے کرام کے استاذ اور استاذ الاستاذ نیز امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے ہم استاذ ہیں پھر جن کی یہ شان کہ ائمہ کرام علمائے اعلام سیدنا یحییٰ ابن سعید سیدنا سفیان ثوری، سیدنا امام نخعی اور ابن عیینہ جیسے حضرات ان سے روایت کرتے ہوں۔ جن کی شان میں یہ جملے مذکور ہوں کان عالما بالسیر والمغازی وایام الناس واخبار المبدا وقصص الانبیاء علیہم السلام وعلم الحدیث والقرآن والفقہ اور امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ صـ۱۰۱ میں یہ تحقیق فرماتے ہیں اما ابن اسحٰق فثقۃ "ثقۃ" لاشبھۃ عندنا فی ذلک۔ ابن اسحٰق ثقہ ہیں۔ ہمارے نزدیک اس بارے میں کوئی شبہ نہیں اور اگر کسی صاحب نے ان کے بارے میں کچھ کہا تو وہ اہل علم کے نزدیک مقبول نہیں اور پھر کیسے ہوسکتا ہے جبکہ سیدنا شعبہ نے ان کے بارے میں صاف تحریر فرمایا ہے ھو امیر المومنین فی الحدیث یعنی وہ مومنین کی حدیث میں امیر و پیشوا ہیں۔ اب دورِ موجود میں رواج اذان جمعہ ہی پر کیا انحصار نماز پنجگانہ کی اذان کو بھی مسجد میں کہہ دیا کرتے ہیں جہاں کوئی قید نہیں نہ بین یدیہ کی نہ بین یدی المنبر کی تو عوام کا یہ فعل حجت نہ ہوگا۔ مزید تفصیل معلوم کرنے کے لئے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کے رسائل مبارکہ سے استفاضہ کیا جائے۔ محترم و مکرم مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب دام فیوضہم کا

کا جواب بالکل صحیح ہے اس پر ہر مسلمان کو عمل پیرا ہونا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ وسیدنا رسولہ الاکرم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم۔

کتبہ محمد عبد الوحید القادری رضوی المصباحی البتوی
مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ ضلع بہرائچ
۱۶ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۵ھ مبارکہ ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء

الجواب حق وصواب۔ حبیب رضا قادری
مدرس مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ
۱۶ ذی الحجہ مبارکہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ محمد عبد الستار رضوی خادم مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ
۱۶ ذی الحجہ مبارکہ ۱۴۰۵ھ ۔ ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح وصواب۔ کتبہ الاحقر محمد رجب علی القادری عفی عنہ مہتمم عزیز العلوم نانپارہ یوپی
۱۶ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۵ھ ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ اذان ثانی یوم جمعہ مسجد کے اندر مکروہ ہے جیسا کہ طحاوی شریف ص۱۷۱ پر مرکوز ہے یکرہ ان یوذن فی المسجد مگر اندرون مسجد کا رواج تحقیق کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ہشام ابن عبد الملک نے اپنے دور امارت جس کا زمانہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اسی برس بعد ہوا میں بنی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم مبارک اور خلفاء راشدین کے عمل اور حکم کے خلاف جرأت کی آج بھی کچھ لوگ اپنے ناپاک ارادوں کا اظہار کرکے خوشی کا اظہار کرتے ہیں ہم کو اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پیاری ہے رب کائنات اہل اسلام کو حضور آقائے نور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عظیم عطا فرمائے آمین بجاہ مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

الجواب حق وصحیح
محمد عبد القاسم نوری
خادم جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم
چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء

عبدہٗ الفقیر العاصی محمد صدیق حسن غفرلہٗ البہرائچی
خادم جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف یوپی
۱۶ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء

سید محفوظ الرحمٰن اشرفی۔ چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب : جمعہ کے دن اذان ثانی امام کے سامنے مسجد کے باہر پڑھنا سنت ہے جیسا کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونیز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں خطیب کے سامنے مسجد کے باہر ہی ہوا کرتی تھی حوالہ کے لئے حدیث پاک کی مشہور کتاب ابو داؤد جلد اول ص۱۶۲ کی عبارت پیش ہے عن السائب بن الزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں اور فقہ کی معتبر کتاب فتح القدیر جلد اول ص۲۱۵ قالوا لا یؤذن فی المسجد وفتاویٰ قاضی خاں مصری جلد اول ص۷۸ و فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اول ص۵۵ و بحر الرائق جلد اول ص۲۶۸ و طحاوی شریف علی مراقی الفلاح

صـــ۱ پر یکرہ الاذان فی المسجد درج ہے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سنت پر تمام مسلمانان عالم کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین. بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ الفقیر محمد عبد القاسم نوری خادم جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف اتر پردیش ۱۶ر ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ر ستمبر ۱۹۸۵ء

الجواب بملک الوہاب :-

اذان اول ہو یا ثانی مسجد کے اندر دینا مکروہ وخلاف سنت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں اذان ثانی جمعہ کے دن مسجد کے باہر دروازہ پر ہوا کرتی تھی جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما عالمگیری جلد اول صـــ۵۵ اور فتح القدیر جلد اول صـــ۱۲۵ میں ہے لا یؤذن فی المسجد اور طحطاوی شریف صـــ۱۲۹ پر ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ صـــ۲۴۵ پر ہے قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمسنون ھو الثانی یعنی مسجد کے باہر اذان دینا سنت ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے اور مسجد کے باہر اذان دینا سنت ہے خدائے قدیر ہمیں اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیب الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبد القیوم اعظمی جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ ۱۷ر ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ محمد شریف القادری جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف

مظفر حسین خالد نوری مدرس مدرسہ جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف

الجواب صحیح :- محمد الیاس خان قادری بگرام شریف ضلع ہردوئی ۶ر صفر ۱۴۰۶ھ

اصغر علی رضوی بستوی خادم جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف

محمد اسمٰعیل خاں بہرائچی رضوی۔ خادم مدرسہ جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف

امتیاز احمد اعظمی۔ خادم جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ۔ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ صورت مسئولہ کے بارے میں فقہ حنفی کی بہت ہی معتبر و معتمد کتاب ہدایہ میں ہے ویکرہ ان یؤذن فی المسجد مسجد کے اندر کوئی بھی اذان ہو دینی مکروہ ہے اہلسنت کا اس پر اجماع ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح والمجیب مصیب ومثاب :۔ سید ظفر احمد حبیبی خادم صدر العلوم گونڈہ

۱۷ر ذی الحجہ المکرمہ ۱۴۰۵ھ یوم الثلاثا

ابو الحسن قادری صدر العلوم گونڈہ ۱۷ر ذی الحجۃ المقدسہ ۱۴۰۵ھ

احقر سید افضال احمد قادری غفرلہ خادم مدرسہ صدر العلوم ریلوے مسجد بڑ گاؤں گونڈہ ۱۷ر ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح والمجیب مصیب ومثاب
حبیب الرحمٰن خادم مدرسہ ضیاء العلوم پرانا گورکھپور ۔ گورکھپور
الجواب صحیح ۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ۔ محمد طاہر القادری خادم مدرسہ اہلسنت ضیاء العلوم شہر گورکھپور
الجواب صحیح ۔ الفقیر احقر محمد عبدالجبار رضوی گورکھپوری غفرلہٗ ۲۱؍ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۷؍ ستمبر ۸۵ء
الجواب صحیح ۔ غلام احمد یار علوی ۲۰؍ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
فاضل مجیب مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب بستوی نے اذان ثانی جمعہ کے سلسلے میں جو تحقیقی جواب سپرد قلم فرمایا وہ حق ہے وللہ در المجیب المصیب المثاب واللہ ورسولہ اعلم
غلام عبدالقادر علوی خادم دارالعلوم لاہل السنۃ فیض الرسول براؤں شریف
الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ واللہ ورسولہ اعلم ۔ احقر محمد عبدالرحمٰن عرف علی حسن نعیمی اشرفی رضوی غفرلہٗ
خادم دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی ۲۰؍ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ
۹۲/۷۸۳ مفتی مولانا عبدالرحیم صاحب بستوی نے جمعہ کی اذان ثانی کے بارے میں جو جواب تحریر فرمایا ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں ۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم　عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ
شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف بستی
جمعہ کی اذان ثانی جس کے بارے میں سوال ہے مسجد کے اندر مکروہ ہے منبر کے سامنے مسجد کے باہر ہونا چاہیئے واللہ تعالےٰ اعلم ۔ عبدالمنان اعظمی دارالافتاء شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۱؍ ۱۲؍ ۱۴۰۵ھ
الجواب صحیح فقط عزیز الرحمٰن تلمیذ حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان صاحب
الجواب صحیح والمجیب مصیب ۔ العبد قمرالدین اشرفی صدر مدرس دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۲۱؍ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ
الجواب صحیح ۔ محمد عاصم اعظمی ۔
الجواب صحیح ۔ رضوان احمد شریفی استاذ دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ
الجواب صحیح ۔ عبیداللہ خاں اعظمی عفی عنہ
الجواب ملھم الصواب ۔ سیف الدین مدرس مدرسہ شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ یوپی
الجواب صحیح ۔ ابو داؤد شریف کی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالےٰ عنہ احادیث میں علی باب المسجد کا اضافہ ہے یہ ثقہ کی زیادتی ہے اور ثقہ کی زیادتی بالاتفاق مقبول ہے اسلئے یہ ثابت کہ اذان خطبہ مسجد کے باہر دینا سنت ہے اور اندرون مسجد دینا سنت کے مزاحم بدعت سیئہ ہے اسلئے اس سے احتراز واجب اور ضروری ہے کہ یہ اذان مسجد کے باہر دی جائے ۔ یہ سنت مردہ ہو چکی ہے اور مردہ سنت زندہ کرنے کے لیے سو شہیدوں کے ثواب کا سچا وعدہ ہے ۔ مسلمانوں پر لازم کہ جہاں جہاں یہ اذان مسجد کے اندر ہوتی ہو باہر دیں اور اس مردہ سنت کو زندہ کر کے سو شہیدوں کا اجر عظیم حاصل کریں ۔ بین یدی اور عند سے یہ استدلال کہ یہ اذان منبر کے متصل ہونی چاہیئے ۔ محاورہ عرب بلکہ قرآن واحادیث کے خلاف ہے ۔ آخر اس حدیث میں بین یدیہ بھی ہے اور علی باب المسجد بھی ہے جبکہ عہد اقدس میں مسجد مبارک سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی تھی

تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ عہد نبوی و خلفائے راشدین میں یہ اذان کم از کم چورانوے چھیانوے ہاتھ کے فاصلے پر ہوتی تھی جب اتنے فاصلے پر بین یدی صادق تو اس سے یہ استدلال کہ متصل خطیب کے منبر پر ہو فاسد فاضل مجیب مدظلہ نے جو تحقیق فرمائی وہ حق و صواب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی خادم الافتاء اشرفیہ مبارکپور ۲۱ ذوی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کوثر خاں نعیمی غفرلہٗ صدر مدرس جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج فیض آباد

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم امام الدین مصطفی خادم جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج فیض آباد

محمد محب الحق اعظمی امجدی منزل، کریم الدین پور گھوسی۔ اعظم گڈھ

اصاب المجیب والمصدقون ۔ محمد احمد الاعظمی المصباحی صدر المدرسین مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ یوپی

لقد اصاب من اجاب ۔ عبد الحق رضوی۔ خادم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔

لقد اصاب من اجاب واللہ الھادی الی سبیل الرشاد ۔ نصر اللہ القادری خادم فیض العلوم محمد آباد۔ اعظم گڈھ

المجیب مصیب۔ محمد عارف اللہ مصباحی۔ خادم مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ اعظم گڈھ

نعم ما اجاب المجیب و اصاب واجاد وھو الحق لاجواب الاولہ

العبد الفقیر اقبال احمد القادری النوری خادم صدر المدرسین دار العلوم ضیاء العلوم خیر آباد اعظم گڈھ ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

لقد اصاب من اجاب ۔ عبد الستار مصباحی استاذ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد اعظم گڈھ

الجواب صحیح۔ عبد الغفار اعظمی استاذ مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم خیر آباد اعظم گڈھ ۲۲ ذوی الحجہ ۱۴۰۵ھ

احمد القادری بھیروی۔ خادم التدریس ضیاء العلوم خیر آباد اعظم گڈھ

الجواب صحیح۔ محبوب احمد عزیزی۔ خادم مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد اعظم گڈھ ۲۲-۱۲-۱۴۰۵ھ

۸۶/۹۲ ابوداؤد شریف کی وہ روایت جس میں علی باب المسجد کا لفظ نہیں اور دوسری وہ روایت جس میں علی باب المسجد کا لفظ ہے تو اس زیادہ والی روایت کو ترجیح دی جائے گی جیسے خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے سلسلے میں جو روایت حضرت بلال سے مروی ہے کہ رسول گرامی نے خانہ کعبہ میں نماز ادا فرمائی ہے اس کو دوسری روایت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ والجواب ھو الحق والصواب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ

محمد معراج القادری غفرلہٗ العدیٰ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

فاضل مجیب نے بہت ہی شافی تنقیح سے اذان جمعہ خارج مسجد ہونا ثابت کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں فتح القدیر کی ایک عبارت بھی پیش کرنا مفید ہوگا۔ ہدایہ میں خطبہ جمعہ کے متعلق فرمایا ویخطب قائما علی طہارۃ لان القیام فیھما متوارث ثم ھی شرط الصلوٰۃ فتستحب فیھما الطھارۃ کالاذان۔ امام ابن ہمام فتح میں ثم ھی شرط الصلوٰۃ پر تحریر فرماتے ہیں ھذہ الصورۃ قیاس بعلۃ الحکم فی اصلہ کونہ شرطا للصلوٰۃ لکنہ مفقود فی الاصل فضلا عن کونہ موجودا غیر علتہ اذ الاذان لیس شرطا فالاولی ماعنہ فی الکافی جامعہ وھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ

خطبہ جمعہ کے ضمن میں یہ بتانا کہ اذان داخل مسجد میں مکروہ ہے اس امر کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ اذان خطبہ بھی

امام ابن ہمام کی تصریح کے مطابق داخل مسجد میں مکروہ ہے۔ فالمجیب مصیب واللہ تعالیٰ اعلم
ضیاء المصطفیٰ قادری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

حضرت فاضل مجیب کا جواب شافی ووافی ہے عامہ کتب فقہ میں یہ جزیہ مصرح ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد اور خطبہ جمعہ سے پہلی والی ندا اذان ہی ہے فالجواب ھو الصواب والمجیب مثاب
شمس الهدیٰ خاں عفی عنہ خادم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجواب صحیح۔ احمد رضا مصباحی خادم اشرفیہ مبارکپور

ما قال المجیب ھو التحقیق۔ عبد الشکور خادم اشرفیہ مبارک پور

عبد اللہ خاں عزیزی۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ـــ اسرار احمد الجامعۃ الاشرفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الجواب صحیح۔ محمد نظام الدین الرضوی
خادم الافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۳ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح۔ غلام حسین مصباحی خادم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ۔

الجواب صحیح۔ علی احمد اشرفی مدرس دار العلوم مخدوم اشرف درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف فیض آباد (یوپی)

علی اصغر اشرفی مقام ڈونڈو پوسٹ بسکھاری ضلع فیض آباد

الجواب صحیح والمجیب مثاب واللہ اعلم بالصواب۔ محمد امام الدین القادری الرضوی النوری غفرلہٗ ربہ
ساکن بسکھاری ضلع فیض آباد (یوپی)

محمد ولی اللہ کچھوچھوی مدرس دار العلوم مخدوم اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الجواب صحیح۔ سید مظہر الدین اشرف برادر خورد حضرت مولانا سید شاہ ظفر الدین اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین ومتولی درگاہ کچھوچھہ شریف

الجواب صحیح۔ محمد عبد الجلیل النعیمی الاشرفی جامعہ اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف فیض آباد۔

نحن احکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع
حضرت علامہ سید محمد مکی راشد اشرفی الجیلانی (نبیرۂ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ)

الجواب صحیح۔ محمد قمر عالم قادری۔ خادم جامعہ اشرف کچھوچھہ

الجواب صحیح عبید الرضا محمد مستقیم رضوی عفی عنہ اشرفی نوری بک ڈپو درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف فیض آباد

الجواب صحیح۔ (مولانا) محمد فیاض عالم صاحب اشرفی خادم جامعہ اشرف

الجواب صحیح۔ (مولانا) محمد مطلوب صاحب اشرفی خادم جامعہ اشرف

الجواب ھو الجواب:۔ محمد جمال الرافع اشرفی خادم جامعہ اشرف۔

الجواب صحیح۔ فقیر سید سراج اظہر القادری خطیب امام کھول گلی مسجد۔ الجواب صحیح۔ محمد یوسف ابوبکر جوہری القادری بمبئی ۳

٨٨٦/٩٢ فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب بستوی نے جمعہ کی اذان ثانی کے بارے میں جو جواب تحریر فرمایا ہے صحیح ہے اور حق ہے والجواب حق وصحیح۔ محمد سلطان اشرف نوری، خادم جامعہ رضویہ شمس العلوم بہیڑی ضلع بریلی شریف۔

٨٨٧/٩٢ حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرحیم صاحب بستوی نے اذان ثانی جمعہ کے بارے میں جس تفصیل کے ساتھ جواب تحریر فرمایا ہے وہ حق وصواب ہے۔ سید محمد مظہر حسن قادری برکاتی بدایونی ناظم مدرسہ قاسمیہ برکاتیہ محلہ ناگران بدایوں شریف یوپی ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح۔ اسد علی قادری ساکن عسکرکما پور پوسٹ ڈیڈول تحصیل امروہہ ضلع مراد آباد

الجواب صحیح عبدالغفار نوری ــ الجواب صحیح۔ عبدالستار عثمان دھمتری

الجواب صحیح۔ محمد حسین صدیقی (ابوالحقانی) لوکھا ضلع مونگیر بہار

صحیح الجواب والمجیب مثاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد عبداللہ ریاض القادری سیوانی غفرلہ، خادم غوث الورکی عربی کالج مخدوم سرائے سیوان۔ سابق خادم الافتاء رضوی الافتاء بریلی شریف ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح۔ (شیخ طریقت) سید مبشر علی محسن امام مسجد محلہ شیخو پور قصبہ بہیڑی ضلع بریلی شریف

۸۶/۹۲ اذان ثانی یا دوسرے نمازوں کی اذانیں اندرون مسجد ہونا خلاف سنت متواترہ ہے۔ ھذا ھو الحق الحقیق بالقبول وما قالوا ہ بعضہ فھو الفضول۔ کتبہ۔ عبدہ المذنب سید محمد شاہد علی تقوی بشیری نعیمی خادم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم بہیڑی محلہ شیخو پور ضلع بریلی ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح:۔ عبدالمصطفیٰ سید محمد مشرف علی عرف نوری میاں تقوی بشیری، نعیمی خادم الجامعۃ الغوثیہ بشیر العلوم محلہ شیخو پور قصبہ بہیڑی ضلع بریلی شریف ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز شنبہ

الجواب صحیح۔ محمد اسلم قادری بیلی بھیتی مدرس مدرسہ بحر العلوم بہیڑی ضلع بریلی شریف

۸۶/۹۲ فاضل مجیب نے اذان ثانی کے بارے میں جو جواب لکھا ہے وہ حق و صحیح ہے خداوند کریم مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد عبداللہ قادری عفی عنہ خادم جامعہ قادریہ نور العلوم ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

شیخ نبیہہ احمد قادری تدیری مدرس جامعہ ہذا ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

۸۶/۹۱۷ اذان ثانی کے متعلق مسئلہ کے بارے میں عالی جناب محمد غوث خانصاحب اور جناب شفیق احمد خانصاحب گرگے منشی! حضرت اقدس مخدوم گرامی پیرو مرشد شیخ اچھے میاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمہ کی تحقیق سے کسے انکار ہے انھوں نے اذان ثانی کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے وہ حق ہے اذان بیرون مسجد ہی ہونا چاہیئے لیکن میں کسی سے بحث کا عادی نہیں یہ کام مفتی حضرات کا ہے میں اس فتوی اذان ثانی قول فیصل سے متفق ہوں لہٰذا حضرت نے خادم کے لئے تاکیداً حکم فرمایا کہ تم دستخط وغیرہ کر دو اور مدرسہ کی مہر بھی اس پر لگا دو لہٰذا بندۂ عاجز کا شرع مطہرہ اور اپنے مرشد کے حکم پر سر خم ہے۔ خاکپائے شاہجی:۔ انوار احمد قادری خیری خطیب مسجد بازار۔ خادم فیضان شاہجی مدرسہ اسلامیہ متصل موتی مسجد بہیڑی ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ احقر عبدالرؤف دلکش قادری خادم مدرسہ اسلامیہ موتی مسجد بہیڑی بریلی شریف ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

فاضل مجیب نے جو جواب اذان ثانی سے متعلق حدیث پاک سے رقم فرمایا ہے وہ حق بجانب ہے۔ رب کریم ہم سب اہلسنت کو تائید حق و ابطال باطل کی توفیق رفیق بخشے ثم آمین

راقم الحروف فقیر محمد انوار الحق قادری غفرلہ القدیر۔ خادم اول الجامعۃ القادریہ سنی یونیورسٹی متصل ریلوے اسٹیشن رچھا روڈ ضلع بریلی شریف ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

عبدالجلیل قادری عفی عنہ مدرس فیضان العلوم جوکھن پور ضلع بریلی ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح ۔ محمد احمد القادری عفی عنہ مقام ملہاٹول ڈاکخانہ کٹھولہیٹہ وایا جرٹیہار ضلع سیتامڑھی بہار
۹۲/۷/۰۶ الجواب صحیح وصواب ۔ عبد الرحمٰن خاں قادری دہلوی ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ دروفقہ الاسلام رہپورہ چودھری
بریلی ۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

جمعہ کی اذان خطبہ بلا اختلاف اذان ہی ہے اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ جماعت میں حاضری کا مطالبہ ہے
یہ بات ہر صاحب عقل ادنیٰ تامل سے جان سکتا ہے کہ یہ اذان ان لوگوں کو سنانے کے لئے ہے جو جماعت میں اور مسجد
میں حاضر نہیں ہیں مسجد کے ایسے مقام پر ہونی چاہئے جہاں سے بیرون مسجد کے لوگ سن سکیں اور مسجد میں حاضر ہو جائیں
مسجد کے اندر ہی اندر اذان پڑھنے سے تو صرف اندر ہی کے لوگ سن سکیں گے جو پہلے سے موجود ہیں حالانکہ سنانا
مقصود انہیں ہے جو ابھی تک مسجد میں حاضر نہیں ہوئے ہیں اسلئے عقل و فطرت سلیمہ خود سمجھ لیتی ہے کہ طریقہ مسنونہ
یہی ہے کہ یہ اذان بھی خارج مسجد حصہ میں کہی جائے فاضل گرامی مولانا عبد الرحیم بستوی کے مفصل جواب میں منقولات
کے تقریباً تمام گوشے واضح ہو گئے ہیں فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم

مفتی محمد میاں قمر سجادہ نشین درگاہ خانقاہ مسعودیہ مظہریہ مسجد شاہی فتحپوری دہلی بدست ۷ بیع الثانی ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الجواب وبحولہ الموفق منذرجہ بالا جوابات بروئے فقہ حنفی درست ہیں فاضل
مجیب علامہ عبد الرحیم بستوی مدظلہ العالی نے بہت شافی اور مدلل انداز میں مسئلہ کے مختلف گوشوں کو واضح کر دیا ہے
دیگر علماء کرام اور مفتیان عظام نے بھی قابل ستائش کوشش کی ہے جزاہم اللہ تعالیٰ اسی سلسلہ میں عالمگیری
میں ہے ۔ وینبغی ان یؤذن علی المأذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذا فی
فتاوی قاضی خان والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ کذا فی البحر انتہی
چونکہ اذان خطبہ حاضرین اور غائبین دونوں کے لئے ہے اسلئے خارج مسجد ہی ہونا چاہئے ۔ یہی تمام کتب فقہ میں اسکی
تصریح ہے کہ اذان اونچے مقام پر دی جائے تاکہ مسجد جامع کے آس پاس کے لوگ اس کو بخوبی سن سکیں واللہ تعالیٰ اعلم
وعلمہ اتم واحکم ۔ محمد مکرم احمد غفرلہ شاہی امام وجانشین حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ومفتی جامع مسجد فتحپوری دہلی ۵ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح : (مولوی) محمد معظم احمد نائب امام مسجد فتحپوری دہلی

(ڈاکٹر) محمد سعید احمد امام وخطیب وسجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ روڈ دہلی

(پیرزادہ) عبد المسعود رضا چمن قادری قاضی شہر نوندی ۔ الجواب صحیح ۔ محمد نور الحق نوری نائب شیخ الحدیث دار العلوم نوری اندور

فقیر عبد الرحمٰن رضا غفرلہ الحکیم پور کھیری یوپی ۲ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ ۔ عبد الغفار نوری ناظم اعلیٰ دار العلوم نوری اندور

مولوی سید احمد علی رضوی وکیل جاورہ چشتی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضوی گلی اجمیر شریف

الجواب صحیح سید محمد مہدی حسن خادم آستانہ غریب نواز اجمیر شریف ۷ رجب ۱۴۰۶ھ

محمد حنیف خاں رضوی چشتی خادم مدرسہ حنفیہ صوفیہ ناگور شریف راجستھان

الجواب صحیح مسئلہ ہذا میں مفتیان شرع متین اور علماء نے بالاتفاق رائے حدیث و شریعت کی پیروی میں بہت ہی
دور بینی کے مطالعہ کے بعد جو جواب تحریر فرمائے ہیں فقیر اس سے متفق ہے اور امید کرتا ہے کہ مسلمانان اہلسنت اس پر غور فرماتے
ہوئے اسکی قدر و منزلت کرتے ہوئے استفادہ فرمائیں گے رب قدیر ہمیں ایسے خزانوں سے مستفیض فرمائے آمین ۔
فقیر چشتی رضوی منزل ۲۷۶/۱۹ رضوی گلی اجمیر شریف ۔ ۷ رجب ۱۴۰۶ھ

قاضی محمد فضل رسول سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم فیصل آباد (پاکستان) ۶، رجب المرجب ۱۴۰۶ھ
محمد حسن علی القادری غفرلہ میلسی (ملتان شریف پاکستان)
الجواب صحیح۔ خادم آستانہ عالیہ مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی سجادہ نشین یار علویہ محمد صدیق احمد غفرلہ
الجواب صحیح۔ احقر محمد میاں مظہری ناظم درگاہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی مہرولی شریف نئی دہلی۔
الجواب صحیح۔ اعجاز احمد نظامی خطیب جامع مسجد اودے پور راجستھان ــــ الجواب صحیح۔ حافظ محمد ہارون شریف
مسجد علی پورہ متعلیم چمن پورہ اودے پور راجستھان ــــ الجواب صحیح۔ محمد احسان الرحمٰن فاروقی رضوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ
قادریہ رضویہ رضوانیہ اندور ایم پی ــــ الجواب صحیح۔ عبد المجید خاں ساکن اندور
نحن الھو حکیم عالم المطاع وما علینا الا البلاغ محمد حبیب یار خاں قادری (غفرلہ) خادم دار الافتاء جامع مسجد
شہر اندور مفتی مالوہ ایم پی ــــ الجواب صحیح۔ محمد ذکریا قادری رضوی نوری خطیب مسجد بزریا اندور
الجواب صحیح۔ حسن رضا خاں ناظم اعلیٰ ادارہ شرعیہ بہار ــ الجواب صحیح۔ شعبان علی نعیمی غفرلہ القوی مالوی ملاڈ بمبئی
محمد مجبوب عالم رضوی مہتمم دار العلوم رضویہ غریب نواز رضا نگر اجین نزیل برمکان مجاہد مالوہ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
الحاج حافظ عبد الغفار صاحب نورکے بابا اندور ایم پی ــــ محمد اسلام اشرفی خطیب و امام مسجد حاجی علی درگاہ بمبئی۔
صحیح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد رفیق قادری رضوی عفا اللہ تعالیٰ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ
دلائل روڈ بمبئی ۱۳، ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ محمد عارف اشرفی دار العلوم محمدیہ بمبئی۔
۸۶ء الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ بیشک حکم یہی ہے کہ جس طرح دیگر اذانیں داخل مسجد مکروہ و ممنوع ہیں اذان خطبہ
بھی مسجد کے اندر مکروہ ہے خارج مسجد ہونا ہی موافق سنت ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ محمد فرد القادری
خادم افتاء دار العلوم محمدیہ بمبئی ۱۳، ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ الجواب صحیح۔ توکل حسین نائب شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ بمبئی
محمد اسلام اللہ عزیزی خادم دار العلوم محمدیہ بمبئی۔ ــ الجواب صحیح۔ محمد شفیق الرحمٰن عزیزی خادم دار العلوم محمدیہ بمبئی۔
الجواب صحیح۔ محمد صدیق مدرس دار العلوم محمدیہ بمبئی ــ الجواب صحیح والمجیب مصیب عبد الشکور اعظمی خادم الجامعۃ الامجدیہ
بمبئی بیرز روڈ بھیونڈی (تھانہ) الجواب صحیح۔ محمد وسیم اشرف خاں حبیبی ازہری بک ڈپو متصل موتی مسجد بائیکلہ بمبئی
الجواب صحیح۔ محمد عبد الحفیظ رضوی خطیب و امام مسجد کھڑکی بنیان روڈ بمبئی ۳
الجواب صحیح۔ عبد الجلیل رضوی خطیب و امام عبد السلام مسجد عبد الرحمٰن اسٹریٹ بمبئی ۳
الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ الفقیر سید محمد عبد العلیم قادری رضوی عفی عنہ ۱۷۸ جا ملی محلہ بمبئی
اصاب من اجاب۔ الحقیر قاضی محمد اسماعیل مقبولی عفی عنہ القوی یا نگل شریف کرناٹک
الجواب صحیح۔ سید انوار حسین رضوی عفی عنہ نزیل بمبئی ۲-۵-۸۶ء

الجواب صحیح
احمد زماں خاں قادری رضوی عفی عنہ متصل ڈیوڑھی
بڑے والے نواب چیلی پورہ اورنگ آباد۔ ۴۳۱۰۰۱ (مہاراشٹر)

الجواب صحیح۔ ابوداؤد شریف کی، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں "علیٰ باب المسجد" کا اضافہ ہے۔ یہ ثقہ کی زیادتی ہے۔ اور اندرونِ مسجد دینا سنت کے مزاحم بدعتِ سیئہ ہے۔ اس لئے اس سے احتراز واجب ہے۔ اور ضروری ہے کہ یہ اذان مسجد کے باہر دی جائے۔

سنّت مردہ ہوچکی ہے اور مردہ سُنّت زندہ کرنے پر سو شہیدوں کے ثواب کا سچا وعدہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ جہاں جہاں یہ اذان مسجد کے اندر ہوتی ہو باہر دیں۔ اور اس مردہ سنت کو زندہ کرکے سو شہیدوں کا اجرِ عظیم حاصل کریں۔

"بین یدیہ" اور "عندی" سے یہ استدلال کہ یہ اذان منبر کے متصل ہونی چاہئیے۔ محاورہ عرب بلکہ قرآن واحادیث کے خلاف ہے آخر اسی حدیث میں "بین یدای" بھی ہے اور علی باب المسجد بھی ہے۔ جب کہ عہدِ اقدس میں مسجد مبارک سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی تھی۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا، کہ عہدِ نبوی وخلفاء راشدین میں یہ اذان کم از کم چورانوے یا چھیانوے ہاتھ کے فاصلے پر ہوتی تھی۔ جب اتنے فاصلے پر بین یدی صادق تو اس سے یہ استدلال کہ منبر کے متصل خطیب کے سر پر ہونا فاسد۔ فاضل مجیب مدظلہ نے جو تحقیق فرمائی وہ حق وصواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد شریف الحق امجدی
خادم الافتاء اشرفیہ مبارک پور ۲۰؍ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

ہر اک رضوی کو یہ ساعت مبارک

فضائے نور اور نکہت مُبارک
رسولِ پاک کی قربت مبارک
جمالِ حق کمالِ حسن و رحمت
ملے جسکو اُسے رفعت مبارک

وہ ارضِ پاک وہ گنبدِ وہ جالی
نگاہ وقلب کی جنّت مُبارک
سوئے کعبہ چلے مفتیِ اعظم!
ہر اک رضوی کو یہ ساعت مبارک

جو اختر ہالۂ خورشید میں ہو
اُسے یہ اوج یہ قسمت مُبارک
بیاں ہوگی ہماری بھی تمنّا
ہمیں اس در سے یہ نسبت مبارک

تو خوش قسمت ہے اے ممتاز تجھ کو
ولیِ خاص کی قربت مبارک

ممتاز احمد خاں قادری مصطفوی
ممتاز رشا ہجہاں پوری

ورلڈ اسلامک مشن کی رپورٹ

غزالئ دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کا انتقال پُر ملال

برصغیر کی عظیم اسلامی روحانی شخصیت حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر سے پورے برطانیہ کے مسلمانوں میں صفِ ماتم بچھ گئی ہے۔ جگہ جگہ تعزیتی جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ ایصال ثواب کی مجلسیں منعقد کی جا رہی ہیں۔ اور رحمت و مغفرت کی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے

اس کربناک اطلاع کے ملتے ہی ورلڈ اسلامک مشن کے اراکین کا لندن میں اجلاس منعقد ہوا۔ فوری طور پر فاتحہ خوانی ہوئی۔ اس کے بعد ملک کی تمام مساجد میں ایصالِ ثواب کی مجلس منعقد کرنے کی مشن کی جانب سے اپیل کی گئی۔

ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں کی جانب سے لندن۔ لیسٹر۔ برمنگھم۔ مانچسٹر۔ بریڈفورڈ اور دوسرے شہروں میں عیدالفطر کے عظیم اجتماعات میں حضرت علیہ الرحمۃ کی دینی و علمی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ اور ایصال ثواب بھی کیا گیا۔

۱۵ر جون ۱۹۸۶ء بروز اتوار لندن کی مرکزی جامع مسجد میں بعد نماز ظہر ورلڈ اسلامک مشن کی جانب سے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کی یاد میں عظیم الشان تعزیتی جلسہ کیا جا رہا ہے۔ جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد، کالج، و یونیورسٹی کے مسلم اساتذہ و طلباء، سفارتی نمائندے علمائے کرام و عوام اہلسنت کی کثیر تعداد کی شرکت ہوگی۔ ریڈیو و اخبارات کے نمائندے بھی موجود ہوں گے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے اٹھ جانے سے قوم و ملت کو جو خسارہ ہوا ہے وہ ناقابل بیان ہے پروردگارِ عالم حضرت موصوف کی مغفرت فرمائے۔ اور جملہ غم گساروں کو توفیقِ صبر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

شاہد رضا نعیمی
جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن
برطانیہ

مولانا عبدالمنّان اشرفی کا انتقال پُر ملال

مکہ مسجد۔ بولٹن (برطانیہ) کے سابق خطیب و امام مولانا عبدالمنان اشرفی علیہ الرحمۃ کے اچانک انتقال سے برطانیہ کے عوام اہلسنت اور خاص طور پر علماء و ائمہ کرام کے حلقہ میں کہرام مچ گیا ہے۔

مولانا مرحوم کا تعلق سیتامڑھی (بہار)

سے تھا۔ آپ نے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی تھی۔ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے آپ کو شرف بیعت حاصل تھا۔ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد ایک عرصہ تک آپ کالسر (گجرات) میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اس کے بعد ۱۹۷۳ء میں آپ برطانیہ تشریف لے گئے حالت خواب ہی میں آپ پر دل کا شدید دورہ پڑا۔ اور ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ۵۱ سال تھی۔ انتقال کی خبر تھوڑے ہی وقت میں فون کے ذریعہ پورے برطانیہ میں پھیل گئی ہر جگہ مساجد میں سوگواروں کا ہجوم جمع ہو گیا۔

۱۸ر جون ۱۹۸۶ء بروز بدھ ہزاروں ہی غمگساروں نے مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن کے تمام رہنما اس موقع پر موجود تھے۔ علامہ قمر الزماں اعظمی و مولانا مفتی گل رحمٰن قادری۔ پیر معروف حسین مولانا قاری اسمٰعیل مصباحی۔ مولانا محمد حنیف رضوی۔ مولانا شاہد رضا نعیمی مولانا مفتی شمس الضحیٰ اشرفی۔ مولانا احمد نثار بیگ قادری مولانا ممتاز احمد اشرف القادری کے علاوہ ملک بھر کی مساجد کے علماء وائمہ کی کثیر تعداد نے مولانا مرحوم کو سپرد خاک کیا۔

ورلڈ اسلامک مشن کی جانب سے مختلف شہروں میں ایصال ثواب کی مجالس کا انعقاد کیا گیا۔

۱۴ر جون بروز سنیچر مانچسٹر میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایک تعزیتی پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں علمائے کرام کی بہت بڑی تعداد شرکت کر رہی ہے۔

مولانا مرحوم کی بڑی صاحبزادی ردولی شریف ضلع سیتا مڑھی بہار (انڈیا) میں مقیم ہیں مولانا کے دو چھوٹے صاحبزادے اور ایک چھوٹی بچی اور ان کی بیوہ برطانیہ میں ہی قیام پذیر ہیں۔ جملہ... قارئین سے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر و رضا کی دعا کے لئے گذارش کی جاتی ہے

شاہد رضا نعیمی

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی کے وصال پر جلسۂ تعزیت

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر ملتے ہی ورلڈ اسلامک مشن کے مرکزی سکریٹری جنرل علامہ قمر الزماں اعظمی نے احباب و ارکان کو اس افسوسناک خبر سے آگاہ کیا۔ اہلسنت کے علماء وائمہ کرام کو اس حادثہ پر سخت صدمہ و افسوس ہے برطانیہ کی مساجد میں اور دینی و سماجی اداروں کے دفاتر میں حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں۔

پروردگار عالم حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے۔ انھیں اپنے جوار اقدس میں جگہ عطا فرمائے۔

نیز انھوں نے اپنی تصنیفات و تلامذہ کی شکل میں قوم و ملت کے لئے جو ورثہ چھوڑا ہے اس سے ملت اسلامیہ کو بہرہ ور فرمائے۔ آمین

ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایک تعزیتی پروگرام بھی منعقد ہوا جس میں علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی، مولانا شاہد رضا نعیمی، قاری محمد اسمٰعیل صاحب مصباحی، و دیگر علماء نے حضرت مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔

خبریں اور اعلانات

مفتیٔ اعظم حضرت علامہ ازہری صاحب کی حج و زیارت کو روانگی

مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ ۹ر اگست کو بمبئی سے بذریعہ ہوائی جہاز حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی ۲۴ر ستمبر کو ہوگی۔ یہ حضرت کا تیسرا حج ہے

قنوج کی دھرتی پر بھی پرچم اعلیٰحضرت لہرانے لگا

۱۰ر شوال ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹ر جون ۱۹۸۶ء کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کے مبارک موقع پر ڈاکٹر ارشاد علی خاں صاحب رضوی صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العوام قنوج کے دولت کدہ پر جشن ولادت اعلیٰحضرت منعقد کیا گیا جس میں قاری سید عبدالسلام صابری عزیزی تحسین رضا خاں اور عزیزی توصیف رضا خاں، مولانا واجد علی رفاقتی، مولانا آفاق احمد صاحب نقشبندی اور ڈاکٹر ارشاد علی صاحب وغیرہ نے نعت و منقبت پیش کیں اور تقاریر فرمائیں۔

المعلن۔ شان محمد رضوی

سکریٹری آل انڈیا سنی جمیعۃ العوام قنوج

افتتاح تعلیم کا حسین منظر!

۱۴ر شوال المکرم کو الجامعۃ النظامیہ ملکپور ہاٹ ضلع کٹیہار (بہار) میں ایک حسین محفل سجی طلباء و اساتذہ اور ارکین جامعہ کے لئے اس تاریخ کی مبارک و مسعود صبح دلکش و دلربا رہی کہ اس نور و رحمت سے بھری محفل میں ابتداءً صدر محترم حضرت علامہ و مولانا محمد امام اختر صاحب قبلہ نوری نے فیروز بخت طلباء کو ذوق علم اور ثمرہ جد و جہد کی تلقین فرماتے ہوئے اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ والرضوان کی نادر الوجود ذات اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی آفاقی شخصیت پر مختصر روشنی ڈالی اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا شعر ؎

رضینا قسمۃ الجبار فینا
لنا علم و للجهال مال

پر ہلکا سا تبصرہ فرمایا بعدہ تبرکاً شیخ جامعہ حضرت علامہ و مولانا غلام یٰسین صاحب قبلہ سے تعلیم کا آغاز کرایا گیا پھر فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب ارواح طیبہ مصنفین کرام کے لئے سب نے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھایا۔ آمین کے نورانی نغموں سے فضا گونج اٹھی اور محفل کا اختتام ہوا

محمد مختار عالم

مدرس الجامعۃ النظامیہ ملکپور ہاٹ
ضلع کٹیہار (بہار)

انجمن غوثیہ کے زیر اہتمام عرس امجدی کا شاندار پروگرام

مورخہ ۴ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۸۶ء بروز شنبہ بمقام دار العلوم غوثیہ ا بارہ مولا کشمیر، غوث زماں حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس سراپا قدس تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔

حضرت علامہ مفتی محمد ذکار اللہ صاحب رضوی مصباحی صدر المدرسین دار العلوم غوثیہ، اور حضرت مولانا زاہد الرحمٰن نوری مدرس دار العلوم ہٰذا نے حضرت کی علمی و دینی خدمات پر بصیرت افروز تقاریر فرماتے ہوئے حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی

المعلن

عبد الصمد درزی جنرل سکریٹری دار العلوم غوثیہ بارہ مولا کشمیر

جامعہ فاروقیہ میں دورۂ حدیث کا آغاز

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہمدردان اہلسنت و ارباب علم و دانش کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی کہ استاذ العلماء حضور حافظ ملت قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کے وطن مالوف قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد کے نہایت عظیم الشان قدیمی ادارہ جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم میں نہایت آب و تاب کے ساتھ دورۂ حدیث کا آغاز ہو چکا ہے ــــ متعینہ پروگرام کے مطابق بتاریخ ۲۳ شوال ۱۴۰۶ھ مطابق پنجم جولائی ۱۹۸۶ء بروز منگل بوقت دس بجے دن مشاہیر علماء کرام خصوصاً عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور خطیب الہند حضرت علامہ سعید اختر صاحب بھوجپوری فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب کلیمی شیخ الحدیث جامعہ ہٰذا ادیب شہیر حضرت علامہ عبد النعیم صاحب عزیزی (عینگ) اور سیکڑوں افراد اہلسنت کی موجودگی میں تاج الاسلام حضور مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا صاحب قبلہ ازہری نے دورہ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف شروع کرایا اور اسکی پہلی حدیث "انما الاعمال بالنیات" پر ایک جامع اور بصیرت افروز تقریر سے حاضرین مجلس کو محظوظ و مسرور فرمایا، بعدہ سیکڑوں کی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ہوئے پھر حضرت موصوف کی دعا پر اس مبارک مجلس کا اختتام عمل میں آیا۔

نیز پنجم جولائی کی شب میں ایک تاریخی اجلاس بھی منعقد ہوا جس میں مذکورہ بالا علمائے اہلسنت نے قوم سے خطاب فرمایا۔ آخر میں حضرت ازہری صاحب قبلہ نے ایسی روحانی و عرفانی تقریر فرمائی کہ لوگ فرط عقیدت و محبت اور جذبہ اسلامی سے سرشار ہو کر بے خود ہو گئے اور ہر چہار طرف علم و عرفان کے انوار و تجلیات نظر آنے لگے۔

قارئین کرام کے لئے یہ خبر بھی باعث مسرت ہوگی کہ باضابطہ اور مستقل درس بخاری شریف کے لئے بہ حیثیت شیخ الحدیث ہندوستان کے مشہور و معروف اور تجربہ کار استاد حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب کلیمی (مرتب فتاویٰ امجدیہ) کی خدمات جلیلہ حاصل کرلی گئی ہیں جو نہایت توجہ و انہماک سے درس بخاری کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ادارہ ہٰذا کی ترقی اور منزل مقصود تک رواں دواں رہنے کے لئے دعا فرمائیں اور اپنے مخصوص عطیات سے ادارہ کو سرفراز کریں۔

فقط الملتمس ۔ (مولانا) محمد خورشید رضوی صدر المدرسین جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد (یوپی)

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی میں مدیر اعلیٰ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ کانپور کا ورود مسعود اور ان کا تاثر

مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۸۶ء کو ماہنامہ "استقامت" ڈائجسٹ کانپور کے مدیر اعلیٰ جناب مولانا ظہیر الدین قادری صاحب اور ان کے مشیر مرتب جناب مولانا طیش صدیقی صاحب مدرسہ رضویہ مجوزہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی میں تشریف لائے اور معائنہ فرمانے کے بعد ان دو حضرات نے مندرجہ ذیل "تاثرات" پیش کئے

مجاہد اہلسنت عزیزی سید محمد ولی الدین صاحب ماشاء اللہ تبارک و تعالےٰ بہت ہی صاحب حوصلہ نوجوان ہیں۔ دین و ملت اور مسلک اعلیحضرت کی ترقی فروغ اور بقا کا جذبہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے ان کی لگن اور تڑپ نے عمل کی شکل اختیار کر کے قال کو حال بنا کر رکھ دیا ہے۔

الجامعۃ الرضویہ (جامع مسجد سید رضا کاپل پٹنہ سٹی) کا قیام ان کی سرگرمی عمل اور دینی ارجمندی کا ایک گوشہ ہے۔ بحمد اللہ تبارک و تعالےٰ ابتدائے کار ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر سید ولی الدین رضوی صاحب کو انھیں کے عزم و حوصلہ کی چھاپ والے رفقائے سفر اور معاونین مل گئے تو یہ ادارہ جلد ہی نہ صرف شہرت اور ناموری کے لحاظ سے بلکہ عمل اور کارکردگی کے اعتبار سے ملک گیر ہی نہیں، عالمگیر شہرت اور عظمت حاصل کر کے رہے گا اور اس کے ذریعہ سے ملت اہلسنت اور مسلک اعلیحضرت کو روز بروز اور زیادہ سے زیادہ ترقی و فروغ حاصل ہوگا

اہل خیر حضرات کو عموماً اور پٹنہ کے دردمند مسلمانوں کو خصوصاً اس ادارہ کی جانب متوجہ ہو کر ان مجاہدوں کی ہر ممکن ہمت افزائی اور حوصلہ نوازی کرنی چاہئے۔

ظہیر الدین قادری غفرلہٗ
محی الدین احمد طیش صدیقی قادری رضوی
۱۱ر ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹ر جولائی ۱۹۸۶ء
(مدیران استقامت ڈائجسٹ کانپور)
فقط عبد الرزاق رضوی ناظم نشر و اشاعت مدرسہ
مجوزہ الجامعۃ الرضویہ مغل پورہ پٹنہ سٹی ۹

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی بہار کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۸۶ء مدرسہ رضویہ مجوزہ الجا[معۃ] الرضویہ پٹنہ سٹی کے زیر اہتمام بمقام نواب بہادر روڈ پٹنہ [سٹی] میں سلطان الواعظین ابو الحقانی حضرت علامہ محمد حسین صا[حب] کے زیر صدارت عظیم الشان جلسۂ سیرت النبی صلی اللہ [علیہ] وسلم منعقد ہوا جس میں حضرت علامہ حسن رضا خاں [...] علامہ سید شاہ رکن الدین اصدق، حضرت علامہ را[...] و دیگر مقامی و بیرونی علماء کرام تشریف لائے

اناؤنسری کے فرائض حضرت مولانا محمد انصار ا[...] نوری صدر مدرسہ ہذا نے انجام دیئے۔ جناب [...] شبیر حیدر رضوی عظیم آبادی، جناب معز الدین، جنا[ب] شہاب الدین جناب عزیزم شاداب اختر رضوی [...] بارگاہ رسالت میں اپنی نعتوں کا نذرانۂ عقیدت پیش [...]

فقط سید محمد ولی الدین رضوی
مدرسہ رضویہ مجوزہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی [...]

شہر چترورگہ (کرناٹک) میں مدرس[ہ]

فیضان مصطفےٰ کا قیام

مجاہد سنیت غمخوار ملت محترم المقام عالی جنا[ب] الحاج حضرت سید احمد صاحب قبلہ قادری رضوی [...]

ی دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت میں شہر چتر درگہ (کرناٹک) میں ایک سنی ادارہ بنام بزم فیضان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باضابطہ قانونی طور پر رجسٹرڈ کرالیا گیا ہے۔ اس ادارہ کے زیر اہتمام اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰحضرت کا علمبردار مدرسہ فیضان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام عمل بروز دوشنبہ ۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ میں لایا گیا ہے۔

منجانب :۔ محمد صادق اللہ عفی عنہ معتمد ادارہ
بزم فیضان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہر چتر درگہ (کرناٹک)

مجلس شوریٰ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

مورخہ ۱۱ر جولائی ۲۰۰۶ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں ملک کے گوشے گوشے سے ارکان شوریٰ تشریف لائے اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور اشرفیہ کے مستقبل کو مزید روشن وتابناک بنانے کے لئے آئندہ کے لائحہ عمل پر غور کرتے ہوئے مفید تجویزیں پاس کیں اور سال آئندہ کا بجٹ منظور کیا۔

خاص بات یہ کہ شوریٰ کی یہ میٹنگ بہت پرسکون ماحول میں انجام کو پہونچی۔

مہدی حسن نائب ناظم دار العلوم اشرفیہ

دینی قلعہ کی تعمیر میں حصہ لیں

یہ خبر پوری دنیائے اہلسنت میں نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہند و نیپال کے سنگم پر مسلسل جدوجہد کے بعد دار العلوم رضائے مصطفےٰ بیادگار سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا قیام عمل میں آیا ہے اس وقت دار العلوم کی آغوش رحمت میں نوبا صلاحیت و تجربہ کار مدرسین کے زیر خدمات ڈھائی سو طلبہ وطالبات اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ لہٰذا تمام ملت اسلامیہ سے پرزور اپیل ہے کہ دار العلوم کی تعمیر کے کاموں میں چھڑ، سمنٹ، بالو، اینٹ ودیگر ضروری چیزوں سے بھرپور تعاون دیں اہل ملت اسلامیہ کے وہ فیاض افراد بھی آگے بڑھیں جن کے پاس خدا کی دولتیں امانت رکھی ہوئی ہیں دار العلوم کا کوئی کمرہ یا دار الاقامہ کا کوئی روم تعمیر کرواکر اپنے عزیز مرحوم کے نام صدقۂ جاریہ قائم کریں، خدا آپ کو دارین میں اپنی رحمتوں کے سایہ میں رکھے۔ آمین

محمد حسین الصدیقی

ایک اہم اعلان

تمام مسلمانان عالم بالخصوص جھریا کے مسلمانوں کے لیے یہ خوشخبری عید الفطر سے کم نہیں کہ مرکزی دار العلوم غوثیہ رضویہ حمایت الاسلام جس کا قیام جلسۂ جشن افتتاح کے موقع پر حضرت علامہ مفتی اختر رضا خانصاحب ازہری و حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کے حکم کے مطابق عمل میں لایا گیا تھا۔ اب الحمد للہ اسکی چند مدرسین حضرت مولانا مفتی قاری عبد السبحان صاحب رضوی مصباحی کی زیر نگرانی مقامی وبیرونی ۱۲۵ طلبا اس وقت تعلیم دین حاصل کر رہے ہیں۔ داخلہ ہنوز جاری ہے۔

لہٰذا ملت کے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ بموقع عید سعید کے موقع پر چرم قربانی وعطیات وصدقات دیکر مرکز کے غریب یتیم طلبا کی بھرپور اعانت فرمائیں۔

المعلن، محمد سمیع اللہ رضوی سونا پٹی جنرل سکریٹری مرکزی دار العلوم ہٰذا۔

حج بیت اللہ شریف

۲ر اگست شہر بڑودہ کے مشہور بزرگ شمس المشائخ الحاج پیر سید عظیم الدین محمود نور اللہ جیلانی القادری کے صاحبزادے سید ابو محمد معین الدین نصیر اللہ جیلانی (خلیفہ سید یوسف جیلانی بغداد مقدس) اور خادم دیوان عبد الرحمٰن شاہ قادری ہوائی جہاز سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔

المعلن۔ میمن حاجی سلیمان

اعلان برائے داخلہ

علم دوست طلبا کو اطلاع دیجاتی ہے کہ مرکزی مدرسہ علیمیہ انوار العلوم ملحقہ خانقاہ آباد انیس سرکا ہی شریف ضلع مظفر پور کو تجربہ کار باصلاحیت مدرسین کی خدمات حاصل ہیں نیز مطبخ کا معقول انتظام ہے لہذا ذو القعدہ کے اخیر ہفتہ تک طلبہ داخلہ کرالیں ۔

قاری محمد امام بخش اور مولانا ذکاء اللہ صاحبان کو غیر ذمہ دارانہ رویہ اور تعلیمی تساہل کی بنا پر معزول کر دیا گیا ہے

المعلن۔ اراکین مدرسہ ہذا

عرس فقیہ اعظم علیہ الرحمہ گھوسی

بحمدہ تعالےٰ سابقہ روایات کے مطابق امسال بھی فقیہ اعظم ہند (مصنف بہار شریعت) کے عرس پاک کی تقریبات بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئیں ۹ر جولائی کو بعد نماز عشاء اجلاس منعقد ہوا جسمیں ملک کے مشاہیر علمائے کرام اور شعرائے عظام نے شرکت کی۔

۱۰ر جولائی کو بعد نماز فجر آستانہ امجدیہ میں قرآن خوانی ہوئی بعدہٗ متعدد علماء اور کثیر عقیدتمندوں کے جھرمٹ میں شاہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ شاہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ سجادہ نشین کی خرقہ پوشی کی رسم ادا کی گئی بعد نماز ظہر جلوس چادر شریف قادری منزل سے بیشمار عقیدتمندوں کی معیت میں قبل نماز عصر مزار پاک پر حاضر ہوا۔ بعد نماز عشاء جامعہ امجدیہ رضویہ کے وسیع گراؤنڈ پر دوسرا اجلاس شروع ہوا جسمیں علامہ مفتی محمد اختر القادری صاحب بستی، علامہ فدا المصطفےٰ صاحب اعظمی علامہ محمد ادریس صاحب بستی، علامہ ارشد القادری صاحب جمشید پور نے اپنے خطابات سے نوازا۔ ۱۲ بجکر ۲۲ منٹ پر قل شریف کی رسم ادا کی گئی اور شب میں ۲ بجے صلوٰۃ و سلام اور حضرت سجادہ نشین صاحب کی دعاؤں پر عرس اختتام پذیر ہوا۔ اناؤنسری کے فرائض مولانا فدا المصطفےٰ صاحب نے انجام دیئے

علاء المصطفےٰ قادری جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی اعظم گڑھ

جشن افتتاح مدرسہ نظام العلوم رضویہ شیرانی آباد (راجستھان)

۱۱ر جولائی ۱۹۸۶ء کو بعد نماز جمعہ حضرت استاذ العلماء حضور مفتی اعظم راجستھان کے مبارک ہاتھوں تلاوت کلام اللہ و ہدیۂ عقیدت کے بعد مدرسہ نظام العلوم رضویہ کا افتتاح عمل میں آیا اور شب میں ایک جلسہ قبلہ مفتی اعظم کی زیر سرپرستی اور حضرت مولانا ظہور احمد صاحب اشرفی سربراہ اعلیٰ کل ہند سنی تبلیغی جماعت باسنی کی صدارت میں ہوا۔ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ مفتی راجستھان شیخ الحدیث دار العلوم اسحاقیہ جودھپور، مولانا شبیر محمد خاں رضوی، مولانا ظہور احمد صاحب اشرفی مولانا محمد علی فاروقی سجادہ آستانہ ہاشمیہ جھنجھنوں مولانا ولی محمد خطیب جامع مسجد باسنی نے علم دین کی فضیلت پر تقاریر فرمائیں

مرسلہ:۔ عبد الغفور خاں شیرانی شیرانی آباد ناگور راجستھان

بزم شمسی جمیعۃ الطلبہ کا انتخاب

۲۱ر جولائی ۱۹۸۶ء بروز اتوار مدرسہ تیغیہ شمس العلوم کے وسیع و عریض ہال میں حضرت علامہ مولانا ریاض حسین خاں شمسی ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا و جملہ اساتذۂ کرام کی موجودگی میں اراکین بزم شمسی جمیعۃ الطلبا کا انتخاب ہوا

سرپرست حضرت علامہ مولانا عبد السلام صاحب مصباحی

صدر۔ مولوی و حافظ مجیب الرحمٰن خاں دلدار نگر غازی پور

نائب صدر حافظ و مولوی مجیب الرحمٰن ستھارا

سکریٹری۔ مجیب الرحمٰن دربھنگہ۔ نائب سکریٹری فیروز احمد خاں گڑسرا غازی پور (خازن) بدر عالم بھدوہی

مبصر مولوی شمس الدین مدھوبنی۔ (مصلح) کلیم الدین بھاگلپور

(محصل) حافظ شمیم احمد خاں رکسہا شریف غازی پور

ناظم نشر و اشاعت اعجاز احمد خاں

داعی الی الخیر مولوی ارشاد احمد

نائب داعی الی الخیر حافظ شمیم اختر دربھنگہ

منصرم:۔ لال جی یادو جیراسی مدرسہ ہذا

(المعلن) اعجاز احمد خاں ناظم نشر و اشاعت بزم شمسی

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd NO xl/// 7 (82) voi-3 Annugl Subcription rs 25.00
per Copy Rs 2-50 July 1986 44 Regd p O No B. R. 157

مرکزی دارالافتاء

۸۲ سوداگران رضانگر

بریلی شریف

فتویٰ نویسی بریلی کی شان ہے

الحمدللہ مرکزی دارالافتاء اس شان اور روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہاں سے ہرسال ہزاروں مقامی۔ ملکی اور غیر ملکی فتووں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

اسٹاف دارالافتاء (۱) مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی
(۲) مفتی محمد ناظم علی صاحب بارہ بنکوی

فتووں کی کثرت اور دارالافتاء کی مصروفیت کو دیکھتے ہوئے اسٹاف میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا مخیر حضرات اس کی مدد اور اعانت کی طرف توجہ دیں۔

۱۔ عیدین اور دیگر مواقع پر زکوٰۃ۔ صدقۂ فطر۔ عشر وغیرہ جملہ رقوم سے اس کی اعانت فرمائیں۔
۲۔ کتب حدیث وفقہ اور افتاء سے متعلق دوسری کتب و رسائل دارالافتاء کو وقف کردیں۔
یا اور بھی جس جائز طریقے سے تعاون کرسکتے ہوں تعاون کریں اور صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

نوٹ مستفتی حضرات جواب طلب امور کے لئے لفافہ یا ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال کریں۔
سوال خوشخط اور صاف کاغذ پر لکھیں۔ سائل کا نام اور پورا پتہ مع دستخط یا نشانی انگوٹھا سوال کے ساتھ ضروری ہے۔

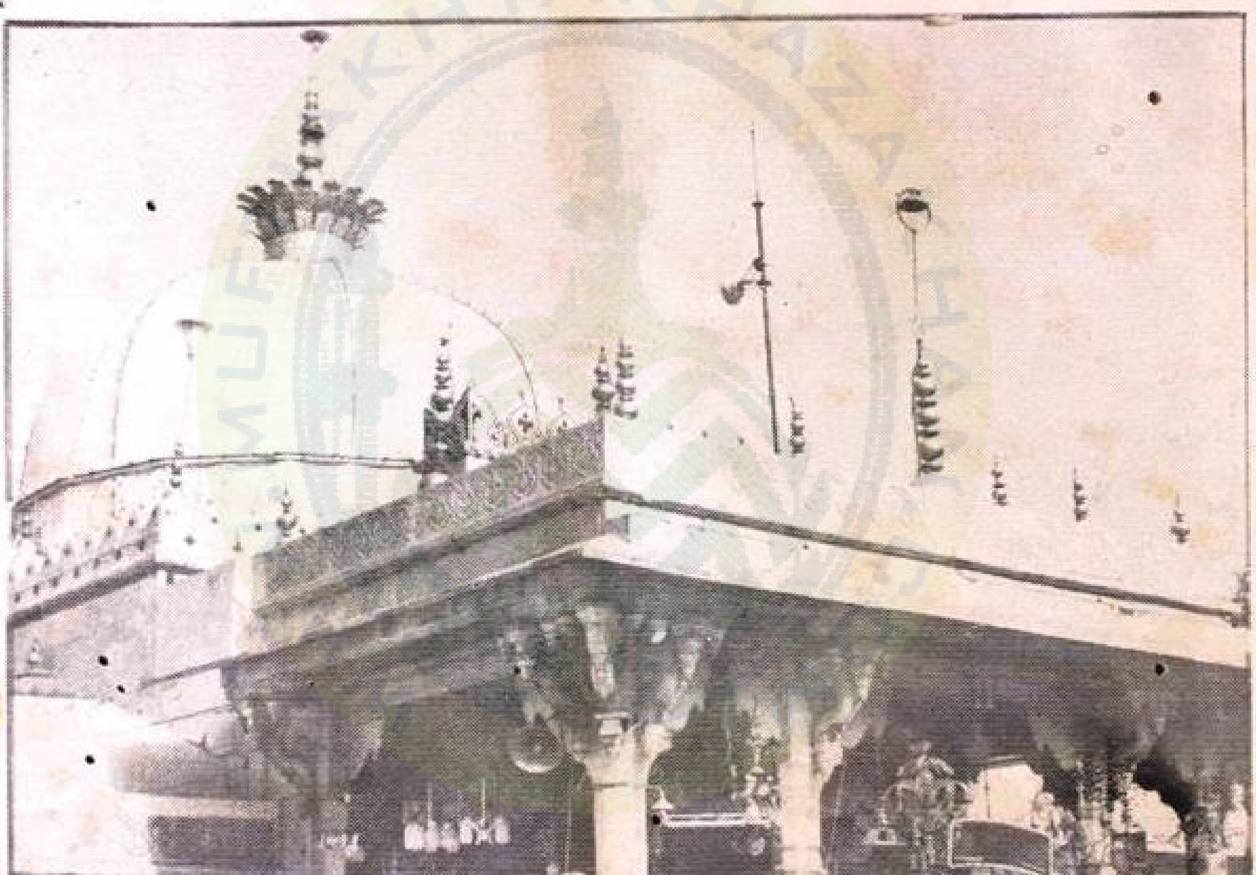
ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

قائم مقام مفتی اعظم اختر رضا خاں ازہری مرکزی دارالافتاء سوداگران رضانگر بریلی شریف یو۔ پی

بریلی شریف

سنی دنیا

ماہنامہ



8/-

ونگراں:

مدیر:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاد گار ۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

بظل عاطفت ۔ حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ

ماہنامہ سُنّی دُنیا بریلی شریف

جلد ۴ ــــــــ شمارہ ۴۸۔۴۷

اکتوبر، نومبر ۱۹۸۶ء صفر المظفر و ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

ایڈیٹر

عبد النعیم عزیزی

یہ شمارہ ۸/- روپے کا ہے

شرح خریداری

قیمت فی شمارہ ــــــــ ۴/

سالانہ ــــــــ ۴۵/

غیر ممالک سے ــــــــ ۱۰۰/

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر

بی ۔ آر ۔ ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

Regd No X1/7(82)
VOL 3

فون ۷۲۱۶۶

ناشر و نگران و مالک

مفتی اعظم اختر رضا خاں ازہری

پرنٹر ۔ منان رضا خاں منانی

کتابت ۔ محمد مصطفٰے رضا خاں بریلوی

مقام اشاعت ۔ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف

مطبوعہ ۔ سائما پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

منیجر سنی دنیا

۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵ بریلی شریف

ضروری اطلاع

اگر اس دائرہ میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ زر تعاون ختم ہو چکا ہے ۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں

جھلکیاں

منثورات

عبدالنعیم عزیزی	۴
مولانا محمد ایوب عالم	۱۷
علامہ اختر رضا خاں	۱۹
علامہ یاسین اختر مصباحی	۲۴
علامہ سید اجمل حسین اشرفی	۲۹
علامہ ازہری صاحب	۳۴
مولانا ابو محمد جنید الحسینی	۳۵
علامہ ارشد القادری	۳۹
علامہ ازہری صاحب	۴۲
علامہ بدر القادری	۴۶
مولوی عبدالرزاق	۵۷
مولوی نسیم علی	۶۱
مولوی سید ظفر احمد	۶۴
شجاع الدین فاروقی	۶۷
قاری امانت رسول صاحب	۷۰

منظومات

اعلیٰحضرت	۱۶
علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ	۲۱
قمر بلرامپوری	
مفتئ اعظم	۲۲
ایم نسیم بریلوی	۲۳
علامہ سید حسن میاں	۵۶

خوشنودئ مفتئ اعظم

حضور مفتئ اعظم کی خواہش تھی کہ اجمیر مقدس میں مرکز اہلسنت کی ایک خانقاہ قائم کی جائے لہذا فقیر نے مخلصین اہلسنت کے تعاون سے عمارت کی دو منزلیں تیار کرالی ہیں، تیسری منزل بننا باقی ہے۔ تعاون فرمائیں۔

فقیر ہی کے یہاں خانوادہ اعلیٰحضرت کے فرزندان قیام کرتے تھے۔ اور اب اختر رضا خاں صاحب بھی عرس میں یہیں قیام فرماتے ہیں۔ لہٰذا فقیر کی وکالت میں نذر و نیاز و چادر پوشی کا کام انجام دیں۔

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

مولوی سید احمد علی رضوی
خلیفہ مفتئ اعظم ہند رضوی گلی اجمیر شریف

سنی دنیا کی شرائط ایجنسی

- ۵، کاپیوں سے کم پر ایجنسی نہیں دی جائے گی۔
- ڈاک خرچ ادارہ سنی دنیا کے ذمہ ہوگا۔
- آرڈر کیساتھ کم از کم دس روپے پیشگی روانہ کریں۔

کمیشن کی شرح درج ذیل ہے

۵ سے ۵۰ کاپیوں تک	۲۵، فیصد
۵۱، کاپیوں سے ۱۰۰، کاپیوں تک	۳۰، 〃
۱۰۱، کاپیوں سے ۳۰۰، کاپیوں تک	۳۳، 〃
۳۰۱، کاپیوں سے ۵۰۱، کاپیوں تک	۴۰ 〃

منیجر سنی دنیا
۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف

فون نمبر............۷۲۱۶۶

ضروری اطلاع

زیر نظر شمارہ اکتوبر اور نومبر کا مشترکہ شمارہ ہے اس شمارے سے ماہنامہ سنی دنیا آفسیٹ پر آگیا ہے۔ اور اسی لئے سالانہ زر تعاون پچیس روپیہ سے بڑھا کر پینتالیس ۴۵ روپے کر دیا گیا ہے۔ پرانے خریداروں سے درخواست ہے کہ اب ان کی خریداری کے جتنے مہینے باقی ہیں ان کی رقم 66-۱، مہینے کے حساب سے روانہ کر دیں۔ جن خریداروں کے صرف دو ماہ رہ گئے ہیں ان کو مزید رقم نہیں بھیجنی ہے۔

مگر درخواست ہے کہ وہ آئندہ بھی خریداری جاری رکھ کر رسالہ کی سرپرستی فرمائیں اور سالانہ زر تعاون نئی شرح سے روانہ فرمائیں۔

ماہنامہ سنی دنیا کا جرأتمندانہ قدم

اعلیٰحضرت نمبر کا اعلان

نئے سج دھج نئے علمی و تحقیقی مضامین و مقالات کے ساتھ

دنیائے سنیت کے علماء و مشائخ اور مدیرین و مفکرین کے مضامین و تاثرات کے علاوہ ملک اور بیرون ملک کے دوسرے اسکالروں و سربراہان مملکت اور مختلف مکاتیب فکر کے دانشوروں کے مضامین بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

ایک علمی، ادبی اور تحقیقی نمبر جس کی ایک دستاویزی حیثیت ہوگی اور جسے اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی پر ایک سند تسلیم کیا جائے گا۔

یہ نمبر پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اور ان کے رفقاء کے مشوروں اور علماء و دانشوروں پر مشتمل ایک کمیٹی کی نگرانی اور رضا اکیڈمی بمبئی کے تعاون سے شائع ہوگا۔

آئندہ شمارے میں اس سلسلہ میں مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔

اعتذار

کچھ اخبارات کی رپورٹوں سے یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ سعودی حکومت نے علامہ ازہری صاحب سے معافی طلب کر کے رہا کیا، اسی لئے سنی دنیا کے ستمبر کے شمارے میں صفحہ ۴۹ پر یہ لکھ دیا گیا کہ نجدی حکومت نے حضرت مفتی اعظم سے معافی مانگی۔

لیکن ایسا نہیں ہے۔ سعودی حکومت نے علامہ موصوف سے معافی نہیں مانگی۔

مدیر۔

اداریہ

بابِ سخن

عبدالنعیم عزیزی ”علیگ“

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں کی گرفتاری

عالم اسلام کیلئے ایک لمحہ فکریہ!

بے جرم گرفتاری میں راز کیا ہے؟

ہندوستان کے ایک معزز ترین شہری کروڑوں مسلمانوں کے مفتی اعظم اور عالم اسلام کے عظیم روحانی اور مذہبی پیشوا علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کو مکہ معظمہ میں ۳۱ اگست کو شب کے تین بجے سعودی حکومت کی پولیس نے گرفتار کر لیا۔ بغیر کسی وارنٹ کے قیام گاہ پر سامان کی تلاشی لی وہ بھی ریوالور کی نوک پر خالص دینی اور مذہبی کتابیں ضبط کر لیں اور علامہ موصوف کی پردہ نشین اہلیہ کو یکہ و تنہا چھوڑ کر علامہ کو جیل بھیجدیا۔

گیارہ دن تک انہیں حراست میں رکھا۔ پوچھ تاچھ کی جاتی رہی لیکن نہ ان کا کوئی جرم بتایا گیا۔ نہ کسی کچہری میں کسی مجسٹریٹ کے سامنے طلبی ہوئی اور آخر میں مدینہ منورہ کی زیارت سے محروم رکھکر انہیں ہتھکڑی پہنائے جدہ ایر پورٹ تک لایا گیا اور وہاں سے ہندوستان واپس کر دیا گیا۔ حیرت تو یہ ہے کہ علامہ موصوف کی گرفتاری کی خبر ہندوستانی قونصل خانہ یا سفارت خانہ کو بھی نہ دی گئی آٹھ دن کے بعد ان لوگوں کو اپنے ملک کے ایک اہم شخصیت کی گرفتاری کی خبر ملی علامہ کے معلم یا معلموں کے افسر تک کو بھی ان کی گرفتاری کی خبر نہ مل سکی اس میں آخر کیا راز ہے؟ آخیر تک علامہ کو ان کا جرم نہ بتایا گیا اور نہ آج تک کسی کو ان کا جرم معلوم ہو سکا حتی کہ ہندوستانی حکومت بھی اس بات سے بے خبر ہے۔

یہ کہاں کا قانون ہے۔ یہ کیسا انصاف ہے کہ بغیر وارنٹ کے چھاپہ مار کر کمرے کی تلاشی لی جائے۔ کوئی چارج شیٹ دیئے بغیر گرفتار کر کے جیل میں رکھا جائے اور رہائی کے بعد بھی ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈالکر واپس کیا جائے؟

اگر علامہ ازہری کے ساتھ یہ ظلم کسی ایسے ملک میں ہوا ہوتا جو اپنے آپ کو اسلامی ملک نہیں کہتا ہے تو حیرت کی بات نہیں تھی لیکن یہ وحشیانہ سلوک ایک عالم دین کے ساتھ ایسے ملک میں ہوا جو نہ صرف خود کو اسلامی ملک کہتا ہے بلکہ تمام عالم اسلام کا سربراہ بھی سمجھتا ہے۔

علامہ ازہری کے ساتھ سعودیوں نے وہ ظلم کیا جو شاید یہودی بھی نہ کرتے۔ افسوس! صد افسوس!!! عرب کی وہ مقدس سرزمین جہاں سے اسلام کی روشنی پھیلی تھی۔ جہاں سے زمانہ کو قانون و انصاف کی تعلیم دی گئی تھی اور تہذیب و انسانیت کا درس دیا گیا تھا۔ آج اسی دھرتی پر ظلم و بربریت اور لاقانونیت و لادینیت کی حکمرانی ہے اور اسی پاکیزہ سرزمین والے تیرگی کی گود میں بیٹھکر روشنی کا قتل کر رہے ہیں۔

سعودیوں کے نزدیک مسلمان ہونا جرم ہے!

اتنا تو سبھی سمجھتے ہیں کہ علامہ ازہری نے مکہ معظمہ میں کوئی غیر قانونی۔ غیر اخلاقی یا معاذ اللہ غیر اسلامی حرکت نہ کی ہوگی اور علامہ جیسی مقدس اور عظیم شخصیت کے بارے میں کسی وقت اور کہیں بھی کسی طرح کے جرم یا غیر قانونی حرکت کے ارتکاب کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا پھر آخر انہیں حکومت سعودیہ نے گرفتار کیوں کیا؟

وہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے رہبر و قائد ہیں۔ چودھویں صدی کے مجدد امام اہلسنت وہابیت شکن، عاشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء۔ امام عشق و رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پڑپوتے ہیں۔

اور انہیں یہ بات بھی معلوم تھی کہ یہ سعودی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں سید الانبیاء ختم الرسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات گیر اقتدار کا مالک سمجھتے ہیں یہ حیات النبی کے قائل ہیں۔

یہ سرکار کی شفاعت پر یقین رکھتے ہیں۔
نبی محترم کے لئے علم غیب کو تسلیم کرتے ہیں یہ توسل و استمداد پر عقیدہ رکھتے ہیں۔
گویا صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کا جو صحیح عقیدہ ہے اور جو قرآن و سنت سے ثابت ہے وہ سچا عقیدہ ان کا جرم بن گیا یعنی ان کا جرم یہ تھا کہ وہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔

وہ وہابی نہیں ہیں، گستاخ رسول نہیں بلکہ غلام رسول اور عاشق رسول ہیں یعنی حق کی پاسداری اور حق گوئی سعودیوں کے نزدیک جرم ہے لیکن سعودیوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جب جب حق گوئی اور حمایت حق کو جرم قرار دیا گیا ہے تو شیران اسلام حق بول کر ایک کارنامۂ عظیم انجام دیا ہے۔ لوائے حق کے شعلوں سے خرمن باطل کو خاکستر کرکے رکھ دیا ہے۔ آج ہمارے ایک قائد نے تمہاری زنجیروں کی جھنکار پر توحید و رسالت کا نغمہ سنایا ہے کل ایسے ہی قائدین کی رہنمائی میں پوری سنی قوم تمہارے ظلم و جبر کے خلاف پرچم حق لے کر تکبیر و رسالت کے نعرے بلند کرے گی اور جب یہ نعرے بلند ہوتے ہیں تو باطل کا انجام کیا ہوتا ہے یہ تمہیں بھی خوب معلوم ہے تم حکومت سعودیہ وہابیہ نے انہیں سب باتوں کی وجہ سے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو بھی گرفتار کیا تھا اور ان کے ساتھ جبر و ظلم کا وہی کھیل اس نے کھیلا تھا جو آج علامہ ازہری صاحب کے ساتھ اس نے کھیلا۔

> حکومت سعودیہ نے پہلے ہندوستان کے ایک مقتدر عالم دین اور پیشوا پر ہاتھ ڈالا اور جب دیکھ لیا کہ ان کی قوم جلسہ و کانفرنس جلوس و نعرے بازی اور احتجاج کرکے خاموش ہوگئی اور حکومت تو پہلے ہی چپ سادھے ہوئے تھی تو اس کی ہمت اور بڑھ گئی اور اسبار اس نے ایک منظم منصوبے کے تحت مرکز کے ہیڈ پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔

کثیر ہو کر بھی حقیر کیوں سمجھے جاتے ہیں

آج ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں ہم سنیوں کی تعداد نوے۹۰ فیصد ہے اور یہ بات اپنی جگہ پر درست بھی ہے، ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں ہماری یہی تعداد ہے عالم اسلام کے تقریباً نوے۹۰ فیصد مسلمانوں کا مذہب اور عقیدہ وہی ہے جو ہمارا ہے اور جنہیں وہابی دیوبندی بریلوی یا بریلی والے کہتے ہیں۔ حال ہی میں ہوئے لیبیا اور ماکوکی کانفرنسوں نے اسبات کو ثابت بھی کر دیا ہے، ۸۰، ۸۵، ملکوں کے جو نمائندے ان میں شریک ہوئے تھے ان کی کثیر اکثریت فکر وہابیت کی مخالف اور توسل و استمداد کی قائل ہے نبی معظم اور انبیاء و اولیاء کے بارے میں ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ہم ہندی مسلمانوں کا ہے۔

ویسے بھی دنیا میں اس وقت جو ۴۰، ۴۲، اسلامی ممالک ہیں ان میں سعودیہ اور

اس کے چند ایجنٹ ملکوں کو چھوڑ کر تمام اسلامی ممالک کے مسلمان ہمارے ہی ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہیں۔ خود سعودیہ کے عوام بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

لیکن چونکہ حکومت نجدیوں کی ہے اور حکومت کے مذہب وہابیت ہے اس لیے وہ خوف فتنہ اور نجدی آمریت کے ڈر سے کھل کر اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کرپاتے

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب پوری دنیا میں ہماری اکثریت ہے تو جب سعودی سنیوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں اختلاف عقیدہ کی بنا پر حج وزیارت سے محروم کر دیتے ہیں، ملک بدر کر دیتے ہیں تو تمام اسلامی ممالک اس پر کوئی ایکشن کیوں نہیں لیتے؟

جواب یہ ہے کہ ہمارا عالم اسلام سے کوئی رابطہ ہی نہیں ہے اور نہ ہم نے کبھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔

جو ملک طاقتور ہے وہاں کے عوام عرب جاتے ہیں اور اپنے عقائد اور اپنے طور طریقے سے حج وزیارت اور دوسرے عبادات کی ادائیگی کرتے ہیں نجدی انہیں صرف دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

ایرانی جاتے ہیں تو ماتم کرتے ہیں۔ اپنے عقیدے و مسلک اور اپنے امام و قائد کا پرچار کرتے ہیں، لیکن سعودیہ ان کے کسی بھی کام میں مزاحمت نہیں کرپاتی ہے۔ ایرانیوں کے سامنے یہ بھیگی بلی بن جاتے ہیں

بوہرے بھی جاتے ہیں اور اپنے ڈھنگ سے اور علٰحدہ جماعت کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔

ہندوستانی حکومت کے وفد کے جو حجاج جاتے ہیں ان کے لیے سعودی حکومت خود جنت البقیع کا دروازہ کھلوا دیتی ہے۔ حکومت ان کے کسی بھی کام میں مزاحم نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی ان پر شرک و بدعت کے فتوے عائد کرتی ہے۔

کیا وجہ ہے طاقت کا خوف طاقت سے حکومت سعودیہ ڈرتی ہے ہر حکومت طاقت کی زبان بخوبی سمجھتی ہے۔

اجتماعیت میں طاقت ہے اور طاقت میں بڑی برکت ہے طاقت کے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

طاقت ہمارے پاس بھی ہے حکومت کی طاقت اور پشت پناہی نہ سہی خود ہماری طاقت اتنی ہے کہ اگر ہم اسے جان سمجھ لیں اور اس کا صحیح استعمال کرلیں تو حکومت بھی ہماری آواز سے آواز ملائیگی اور سعودیہ کی تو یہ ہمت نہ ہوگی کہ وہ ہمیں عرب جانے سے روک سکے یا وہاں ہمارے کسی عالم اور قائد پر ظلم و جبر کر سکے۔

سعودی نجدی حکومت نے مرکز اہلسنت کے قائد پر ہاتھ ڈالا ہم ہاتھ ڈالنے والے کی کلائی توڑ دینگی طاقت رکھتے ہوئے بھی اسکی کلائی تک نہ مروڑ سکے اس لئے کہ ہم نے تو خود ہی اپنی طاقت کو مختلف زاویوں میں بانٹ رکھا ہے۔ ہم بری طرح جماعتی انتشار کے شکار ہیں۔ تارے الگ الگ بکھرے ہوتے چمک رہے ہیں کاش ایک ہوکر ماہ مبین بن جاتے اور تاریکی کو کاٹ کر پھینک دیتے۔

ہمارے پاس حق و سچائی کی طاقت ہے۔ مذہب کی طاقت ہے اپنی جماعت کی طاقت ہے۔ لیکن ہم نے اپنی طاقت کو مختلف زاویوں میں بانٹ رکھا ہے۔ ہم افتراق میں مبتلا ہیں۔ بری طرح جماعتی انتشار کے شکار ہیں۔ سب کا الگ الگ حلقہ ہے۔ اپنی اپنی ڈفلی ہے اپنا اپنا راگ ہے۔ کوئی کسی کو بڑا۔ کسی کو قائد و پیشوا تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ تمام خانقاہیں ہماری ہیں لیکن ہمارا سب سے رابطہ نہیں ہے۔ اوقاف پر دوسرے قابض ہیں۔

ہمارے شب و روز کے جلسہ و جلوس اور کانفرنسوں کے انعقاد اداروں تنظیموں اور مدرسوں و خانقاہوں کے نت نئے قیام کے باوجود ملک اور ملک سے باہر ندوی، دیوبندی اور ہاشمی قاسمی ہی کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔

اوقاف اور حکومت و سیاست کہیں بھی ہماری نمائندگی نہیں ہماری وائس نہیں!!

ہندوستان کی تمام خانقاہ ہوں، سنی اداروں اور علماء و مشائخ۔ خانوادوں اور اسکالروں کو متحد کرتے، سب کو یکجا ہو کر اپنے استحکام کے لیے ایک لائحہ عمل بنانے کے سلسلہ میں یہ فقیر پہلے بھی لکھ چکا ہے اور لکھتا چیختا رہتا ہے۔ لیکن کون سنتا ہے فغان درویش!

آج اسبات کی شدید ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو جدید طبقہ کو اپنی طرف بلایا جائے ان کو اعلیٰحضرت کا پیغام دیا جائے انھیں سچائی سے آگاہ کیا جائے مگر ہم یہ بھی نہیں کرتے۔

ہمارے یہاں ٹھوس، سنجیدہ اور تحریری کام کی کمی ہے ہم ذہن و فکر اور دل ونظر پر نقش قائم کرنے کے بجائے آوازوں کے شور اور دھوم دھام کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

آج کے دور کا یہ تقاضا ہے کہ حسام الحرمین کی روشنی میں اپنے علماء سے فتویٰ مرتب کرکے پورے ہند کے مسلمانوں، خانقاہوں اور خانوادوں اداروں اور علماء سے اس پر تصدیق کرائی جائے۔ اس کی تائید اور مخالفت کی روشنی میں حق و باطل کا امتیاز کرا سکے۔ اپنی جماعت کو مستحکم کیا جائے اور پورے عالم اسلام میں اپنے فکر ونظر، اپنے عقیدہ و مذہب کو پیش کرکے سب کو ایک دھاگے میں پرو کر اپنی قوت وطاقت کا اظہار کیا جائے اور زمانہ کو بتایا جائے کہ اہل اسلام ہم ہی ہیں سواد اعظم ہم ہی ہیں اور ہم سچائی پر ہیں۔

عالم اسلام سے رابطہ ضروری ہے

فقیر پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ عالم اسلام سے رابطہ بہت ضروری ہے اس کے لیے سب سے پہلے اپنی ایک تنظیم بنانی ہوگی، عربی فارسی اور انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنا ہوگا۔ اپنے لٹریچر اس کو ان زبانوں میں عالم اسلام کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ اس کام کے لیے برصغیر کے علماء اور دانشوروں سے رابطہ قائم کرکے فوری عمل کی ضرورت ہے، ہمیں سب سے پہلے ترکی لیبیا اور ایران سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔

ترکی کل تک سنیوں کی سب سے بڑی پشت پناہ اور سب سے زیادہ طاقت ور حکومت تھی اور اس نے عالم اسلام کو ایک وحدت کی لڑی میں پرو رکھا تھا۔ لیکن نجدیوں نے انگریزوں سے ساز باز کرکے خاک حجاز کے ان پاسبانوں سے

عرب کی مقدس سرزمین کو چھین کر اس پر اپنی غاصبانہ حکومت قائم کر لی۔
لیکن ترکی آج بھی سنی حکومت ہے اس سے قوت لینا اور اسے طاقت و استحکام بخشنا عالم اسلام کا ملی فریضہ ہے۔

عرب کی وہ سرزمین جس کا نام حضرت صدیق اکبر نے صدیقیہ عربیہ نہ رکھا نہ فاروق اعظم نے جس کا نام فاروقیہ عربیہ رکھا۔ نہ ہی حضرت عثمان اور حضرت مولا علی نے اس کا نام عثمانیہ عربیہ اور علویہ عربیہ رکھا ان غاصب نجدیوں نے اسے اپنی جاگیر اور اپنی حکومت و مملکت سمجھ کر اس کا نام سعودیہ عربیہ رکھ دیا۔

سعودیہ عربیہ غاصب حکومت ہے

حکومت سعودیہ کو یہ زعم ہے کہ عرب اس کا ہے اور چونکہ دنیا کے مسلمانوں کو عرب سے جذباتی وابستگی ہے اس لیے جو فکر جو قانون اور جو مذہب وہ رائج کر دے گی اس پر ہر مسلمان آمنا و صدقنا کہدے گا۔ اور جو نہ مانے گا اسے ڈنڈے کے زور پر منوایا جائے گا۔ مخالفت کرنے والوں کو عرب میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔ انہیں طواف کعبہ اور زیارت مدینہ سے محروم کر دیا جائے گا۔
لیکن سعودیوں کو یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ عرب پر کسی کی حکمرانی نہیں ہوسکتی۔ وہاں تو صرف اور صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمرانی ہے اور صرف وہی کیا وہ تو کونین کے سرور ہیں۔ پورے عالم پر انہیں کی حکمرانی ہے

مکہ اور مدینہ عالم اسلام کے مراکز ہیں۔ قرآن کے فرمان کے مطابق روئے زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کا ان دونوں پر برابر کا حق ہے۔

عرب کی سرزمین ہمیں اس قدر عزیز اور ہماری نگاہوں میں اس قدر محترم ہے کہ ہم وہاں کی دھول کو اپنے ماتھے سے لگائیں۔ وہاں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں اور اس گلزار کے خار کو ہونٹوں سے بوسہ دیں اور دل میں بسالیں

اور جس دھرتی کی عظمت اور محبت ہمارے دلوں میں ایسی ہو بھلا اس دھرتی کے باسی ہمارے لئے کس قدر پیارے اور کتنے واجب الاحترام ہوں گے۔ اہل عرب تو ہمارے سروں کے تاج اور ہمارے سید و سردار ہیں۔ لیکن صرف وہ اہل عرب جن پر اہل عرب کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو خادم حرمین ہوں گے۔ جو خاک حجاز کے پاسبان ہوں گے۔ جو مصطفیٰ جان رحمت والے ہوں گے وہی عرب ہمارے ہوں گے یہ نجدی یہ سعودی جو ہمارے محبت و عقیدت کی دولت حرمین شریفین پر ناگ بن کر بیٹھے ہیں۔ لیلی بجد کے یہ مجنوں نہ مصطفیٰ کے ہیں نہ ہمارے ہیں یہ سعودی تو حرم فروش ہیں۔ یہ برطانیہ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہیں یہ سفید فام آقاؤں۔ انگریزوں اور امریکیوں کے غلام ہیں۔ ہمارا ان سے کیا واسطہ۔

> دنیا کے ہر مسلمان کا قبلہ تو کعبہ ہے لیکن ان سعودیوں نے اپنا قبلہ واشنگٹن کو بنا رکھا ہے۔

عالم اسلام کے انتشار و افتراق کی واحد ذمہ دار حکومت نجد یہ سعودیہ ہے اس نے عیسائیوں اور یہودیوں سے گٹھ جوڑ کر کے عالم اسلام کو انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے فلسطین پر یہودیوں کے غاصبانہ قبضے میں سعودیہ کا بڑا ہاتھ ہے فلسطینیوں کو بے گھر بار کرانے کی ذمہ داری بھی سعودیہ پر ہی ہے۔

> یہ سعودی اسلام اور مسلمان کے نام پر کلنک ہیں۔
> سعودیہ کا مذہب اسلام نہیں۔ وہابیت ہے۔ وہابیت استعمار اور سامراجیت کی پروردہ ہے۔ یہ دنیائے اسلام کے لئے عظیم خطرہ ہے وہابیت کی بنیاد رسول دشمنی پر قائم ہے۔

عالم اسلام کے لئے ضروری ہے کہ فتنہ وہابیت کو کچل دیں تاکہ عرب میں اسلام کا پھر سے بول بالا ہو۔ عرب تو اسلام کا مرکز ہے اور اس کی یہ مرکزیت برقرار رہنی چاہیئے۔

مفتیِ اعظم

بریلویت کسی دین کا نام نہیں ہمارا دین اسلام ہے

حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے اپنا جو بیان دیا ہے وہ بہت صاف اور بے لچک ہے۔ نماز نہ پڑھنے کی وجہ انہوں نے بتا ہی دی سنی وہابی کا فرق بھی واضح کر دیا۔ اور اس کی بھی صراحت کر دی کہ قادیانیت سے ہمارا کوئی میل نہیں۔

> قادیانیت تو وہابیت کی پوتی ہے۔ وہابیت نے اپنی جو دیوبندی اولاد چھوڑی اور ہندوستان میں سہارن پور نانوتہ۔ ندوہ۔ تھانہ بھون گنگوہ اور انبٹھا میں جس نے اپنے پیر پھیلائے اسی دیو بندیت نے قادیانیت کو جنم دیا۔

جان رشید قاسم نانوتوی صاحب نے ختم نبوت کا انکار کر کے قادیانیت کے لئے دروازہ کھولا۔ انگریزوں نے اپنے پیارے دیو بندیوں کے اس نئے فتنے کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے دوسرے چہیتے مرزا غلام احمد قادیانی سے اسے ہم آغوش کرا کر ایک نئے مذہب کو جنم دلایا۔ جس کا نام قادیانیت یا مرزائیت ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ہر غیر اسلامی نظریہ کے ساتھ ساتھ اس باطل مذہب کا بھی رد کیا۔ کتب و رسائل لکھے لیکن آج وہابی دیو بندی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے قادیانیت کا تعلق اعلیٰ حضرت اور مسلمانان اہل سنت سے بتاتے ہیں۔

چونکہ دیو بندی خود ایک نیا مذہب ہے جس کی اصل وہابیت ہے لہذا وہابی دیو بندی مسلمانان اہل سنت کو اپنے مقابل لانے کے لئے اور مسلمانوں سے اپنا جھوٹا مذہب اور عقیدہ پوشیدہ رکھنے کی خاطر ہمارے بارے میں یہ افواہ پھیلاتے رہتے ہیں کہ یہ انبیاء اولیاء کے ماننے والے بریلوی ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنی طرح یہ ہم کو بھی ایک نئے دین کا پیرو کار ثابت کرنا چاہتے ہیں جو سراسر ان کا فریب اور ان کی افترا پردازی ہے۔

بریلوی یقیناً کسی نئے دین یا نئے مذہب کا نام نہیں ہے، اعلیٰ حضرت نے تو دین کی تجدید کی ہے سنت کا احیاء کیا ہے اور اسلام کے رخ زیبا کو باطل پرستوں نے مسخ کرنے کی جو کوشش کی تھی اور اس پر اپنے بد مذہبی کا جو لیبل لگا رکھا تھا اسے صاف

ر کے اس کے چہرہ کو نکھارا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے تو حق و باطل کے درمیان ایک خط امتیاز کھینچا ہے۔ اعلیٰ حضرت میعار حق ہیں اور صحیح مسلمان وہی ہیں جو آج اعلیٰ حضرت کے پیرو ہیں اس لئے کہ ان کا مذہب وعقیدہ وہی ہے جو سرکار علیہ السلام صحابہ کرام۔ تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور اولیاء و صالحین کا مذہب رہا ہے ان کو تو حرمین شریفین کے علماء کے علاوہ بلاد اسلامیہ کے سبھی علماء نے معیار حق کہا ہے اور ۱۴ویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے خود سرکار محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ان کے تجدیدی کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے المیزان کے خاص نمبر میں انہیں مسلمانوں کا محسن اعظم کہا ہے۔

اگر وہابی نجدی بریلویت سے مراد اہلسنت وجماعت لیتے تو علامہ ازہری اپنے بریلوی ہونے کا انکار نہ کرتے لیکن یہاں تو نجدی وہابی بڑی چالاکی سے عالم اسلام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں۔ کہ بریلوی ایک نیا دین ہے جسے شیخ احمد رضا خاں نے رائج کیا لہٰذا اس کی تردید علامہ موصوف کے لئے ضروری تھا۔

علامہ کی گرفتاری بھارت کی بھی توہین ہے

مکہ معظمہ میں علامہ ازہری گرفتار کئے گئے ان پر ظلم وجبر کیا گیا اس پر ہمیں غم بھی ہے اور سعودیوں کے خلاف غصہ بھی لیکن یہ گرفتاری کوئی رسوائی نہیں ہے بلکہ عزت ہے مکہ کی معظم دھرتی پر جہاں ہمارے بزرگوں نے عظیم قربانیاں دی ہیں اسی سرزمین پر قربانی کے مہینے میں ان بزرگوں کے ایک غلام علامہ ازہری کو بھی قربانی کا شرف حاصل ہوا ہے یہ ان کی سعادت ہے۔

ہاں ان پر جو ظلم وجبر ہوا اور اس سے پہلے اوروں پر جو ظلم وجبر سعودی کرتے رہے ہیں اس ظلم کو کچل دینا ہمارا کام ہے اور یہ کام اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم ایک ہو کر پورے عالم اسلام کو اپنا کر لیں گے۔

انقلاب محض ہو ہلہ یا نعرے بازی سے نہیں رونما ہوتا ہے اس کے لیے بڑی جد وجہد کرنی پڑتی ہے ذہن و دل پر اثرات مرتب کرنے پڑتے ہیں، عوام کو شعور عطا کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر نیک اور ایک ہو کر عزم وحوصلہ کے ساتھ انقلاب برپا کیا جاتا ہے۔ اگر اب بھی ہم چپ بیٹھے رہے تو سعودیہ میں ہمارا کوئی بھی عالم ظلم وتشدد سے نہ بچ سکے گا اور عوام اہلسنت سے ہار کر دوران حج وہی کچھ کریں گے جو سعودیہ حکومت ان سے کرائے گی

کتنوں کا ایمان سلب ہو جائے گا اور کتنوں کا عقیدہ ۔ پھر عرب سے لے کر ہند و سندھ تک کیا کچھ نہ ہوگا۔ سب کو معلوم ہے ۔ خدا برے دن سے بچائے رکھے آمین ۔

علامہ ازہری کی گرفتاری محض ایک فرد یا ایک سنی عالم کی گرفتاری اور ہتک نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے مذہب وعقیدہ کو شکنجے میں جکڑ نیکی ایک سازش اور نجدیوں کا ایک حوصلہ ہے ۔

علامہ کی توہین عالم اسلام کی توہین ہے مسلمانان ہند انڈین نیشن اور ہندستانی حکومت کی توہین ہے ۔ یہ بھارت کے عظمت ووقار کا بھی مسئلہ ہے

بھارت کے کروڑوں سنیوں کو سعودیہ سے جواب طلبی کے لئے اپنی حکومت کو متوجہ کرانا چاہئے تاکہ آئندہ اس طرح کی حرکت نہ ہو سکے ۔

اس شمارے کے اگلے صفحات پر دستخطی مہم کے عنوان سے جو مضمون پیش کیا جا رہا ہے ہمارے قارئین اسے بغور ملاحظہ کریں اور اس پر فوری عمل کریں ۔

اس سلسلہ میں ہمیں کیا کرنا چاہئے ہمیں اپنے آرار سے بھی نوازیں ۔

ہمارے علمار ومشائخ اور دانشوروحضرات مل بیٹھ کر غور کریں اور جلد پورے ملک کے ذمہ داروں کی کہیں بیٹھک کر کے کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار کریں سنگھرش کے لیے باطل پرستوں سے برد آزما ہونے کے لیے ۔ اپنے استحکام ۔ مذہب کی تبلیغ و اشاعت اور اپنی سب کی بھلائی سرخروئی اور کامرانی کے لئے ۔

یکساں سول کوڈ ۔ مسلمانان ہند کے دینی و تہذیبی تشخص کو ایک وارننگ چیلنج ۔

حکومت نے اعلان کر دیا ہے کہ پارلیمنٹ کے موسم سرما کے اجلاس میں یکساں سول کوڈ پیش کر دیا جائے گا ۔ فی الحال یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ مشترکہ سول کوڈ اختیاری ہوگا لیکن اونٹ کب کس کروٹ بیٹھے کسی کو نہیں معلوم ہندستان کے کسی اور قوم کے دل میں اس کا خوف پیدا ہو یا نہ پیدا ہو مگر اقلیتوں کے دلوں میں خوف کا پیدا ہونا قدرتی ہے ۔

یکساں سول کوڈ کا مطلب ہے دفعہ ۴۴ کے تحت ہر ایک بھارتی

کے لئے مشترکہ شادی بیاہ، طلاق اور وراثت کا قانون اور ظاہر ہے اس کا ٹکراؤ ہر ایک کے پرسنل لاء سے ہوگا۔ کوئی اور اپنے لاء سے اس ٹکراؤ کو برداشت کرے تو کرے لیکن مسلمان ہرگز ہرگز اس کا ٹکراؤ اپنے مسلم پرسنل لاء سے برداشت نہ کر سکے گا۔

لگتا ہے کہ ہمارے ملک بھارت کے پردھان منتری جی نت نئے نئے قانون بنا کر اور نئے نئے کوڈ بل پاس کرا کر ملک کو تباہی کے راستے پر لے جانا چاہتے ہیں۔

شری راجیو جی کو کمیونزم کا بھوت سختی سے چمٹ گیا ہے اور بھوت کو بھگانا بہر حال ضروری ہے۔

احتجاجی خطوط

مندرجہ ذیل حضرات نے بھی علامہ ازہری صاحب کی گرفتاری کے سلسلہ میں احتجاجی مراسلات روانہ کئے۔

مولوی منظر القادری صاحب ندیال
ڈاکٹر شبیر احمد صاحب حیدرآباد
دارو عنرجی دھارواڑ کرناٹک
آفتاب ضمیر صاحب میسور
عبدالکریم صاحب بنگلور
صدر مدرسہ حمایت الاسلام غوثیہ بنگلور
عبداللہ حیدر لطیفی اڑیسہ
رضا ٹیلرس راج گانگپور
یقین خاں آسن سول

جمالِ مصطفیٰ کانفرنس کا انعقاد

عظیم آباد کے سینے پر مسلک اعلیٰحضرت کا پرچم لہرانے والا عظیم دینی قلعہ الجامعۃ الرضویہ کے زیر اہتمام عظیم الشان چوتھا سالانہ جمالِ مصطفیٰ کانفرنس ۱۱ اپریل ۸۶ء کو منعقد ہونا قرار پائی ہے اس میں پیر و مرشد مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور خطیب اعظم جناب حافظ عبید اللہ خاں اعظمی خاص طور سے شرکت فرمائیں گے۔ منعقدہ کانفرنس کے لئے ابھی دیگر علمائے اہلسنت سے خط و کتابت کا رابطہ قائم ہے، تفصیلی پروگرام کا اعلان باضابطہ آئندہ کیا جائے گا۔

فقط
عبدالرزاق رضوی
ناظم نشر و اشاعت الجامعۃ الرضویہ مغلپورہ پٹنہ سٹی ۸

کلامِ امام

امام کلام اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ

ایمان ہے قالِ مصطفائی
قرآن ہے حالِ مصطفائی
اللہ کی سلطنت کا دولہا
نقشِ تمثالِ مصطفائی

کل سے بالا رسل سے اعلیٰ — اجلال و جلالِ مصطفائی
ادبار سے تو مجھے بچا لے — پیارے اقبالِ مصطفائی
مرسل مشتاقِ حق ہیں اور حق — مشتاقِ وصالِ مصطفائی
خواہانِ وصلِ کبریا ہے — جویانِ جمالِ مصطفائی
محبوب و محب کی ملک ہے ایک — کونین ہیں مالِ مصطفائی
اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے — دامانِ خیالِ مصطفائی
ہیں تیرے سپرد سب اُمیدیں — اے جود و نوالِ مصطفائی
روشن کر قبر بیکسوں کی — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
اندھیر ہے بے ترے مرا گھر — اے شمعِ جمالِ مصطفائی

تقدیر چمک اٹھے رضاؔ کی
اے شمعِ جمالِ مصطفائی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ضیائے قرآن

مولانا محمد ایوب عالم صاحب رضوی

۷۸۶

"فضائل و فوائد قرآن"

انسان میں کیا طاقت ہے جو خداوند قدوس کے کلام برحق کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے مسلمانوں کی واقفیت کے لئے چند باتیں اس کے فضائل کے متعلق اور چند فائدے بیان کئے جاتے ہیں۔

کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے۔ ایک بات نقیرِ بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے۔ اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا۔ اور ایک بات کسی بادشاہ یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے تو اس کا دنیا میں پرچار ہوتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے۔

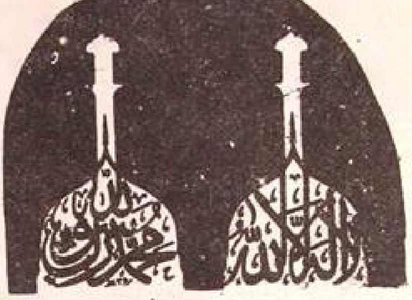
غرض یہ کہ کلام کی عظمت کا پتہ صاحب کلام کی عظمت سے لگتا ہے اسی قاعدے کی بنا پر اندازہ لگالو کہ قرآن پاک ایسا معظم کلام ہے کہ اس کے مثل کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ خالقِ کائنات کا کلام ہے۔ مثل مشہور ہے کہ کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ۔ یعنی بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے۔ اس کلام ربانی میں سارے علوم اور ساری حکمتیں موجود ہیں جس میں ہر شخص اپنی لیاقت و صلاحیت کے موافق حاصل کرتا ہے۔ اس کا پتہ عقل سے لگتا ہے اور تفسیریں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مفسر میں جیسی قابلیت ہے اسی قسم کے وہ بیش بہا موتی اس قرآن سے نکالتا ہے۔ منطقی مفسر کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن عظیم میں از اول تا آخر منطق ہی منطق ہے نحوی اور صرفی مفسر کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں صرف اور نحو ہی ہے فصیح اور بلیغ مفسر کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں فصاحت و بلاغت کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ صوفیائے کرام کی تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن عظیم میں علوم باطنی کے بیش قیمت موتی بھرے ہوئے ہیں۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قرآن عظیم میں سب کچھ ہے۔ لیکن جیسا اس کا شناور دلیسی اس کی تحصیل



پھر جہاں تک سمجھنے والوں کی پہنچ وہاں تک اس کی تحقیق۔

اسی قرآن کو ہم بھی پڑھتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پڑھتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی قرآن پاک کو پڑھا۔ کتاب تو ایک ہی ہے لیکن پڑھنے والوں کے ذہن کی رسائی کی انتہائیں الگ الگ۔ ہماری نگاہ فقط ظاہری الفاظ تک ہی بمشکل پہنچتی ہے۔ یہ حضرات بقدر وسعت علمی اس کی تہہ تک پہنچ کر مسائل اور فوائد کو نکال لیتے ہیں۔ بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بارہ سال میں سورۃ بقر پڑھی۔ اب بتاؤ پڑھنے والے فاروق اعظم جیسے صاحب کمال۔ پڑھانے والے خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور بارہ سال کی مدت۔ بتاؤ کہ آقا نے کیا کیا نہ دیا ہوگا۔ اور ان کے نیاز مند خادم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا نہ لیا ہوگا۔ پھر ذرا اس پر بھی غور کرتے چلو کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ یعنی اپنے

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمٰن نے قرآن سکھایا ہے۔



حضرت جبرئیل علیہ السلام تو فقط پہنچانے والے ہیں۔ سو چو تو کہ سکھانے والا الرحمٰن اور سیکھنے والا سید الانس والجان اور کیا سکھایا قرآن۔ نہ معلوم رب نے کیا دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا لیا۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل قرآن کی آیت الٓمٓ لے کر آئے عرض کیا "الف"، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جان لیا۔ عرض کیا۔ لام۔ فرمایا یقین کرلیا۔ عرض کیا "میم" تو فرمایا اس کا کرم ہے۔ جبریل امین کہنے لگے کہ حضور آپ نے کیا سمجھا اور کیا جانا میں تو کچھ بھی نہ سمجھا۔

میان خالق و محبوب رمزیست :: کراماً کاتبین راہم خبر نیست

ہمارے اس بیان کا مدعا یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا عالم اور بڑے سے بڑا زبان دان، قرآن کے متعلق یہ خیال نہ کرلے کہ میں نے اس کی حقیقت کو بالکلیہ قرآن پاک ایک سمندر ناپید اکنار ہے جتنا جس کا برتن اتنا وہ وہاں سے وہ پانی لے سکتا ہے :: قرآن کے فوائد بے شمار ہیں چند حدیثیں پیش کررہا ہوں۔

۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں روزانہ سورۂ بقر پڑھی جائے وہ گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ (۲) قیامت کے روز سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران ان لوگوں پر سایہ کریں گی۔ اور ان کی شفاعت کریں گی۔ جو دنیا میں قرآن پاک کی تلاوت کے عادی تھے۔

۳۔ جو شخص قرآن پاک کی تلاوت میں اتنا مشغول ہو کہ کوئی دعا نہ مانگ سکے تو اللہ تعالیٰ اسے مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو تلاوت قرآن کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین)

پانچ حدیثیں

(۲۱ د ۱ ا ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے وہ دو جوف دار (کھوکھلی) چیزیں ہیں منہ اور شرم گاہ۔

۲۔ حدیث امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چپ رہا اسے نجات ہے۔

۳۔ حدیث :: امام احمد و ترمذی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ نجات کیا ہے، ارشاد فرمایا اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے گنجائش رکھے (یعنی بے کار ادھر ادھر نہ جاؤ) اور اپنی خطا پر گریہ کرو۔

۴۔ ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضا، زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

۵۔ حدیث :: امام مالک و احمد نے حضرت علی بن حسین اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ترمذی اور بیہقی نے دونوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ لا یعنی چیز چھوڑ دے یعنی جو چیز کارآمد نہ ہو اس میں نہ پڑے زبان و دل و جوارح کو بے کار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے۔

باب الاستفتاء

.:. مفتی اعظم اختر رضا خاں صاحب ازہری .:.

۷۸۶
۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں ؟

۱۔ مردہ جانور کی کھال دباغت سے پہلے بیچنا بہت سے علماء جائز بتاتے ہیں اور بہت سے علماء حرام بتاتے ہیں۔ مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔ کہ جائز ہے یا حرام۔

۲۔ زید نماز پڑھنے کے لئے گیا تو دیکھا کہ مسجد یا بیٹھک یا دوکان نمازیوں سے بھر گیا۔ اور نماز کیلئے جگہ نہیں ملی تو زید یہ الفاظ کہنے لگے کہ یہ جگہ بھی سینما گھر ہو گیا۔ کیا زید کیلئے حکم وارد ہوتا ہے یا نہیں۔

۳۔ کفن پر پینڈول یا روشنائی سے کوئی دعا لکھنا یا کلمہ شریف یا غوث اعظم المدد لکھنا جائز ہے۔ یا نہیں۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو الحروف الحسن میں تحریر فرمایا خلاصہ تحریر فرمادیں تو عین کرم ہوگا۔

۴۔ زید و خالدہ دونوں نے بغیر گواہ کے آپس میں نکاح کر لیا تو نکاح ہو جائے گا یا نہیں۔ اگر نکاح ہوگا تو عند اللہ یا عند الناس۔

۵۔ زید پہلے سود پر روپے دیتا تھا اب نہیں دیتا ہے مقروض کو اصل روپے کے علاوہ واپس بھی نہیں کیا ہے اور زید نے توبہ کر لیا ہے۔ از روئے شرع گنہگار ہوگا یا نہیں اور زید کے اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں۔

المستفتی۔ محمد شمس الحق رضوی صدر مدرس دار العلوم اشرفیہ نوادہ پوسٹ بہرائل ضلع مغربی دیناج پور (بنگال)

۷۸۶
۹۲

الجواب :۔ ہمارے مذہب مہذب میں مردار کی کھال بے دباغت بیچنا جائز نہیں اور صورت مسئولہ میں اس کی بیع روپے سے باطل ہے۔ ہندیہ میں ہے۔ وما جلود السباع والحمر والبغال مما عانت مذبوحة او مد بوغة جاز بیعها و مالا فلا هذا انباء على ان الجلود كلها تطهر بالذكاة اور بالد باغ در مختار میں ہے وجلد میتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل ولم يفصله ههنا اعتمادا على ما سبق قاله الوانى فليحفظ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زید نے فی الواقع اگر دانستہ بے وجہ شرعی اس جگہ کو سینما گھر کہا تو سخت گنہگار ہوا توبہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ جائز ہے اور تفصیل کے لئے رسالہ ملاحظہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ نکاح فاسد ہوا اور زید و خالدہ گنہگار ہوئے دونوں پر متارکہ وجدائی فرض ہے۔ پھر سے شرعی طور پر صحیح نکاح کر لیں واللہ اعلم۔

۵۔ وہ معاملہ اس نے اگر مسلم سے کیا ہے تو ضروری ہے کہ روپے جو زیادہ لئے واپس دے ورنہ گنہگار رہے گا۔ اور اگر یہ معاملت غیر مسلم سے ہوئی تو زید پر اصلاً سود کا گناہ نہیں اور وہ زیادتی اسے خالص مباح ہے۔ تفصیل کے لئے رسالہ بینک قادری بک ڈپو نو محلہ مسجد بریلی سے لے کر دیکھیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قادری غفرلہ
(۲۲ر شوال ۱۴۰۵ھ)

۷۸۶
۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت والجماعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ سید جو نہایت حاجتمند اور رشتہ دار ہیں ان کو صدقہ و زکوٰۃ کا مال دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ایسے حاجتمند سید کو ہم صدقہ و زکوٰۃ کا مال کیوں نہیں دے سکتے بالتفصیل وضاحت فرماکر مشکور فرمائیں۔

المستفتی سید محمد ولی الدین رضوی آزاد منزل مغلپورہ
(پٹنہ سٹی)

الجواب:۔ زکوٰۃ و صدقات واجبہ سادات کرام و سائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع قائم امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان میں فرماتے ہیں۔ اتفق الائمۃ الاربعۃ علی تحریم الصدقۃ المفروضۃ علی بنی ہاشم و بنی عبد المطلب وھم خمس البطون آل علی و آل عباس و آل جعفر و آل عقیل و آل الحارث بن عبد المطلب ھذا من مسائل الاجماع والاتفاق اھ ملخصاً اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس تحریم میں آئیں اور علت تحریم ان کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ کا مال میل ہے اور مثل سائر صدقات غسالۂ ذنوب۔ تو ان کا حال مثل ماء مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاست اور حدث کے قاذورات دھو کر لایا ان پاک نطیف اہل بیت طیب و طہارت کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں خود احادیث صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔ احمد و مسلم عن المطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الصدقۃ لاتنبغی لمحمد ولا لآل محمد انما ھی اوساخ الناس الطبرانی من ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ لایحل لکم اہل البیت من الصدقات لشئی انما ھی غسالۃ الایدی ھذا مختصر الطحاوی عن علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت للعباس سل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیستعملک علی الصدقات فسألہ فقال ماکنت لاستعملک علی غسالۃ ذنوب الناس۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ملاحظہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ حکم صدقات واجبہ مثل زکوٰۃ و فطرہ و عشر کا ہے اور صدقات نافلہ انہیں بھی دینا جائز واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قادری غفرلہ
(۱۹ر شوال ۱۴۰۵ھ)

باقی بہار حدیث صفحہ ۱۸ کا

۶۔ حدیث:۔ ترمذی نے سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ کس چیز کا مجھ پر خوف ہے یعنی کس چیز کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا یہ ہے۔

۷۔ حدیث: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن خطان سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا انہیں کالی کملی اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا میں نے کہا ابوذر یہ تنہائی کیسی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تنہائی اچھی ہے برے ہم نشین سے اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے۔ اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

نعتِ پاک
۴۸۶

از حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

شبِ اسریٰ کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگا یا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں ان کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ احساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچے میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے در پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو!
پھریں کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے ان کے قدموں تک نہ کچھ حُسنِ عمل ہی ہے
حسنؔ کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

اندازِ مسیحائی

قمرؔ بلرام پوری پٹیل نگر (گونڈہ)

اک پیکر نوری کی تخلیق جب فرمائی!
روشن ہوئی دنیا اور رحمت کی گھٹا چھائی

صدقے میں شہہ دیں کے داور نے یہ فرمایا
ہو امتِ عاصی کی محشر میں نہ رسوائی

ہر سمت ہے تاریکی اب کفر و ضلالت کی
پھر مائلِ جلوہ ہو صد غیرت رعنائی

رفعت ہو بیاں کیسے انساں سے بھلا آپ کی
جس در پہ فرشتے بھی کرتے ہوں جبیں سائی

دنیا کے طبیبوں میں وہ بات کہاں آقا
جو آپ میں مملو ہے اندازِ مسیحائی!

اس جانِ گلستاں کا جب ذکرِ جمیل آیا
ہر غنچہ ہوا خنداں ہر شے پہ بہار آئی!

کیا فکر قمرؔ اس کو ہنگامِ قیامت کی
جو شافعِ محشر کا دل سے ہوا شیدائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ

کلام تاجدار مفتی اعظم عالم

شاہ والا

شاہ والا مجھے طیبہ بلا لو طیبہ بلا لو مجھے طیبہ بلا لو

دیوڑھی کا اپنی کتا بنا لو
قدموں سے اپنے مجھ کو لگا لو
صدقے میں صدقے میں صدقہ بلا لو فرقت کے مارے کو پیارے جلا لو
پیارے جلا لو مجھے پیارے جلا لو
مولیٰ جلا لو مجھے آقا جلا لو
دنیا کے جھگڑوں سے یکسر چھڑا کر غیروں کی الفت کو دل سے مٹا کر
شاہ والا مجھے اپنا بنا لو
اپنا بنا لو مجھے اپنا بنا لو
نیکوں کے صدقے میں ہم سے بدوں کو زار و نزار و مصیبت زدوں کو
مولیٰ نبھا لو مجھے مولیٰ نبھا لو
ہاں ہاں نبھا لو مرے مولیٰ نبھا لو
ہوتے ہو کیوں تم مایوس و مضطر کس واسطے ہو حیران و ششدر
دکھ درد والو سنو دکھ درد والو !
طیبہ سے ہر ایک اپنی دوا لو !
دارالشفائے طیبہ دارالشفائے طیبہ میں آ کر اسے مانگی پاؤ
اندوہ و غم سب اپنے مٹا لو
رنج و الم سب دل سے نکالو
آنکھوں میں آؤ دل میں سماؤ پردہ اٹھاؤ جلوہ دکھاؤ
حسرت زدہ کی پیارے دعا لو
حسرت نکالو میری حسرت نکالو
قربان جاؤں قربان جاؤں سر صدقے کر کے صدقے اتاروں
قدموں میں اپنے مولیٰ بلا لو
مولیٰ بلا لو مجھے آقا بلا لو

بادِ مخالف تیز آرہی ہے — کشتی ہماری چکرا رہی ہے
منجدھار میں ہے مولیٰ بچا لو
پیارے بچالو مجھے شاہا بچا لو
ڈولت ہے نیا موری بھنور میں — مولیٰ تراؤ آکے بحر میں
موری گھبریا مورے پیا لو
موکو بچالو پیا موکو بچا لو!
تائب ہوں نجدی آئب ہوں نجدی ۔ اور یہ نہ ہو تو خائب ہوں نجدی
غائب ہوں نجدی مولیٰ نکالو
جلدی نکالو انہیں جلدی نکالو
یہ نوریؔ مضطر تیرا ثنا گر — اور اس کا گھر بھر ہو حاضر در
اپنے گداگر کو در پر بلا لو
امن و اماں سے ہمیں سرور بلا لو

ارشاداتِ رسول اللہ ﷺ

★ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ کو پڑوسی کے ساتھ سلوک اور احسان کی بابت اس قدر تاکید کرتے ہیں کہ مجھ کو خدشہ ہو گیا ہے کہ کہیں اسے میرا وارث نہ بنا دیں۔ (حدیث)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ اپنے ساتھیوں کے نزدیک محبوب ہو اور سب سے بہتر پڑوسی اس کے نزدیک وہ ہے۔ جو اپنے پڑوسیوں کے لئے بہتر ہو۔ (ترمذی)

★ اگر تمہارا بھائی تمہارے پاس بطور خادم کے ہو تو اسے اپنا جیسا کھلاؤ اور اپنے ہی جیسا پہناؤ اور اس کی طاقت سے زائد اس سے کام نہ لو اور اگر لو تو خود بھی شریک ہو جاؤ۔ حدیث

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا لاتغضب یعنی غصہ نہ کرو۔ اس نے کہا اور کچھ، پھر آپ نے فرمایا لاتغضب۔ (رواہ البخاری)

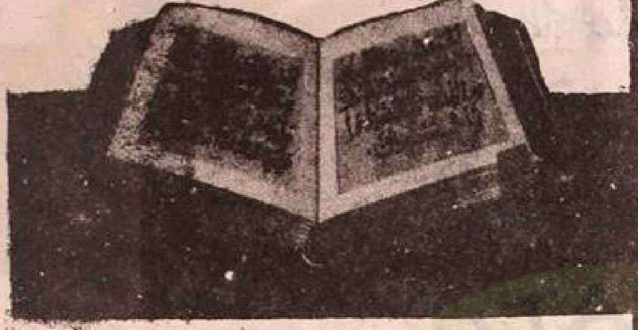
★ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غصہ ایمان کو اس طرح برباد کر دیتا ہے۔ جس طرح ایلوا شہد کو برباد کر دیتا ہے (مشکوٰۃ)

★ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جہاد کرو مشرکین سے اپنے اموال کے ذریعہ، اپنی جانوں کے ذریعہ سے اور اپنی زبانوں کے ذریعہ سے یعنی دامے درمے سخنے ہر طرح (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی)۔

اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ..........

یسین اختر مصباحی

اہلسنت کے دو گروہ



سنی اور شیعہ کی قدیم اصطلاح اور اس کی تعریف سے دنیا کے سارے مسلمان واقف ہیں۔ عہد رسالت کے بعد مسلمانوں میں جو بعض معمولی اختلافات پیدا ہوئے وہ آغازِ امر میں اخلاص و للہیت پر مبنی تھے اور نفسانیت کا ان میں دور دور تک کوئی شائبہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد خلافت کے بعد مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف کی سب سے تکلیف دہ اور سنگین نوعیت یہ ہے کہ ان کا شیرازۂ ملی سنی اور شیعہ کے خانوں میں تقسیم ہو کر بکھرنے لگا۔ اور بعد کے ادوار میں اس کے بڑے ہی افسوس ناک اور خوفناک نتائج سامنے آئے۔

تاریخ اسلام کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جب اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا تو "وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ" کے فرمان الٰہی کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضٰی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یکے بعد دیگرے خلافت کے لئے منتخب کیا گیا اور انہوں نے کتاب و سنت کی بنیاد پر اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کو محسوس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر کے نظام حکمرانی کا ایسا نمونہ دیا اور ایسی مثال قائم کی کہ اسے خلافتِ راشدہ کے نام سے یاد رکھنے پر تاریخ آج بھی مجبور ہے۔

صفحاتِ تاریخ پر ہمیں ایک ایسا طبقۂ مسلمین ابتدا ہی سے نظر آتا ہے جو افضلیتِ حضرت علی اور پھر محبت اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کا دعویٰ کر کے احکام و مسائل دینیہ میں اتنا اختلاف کرنے لگا کہ شیعہ کے نام سے اس نے ایک مستقل فرقے کی شکل

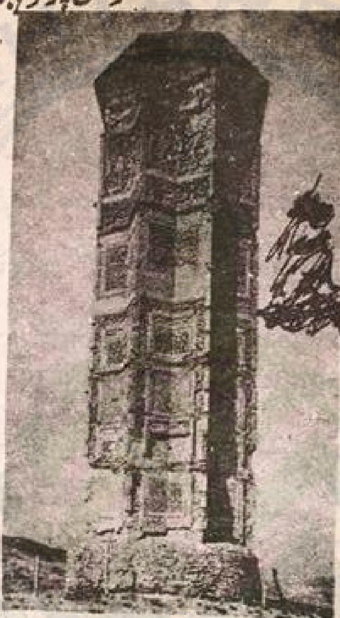
اختیار کرلی اور امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اس جماعت سے وہ دور ہوتا گیا جو سواد اعظم ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں جس کی اتباع لازم اور ضروری ہے اتبعوا السواد الاعظم ۔

اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان مذہبی و سیاسی تصادم کی طویل اور تکلیف دہ داستان کا اعادہ یہاں ہمارا مقصود نہیں ۔ عہد اموی عہد عباسی اور اس کے بعد کی تاریخ کا ایک سرسری مطالعہ ایسے بیشمار امثال و شواہد پیش کردیگا جن سے دونوں کے فکر و مزاج اور عہد بہ عہد کی تبدیلیوں کا بخوبی علم ہوجائے گا ۔

اہلسنت سے الگ ہٹ کر ماضی قریب کی ان چند نوزائیدہ تحریکوں اور جماعتوں کا ایک نہایت اجمالی خاکہ حاضر خدمت ہے جن کا سررشتہ ماضی بعید سے نہیں ملتا ۔

تیرہوی صدی ہجری کے آغاز میں صحرائے نجد سے ایک ایسی منظم اور طاقتور مذہبی تحریک نے جنم لیا جسے برطانوی استعمار کی رہنمائی اور پشت پناہی حاصل تھی ۔ اس نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کے ذریعہ متحارب قبائل نجد کو مجتمع کرکے ایک زبردست تنظیمی و سیاسی طاقت و قوت پیدا کرلی اور حجاز مقدس کی طرف اس کے قدم بڑھنے لگے ۔ آل شیخ اور آل سعود کی متحدہ کوششوں اور سازشوں سے ۱۹۲۵ء میں حرمین طیبین پر اس کا غاصبانہ قبضہ ہوگیا ۔ اور بزور شمشیر اس نے اپنے مخصوص مذہبی افکار و خیالات کو نظام حکومت میں داخل کرکے عالم اسلام کے لئے ایک قیامت آشوب مشکل پیدا کردی

اس تحریک کا بانی شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا ۔ اور وہابی تحریک کے نام سے اسے دنیا آج بھی جانتی پہچانتی ہے اس نئی صورت حال نے اہلسنت اور سنی اصطلاح کو ایک نیا مفہوم دیا ۔ اور اب اسے بہت مواقع پر وہابی کے مقابلے میں بولا اور سمجھا جاتا ہے ۔



مینارہ مسعود غزنہ افغانستان

مصر و شام ، عراق و ترکی ، ہندوستان و افغانستان وغیرہ میں لگ بھگ سو سال پہلے جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے مطالعہ سے اس مفہوم کی اچھی طرح تصدیق ہوجاتی ہے ۔

نصف صدی پیشتر کا ہندوستان جو اپنی مذہبی و سیاسی آویزش میں اپنی مثال آپ ہے ۔ اور جہاں مسلمانوں کی ملی غیرت و حمیت بھی شہرۂ آفاق ہے اس نے تحریر و تقریر کے ذریعہ دینی ، مناقشوں اور مناظروں کا ایک عجیب ہنگامہ خیز دور دیکھا ہے جو اس افسوس ناک نتیجہ پر اختتام پذیر ہوا کہ ملت اسلامیہ ہند دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ۔

محبوب کردگار علی اللہ تعالے علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں اہانت و گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کی باگ ڈور علماء دیوبند و سہارنپور کے ہاتھوں میں آئی ، اور تقدیس شان رسالت علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام

کی تحریک کی قیادت دہلی ولاہور، فرنگی محل لکھنؤ، خیرآباد و مارہرہ، رام پور، و بدایوں کے علماء نے کی۔

انہیں علماء مشائخ ہند کی نمائندگی کرتے ہوئے علماء بریلی نے اس مقدس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سارے علمائے اہلسنت وجماعت کے دلوں کی آواز بن کر ہندوستان کے مذہبی افق پر چھاگئے اور ان زبانوں کو لگام دیدی جوگستاخانہ لب ولہجہ کی عادی اور خوگر ہورہی تھیں اور جن کے دوش بدوش غیر مقلدیت بھی پروان چڑھ رہی تھی۔

° ہندوستان کی اس مخصوص فضا میں سنی اصطلاح کا مفہوم کچھ اور بدلا اور اسے دیوبندی وغیر مقلد کے مقابلے میں استعمال کیا جانے لگا۔ ویسے ان سب کی بنیاد تقویۃ الایمان (تالیف شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی) ہے جو "ردالاشراک اور کتاب التوحید" (عربی تالیف از شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی) کا چربہ ہے

مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی سجادہ نشین خانقاہ ابوالخیر چتلی قبر، دہلی۔ لکھتے ہیں۔

"حضرت مجدد (الف ثانی سرہندی) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے ایک اہلسنت وجماعت، دوسرے شیعہ،۔

اب مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ" رد الاشراک" ان کی نظر سے گذرا اور انھوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزادی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہل حدیث کہلایا۔ کسی نے اپنے کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا، اور معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے (ص، ۹۔ ابتدائیہ۔ اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان طبع دوم ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی ۶)

اسی تقویۃ الایمان کے بارے میں حلقہ دیوبند کے ایک ممتاز عالم مولانا سید احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں

"افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں۔ دو گروہ میں بٹ گئے" (ص ۱۰۷، انوار الباری ج ۱۱ ناشر العلوم بجنور)

آج کل یہی مخالفین جو تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید کی پیداوار ہیں وہ سواد اعظم اہلسنت وجماعت کے خلاف بڑی ذہانت ومنصوبہ بندی کے ساتھ عربی، انگریزی، اردو وغیرہ میں کتب ورسائل لکھ کر عالم اسلام کے گوشے گوشے میں اس غلط فہمی کو رواج دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ایک نئے فرقے کا ظہور ہوا ہے جس کا نام "بریلویت" ہے جو مسلک اعلحضرت یا مسلک احمد رضا یا مسلک بریلویت کا پابند ہے اور صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اپنے تعصب وتنگ نظری کی وجہ سے عالم عرب سے دور، مستحبات وفروع میں الجھا ہوا اور فرائض واصول سے غافل ہے۔ سطحیت، جذباتیت اشتعال انگیزی اور نعرہ بازی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ عصر جدید کے تقاضوں سے ناواقف، تعمیری کاموں سے گریزاں اور جذبۂ اتحاد امت سے اس کا دل خالی ہے۔

یہ مخالفین اپنے لئے سنی اور اہلسنت کی اصطلاح

کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر رہے ہیں تاکہ کم علم اور بھولے بھالے مسلمان ان کے دامِ فریب میں آکر انہیں ہی سنی اور اہلسنت سمجھنے لگیں۔ ان کی خواہش اور حکمتِ عملی یہ ہے کہ علمار بریلی کو اقلیت میں تبدیل کر کے انھیں معاذ اللہ قادیانیوں اور بہائیوں کی طرح ایک گمراہ فرقے کی حیثیت سے متعارف کرادیا جائے، اور جمہور امت سے انکا رشتہ کاٹ کر سب سے علیحدہ اور الگ تھلگ کر دیا جائے۔

یہاں بطور مثال صرف ایک کتاب کا نام کافی ہے جسے ایک لاہوری وہابی احسان الٰہی ظہیر فاضل مدینہ یونیورسٹی نے "البریلویۃ" کے نام سے تصنیف کیا ہے سعودی ریال کے سہارے پوری دنیا میں اس کی اشاعت کی جا رہی ہے اور اس کے ذریعہ افتراق بین المسلمین کا سیاہ کارنامہ انجام دیا جارہا ہے۔

ہند و پاک کے نجدی ایجنٹ شب و روز، اس مہم میں مصروف اور اپنی کارگذاریوں سے اپنے آقایانِ نعمت کو برابر مطلع کرتے رہتے ہیں۔ حج و عمرہ اور زیارت کی نیت سے جو علمار و مشائخ اہلسنت حرمین طیبین کی حاضری دیتے ہیں ان کی تفصیلی رپورٹ پہنچتی رہتی ہے اور انہیں غیر سنی ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

اس پس منظر میں آپ اس حادثہ کی اصل روح سمجھ سکتے ہیں۔ جو مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا اختر رضا ازہری سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے ساتھ اس سال (۳۱ اگست ۱۹۸۶ء) مکہ مکرمہ میں پیش آیا۔ اور انھیں زیارت مدینہ منورہ سے محروم رکھ کر ہندستان واپس کر دیا گیا۔ گرفتاری کے بعد دورانِ تفتیش آپ نے ارشاد فرمایا۔

"مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں قادری نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی۔ ان کا مذہب وہی تھا۔ جو سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، صحابہ و تابعین اور ہر زمانہ کے صالحین کا مذہب ہے ہم اہل سنت وجماعت ہیں اور اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت ہی کہتے ہیں۔

ہمیں اس مقصد کے لئے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں۔ ہم پر بہتان ہے۔ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں"۔

چند ماہ بیشتر آپ کے سفر پاکستان کے موقعہ پر جناب ابوزاہد نظامی نے آپ سے ایک انٹرویو لیا تھا۔ دورانِ گفتگو محمد صدیق زاہد صاحب نے بھی آپ سے ایک سوال کیا۔

"پاکستان میں بعض لوگ اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہیں۔ اور بعض اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے؟

آپ نے فرمایا۔

بریلوی کوئی مسلک نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں اہلسنت وجماعت ہیں ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حضور کے صحابہ کا ادب کرتے ہیں۔ حضور کے اہلبیت سے محبت کرتے ہیں۔ حضور کی امت کے اولیا اللہ سے عقیدت رکھتے

ہیں۔ فقہ میں ہم امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔ ہم اپنے آپ کو بریلوی نہیں کہتے۔ ہمارے مخالف ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔ (ص ۱۴ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، فروری ۱۹۸۶ء)

امام اہلسنت حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ایک ممتاز خلیفہ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"سنی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمہ دین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخر علماء کرام میں سے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ملک العلماء حضرت بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری، اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالٰے۔"

— برصغیر ہند و پاک اور سارے عالم اسلام کے اندر اہل سنت وجماعت کی تعداد اسی فیصدی سے زیادہ ہے اور متوارث طور پر وہی اس دین حنیف کے حامل و امین اور اس اسلام کے علم بردار ہیں۔ جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، خلفائے راشدین و صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین نے جسے اقصائے عالم میں پھیلایا۔ اولیاء و صلحاء کاملین اور علماء و مشائخ ملت نے اپنے خون جگر سے جس کی آبیاری کرکے دنیا کی ساری اقوام تک پہنچایا۔ اور اس بشارتِ عظمٰی کے مخاطب و حقدار ٹھہرے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (پ۴ آل عمران ۱۱۰)

ترجمہ:- تم ان سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو۔ برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اب مسلمان بھی بھارت میں حکومت کی آئین سے دھرائی



علامہ سید محمد اجمل حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

برٹش حکومت کے استحکام کے لئے انگریزوں نے لڑاؤ اور حکومت کرو پالیسی اپنائی اور مسلمانوں کا وہ ایک ہزار سالہ دورِ حکومت جس نے ہندوستان کو علم و آگہی، تہذیب و تمدن، شرافت و مساوات اور انسانیت عظمہ کا گہوارہ بنا دیا تھا بغض و حسد، نفرت و بیزاری، تعصب و منافرت، اور داخلی انتشار کی آماج گاہ بن گیا۔

کشاں کشاں ہندوستان آزاد ہوا لیکن منافرت و تعصب کا جو بیج انگریزوں نے سرزمین ہند میں بویا تھا اب ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا تھا۔

چونکہ آزادی کی جنگ بھی اسی درخت کے بہانے میں لڑی گئی تھی لہذا نتیجتاً آزادی بھی تقسیم ہوئی اور ایسی درد ناک تقسیم کہ برصغیر ہند و پاک کے نام سے تباہیوں بربادیوں اور فتنہ سامانیوں کا دو ملک بن گیا۔

حفظ ما تقدم کا خیال قائد اعظم محمد علی جناح کا پاکستان تو بن گیا۔ لیکن ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں کا مقدر ظلم و عدوان اور بربریت کے سناٹوں میں آہ و نالۂ فریاد بن گیا۔ ایک طرف تو مسلمان اپنی افرادی قوت کھو بیٹھا تھا اور اپنا وہ ملک جس کے لئے ہر دور میں ٹیپو بن کر....

شہید ہوتا آیا تھا بے بسی و بیکسی کا شکار ہو رہا تھا۔ قیادت ہجرت کر چکی تھی۔ یہ ہجرت وہ ہجرت نہ تھی جو فتح و نصرت کے دروازے کھولتی ہے بلکہ اب ہجرت کا مفہوم رسوائی و نامرادی بن کر مسلمانوں کو اپنے ہی ملک و وطن میں رسوا و ذلیل کر رہا تھا دوسری جانب ہندوستان کا متعصب ہندو تقسیم ہند کا بدلہ لینے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ پاکستان جانے والے تو لٹتے پٹتے کٹتے مرتے کسی طرح محفوظ ہو گئے لیکن ہندی، مسلمان نفرتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا رہا۔

قیادت کے فقدان نے تو مسلمانوں کو کہیں کا نہیں رکھا مسلمان زندگی کے ہر میدان میں ناکامیوں نامرادیوں اور بدحالیوں کا شکار ہوتا رہا اور اکثریت آر۔ ایس۔ ایس، مہاسبھا، جن سنگھ وو شو ہندو پریشد کا بھیانک عفریت بن کر مسلمان کا خون چوستی رہی فسادات کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رہا مساجد شہید ہوتی رہیں، قرآن عظیم کے اوراق پھاڑے و جلائے جاتے رہے اور کبھی کبھی تو قدموں سے مسلے بھی گئے مسلم بہو بیٹیوں کی عصمتیں نیلام کی جاتی رہی مسلمانوں کے گھر اور دوکانیں جلائی جاتی رہیں۔ جوان مسلمان ہونے کے جرم میں زندہ جلائے جاتے رہے بوڑھوں کی داڑھیاں نوچی جاتی رہیں۔ آزادی کے انتالیس ٣٩ سال کا ہر دن مظلوموں کے خون سے سرخرو ہوتا رہا اور راتیں یتیموں، بیواؤں اور عصمت ریزیوں سے سسکتی رہیں اور نام نہاد سیکولر حکومت سب خیریت ہے۔ کہکر دو ہری حکومتوں کی مزاج پرسی میں معروف رہی۔

اذیت پسندوں کے حوصلے بڑھتے رہے اور مسلمان ظلم و ستم کی چکی میں پستا رہا۔ کون تھا جو آہیں سنتا، کون تھا جس سے داد و فریاد کی جاتی، کون تھا جو یتیموں کے سروں پر شفقت کے ہاتھ رکھتا کون تھا جو بے سہاروں کا سہارا بنتا کون تھا جو بیواؤں کی دلجوئی کرتا۔

ظلم کا سلسلہ دراز ہوتا رہا اور مسلمان خون کے آنسو روتا رہا۔ بوڑھے اپنے جوان بیٹوں کے کٹے پھٹے لاشے قبر کی تاریکیوں میں دفن کرتے رہے۔ اپنی زندگی کو موت کے بھیانک ہاتھوں میں تڑپتے دیکھتے رہے اور..... .... اور ایسے میں قوم کے سوداگر اور اس قومیت سے بے نیاز میر جعفر و میر صادق جیسے غداران قوم و مذہب و وطن کی روحوں کو بھی شرمندہ کرتے ہوئے، عبدالکریم چھاگلہ، حمید دلوائی ....، قاری طیب، علی حسن ندوی، اسعد مدنی، عارف محمد، اور ...... کے روپ میں حکومت کے تلوے چاٹتے ہوئے ابن الوقتی کی بدترین مثالیں قائم کرتے رہے۔

لیکن دنیا میں شاید ہی کوئی قوم مسلمانوں کی سخت جانی کا مقابلہ کر سکے اتنا سب کچھ ہونے پر بھی مسلمانوں نے صبر و ضبط کا دامن اپنے ہاتھوں سے نہ جانے دیا۔

آزادی کے ٣٩، انتالیس سال اس کرب و بلا میں گزارنا یقیناً شہید کرب و بلا شہید اعظم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی شاندار مثال ہے لیکن مسلم دشمنوں کو نہ بھولنا چاہئے کہ مسلمان اگر اپنے امام کے صبر و ضبط کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔ وہیں اپنے آئینی حقوق اور اپنے دین ایمان ...... کی حفاظت کے لئے امام عالی مقام کی ذات سے وابستگی کا حق ادا کرتے ہوئے میدان جہاد میں شمشیر زنی کے جوہر بھی دکھا سکتا ہے۔



چونکہ اب تک صرف مسلمان کی عزت و آبرو،
ال و متاع اور جان سے کھیلا جاتا رہا اس لئے اپنی
اعمالی کی سزا پر محمول کرتے ہوئے خاموش رہا.....
...... مگر افسوس یہ خاموشی بزدلی سمجھی گئی۔
ور اسلام دشمنی پوتازیانہ بن گئی نتیجتاً اب اسلامی
ثار ترشول دھاریوں کی زد پر آرہے ہیں۔ بابری مسجد
باپچنتوشال تک خانہ خدا رہی حکومت اور ارباب
تدار کی شازش سے بت خانہ بنالی گئی۔ اسلام دشمنوں
سرگرمیاں تیز ہوتی جارہی ہیں اور تقریباً ساڑھے تین
۳۵ ہزار مساجد اور اللہ والوں کے عظیم الشان آستانے
ٹ لسٹ کی زد میں ہیں۔ متھرا کی عید گاہ کی خدانخواستہ
ری آنے والی ہے اور کوشش کی جائے پیدائش کا نام دیا
ارہا ہے۔
اسلامی تہذیب نیلام ہو، عبادت خانے بتوں

کی آماجگاہ بنیں، آئمہ مساجد شہید کئے جائیں قرآن پر
کیچڑ اچھالا جائے، ہادیٔ برحق محسنِ انسانیت رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں سے کھیلنے کی کوشش
کی جائے، اسلامی آثار مٹائے جائیں۔ مساجد میں جبراً تالا
ڈال کر عبادت سے روکا جائے اور خانۂ خدا کو حکومت
اکثریت کے زعم باطل میں تفریح گاہ بنایا ہے، مسلمان
اسے کسی بھی قیمت پر گوارہ نہیں کرسکتا۔
ان جاں گداز حالات میں اب ضروری ہے کہ مسلمان
قرآن عظیم کے اس عظیم ارشاد لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی
رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کی روشنی میں کفن بردوش
ہو کر دین کی حفاظت کی خاطر اپنے نبی اعظم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی سنتِ جہاد کو اپنے لئے واجب قرار دیتے
ہوئے بدر و احد کی تاریخ دہرائیں اور مسلح ہو کر شمشیر زنی
کے جوہر دکھائیں جس میں ذوالفقار حیدری کی جھنکار بھی

ہو اور حسینی للکار بھی، صلاح الدین ایوبی کی اولوالعزمی بھی ہو اور نورالدین زنگی کی ایمانی تڑپ بھی۔

مسلمان یاد رکھیں............ تلوار رکھنا بھی سنت ہے اور تلوار چلانا بھی۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تلوار حمائل فرمائی ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنے دین کو بچانے کے لئے شمشیر زنی کا حکم بھی فرمایا ہے۔

اگر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صبح ولادت تا شامِ وصال دعائیں فرمائی ہیں۔ تو غزوات (اسلامی جہاد) میں بنفس نفیس شرکت بھی، فرمائی ہے اور سرایا (وہ لشکر کشی جو مصطفےٰ کے حکم پر ہوئی اور خود تشریف نہیں لے گئے) بھی روانہ فرمائے ہیں۔

آہ! مسلمان اپنے آقا کی ہمتِ جہاد کو فراموش کر بیٹھا اور اسی کا خمیازہ ہے کہ آج ہندوستان میں بیس کروڑ مسلمان کی موجودگی کے باوجود اسلام کفر وطغیان کے گھیرے میں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے

اب ضروری ہے کہ مسلمان مصلحت کوش بزدل قائدین سے نجات حاصل کرکے اپنے رسولِ اعظم کی سنت کو زندہ کرے اور کرب وبلا کی تاریخ کو اپنے خون سے لالہ زار کر دے۔

آج ہندوستان میں اسلام پر حملوں کا سلسلہ اتنی شدت سے جاری ہے کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں کہ مسلمان اپنے وجود کو اپنے دین پر نثار کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اپنے عمل وکردار کو اسلام کے سانچے میں ایسا ڈھالے کہ ہر مسلمان چلتا پھرتا اسلام نظر آئے۔

علماء ومشائخین اپنے حجروں سے باہر آئیں اور میدان عمل میں قوم کے دوش بدوش اپنی دینی ذمہ داریاں اس انداز سے نبھائیں کہ ہر فرد مسلم محمود غزنوی بن جائے۔

جہاں تک ملکی قوانین کا سوال ہے وہ ہر ہندوستانی کے لئے لائق احترام ہے۔ لیکن مذہب کی شرط پر نہیں۔ ہم پہلے مسلمان ہیں پھر ہندوستانی۔ قوانین کا اسی وقت تک احترام کیا جائے گا۔ جب تک اسلام پر کوئی آنچ نہ آئے۔

یاد رکھئے! ہمارے لئے اپنے وطن سے وفاداری ضروری ہے نہ کہ چند روزہ حکومت وقوانین سے پھر بھی کوئی اسے غداری گمان کرے تو یہ اس کا معاملہ ہے ہمارے لئے ہمارے مذہب سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں، رہا حکومت کی مداخلت کا خدشہ........ تو اگر مذہب کے نام پر وشوہندو پریشد والوں کو ترشول رکھنے کی اجازت ہے، ڈیڑھ کروڑ سکھوں کو محض گرو گوبند سنگھ کے حکم کی بنیاد پر کرپان رکھنے کا حق حکومت دیتی ہے تو بیس کروڑ مسلمانوں کو ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور سنت کی بنیاد پر تلوار رکھنے کی اجازت کیوں نہیں؟ جب کہ ہماری مذہبی کتاب (قرآن عظیم) ہمیں ہمارے نبی علیہ التحیۃ والثنا کی زندگی کو اپنانے کا حکم دیتی ہے۔

مسلمان بھی ہندوستان کی آزادی میں برابر کا شریک رہا ہے بلکہ اگر تاریخ کا دیانت داری سے مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہو جائے گا کہ آزادی کا نعرہ بھی سب سے پہلے مسلمان ہی نے بلند کیا ہے۔

اس لئے جو حقوق دوسروں کے ہو سکتے ہیں وہی بعینہٖ مسلمان کے بھی ہیں۔ اور انصاف کا تقاضہ بھی یہی ہے

کہ اب حکومت مسلمانوں کو بھی تلوار رکھنے کی اجازت دیدے اور اگر حکومت ایسا نہ کرے تو مسلمانوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے میدانِ عمل میں شہدائے کربلا کے کردار کی عظمتوں کے نمونے ثبت کرتے ہوئے اپنا سب کچھ اسلام کی بقا پر نثار کردینا چاہیئے۔ ربّ کریم ہمیں توفیق دے آمین۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

طوافِ کعبہ کرکے
حضرت اختر رضا آئے

مبارک اہلسنّت کو ہمارے پیشوا آئے
طوافِ کعبہ کر کے حضرت اختر رضا آئے

خوشا قسمت کہ گنجِ نور سے دل جگمگانے کو
سخاوت لے کے شاہِ دیں سے یہ اہلِ سخا آئے

حکومت نجدیوں کی ہے حرم پاک میں لیکن
مجددِ اعلیٰ حضرت کا وہاں ڈنکا بجا آئے

نواسہ مفتیٔ اعظم کا پوتہ شاہِ حامد کا
چراغ اعلیٰ حضرت ہوں عرب بھر کو بتا آئے

کسی نجدی کے آگے سر ہمارا جھک نہیں سکتا
یہ اربابِ حکومت کو عمل کر کے دکھا آئے

درِ پاک نبی کی جالیاں چومیں عقیدت سے
حقیقی سنیت کی اس طرح چادر چڑھا آئے

نہ جانے کیا سمجھ کر آپ کو روکا حکومت نے
مگر دنیا نے دیکھا بن کے فاتح با خدا آئے

لٹائیں فیض کی دولت یہ جتنی کم نہیں ہو گی
وہ دولت اپنے سینہ میں لیئے بے انتہا آئے

مرے ہمنام چل تجھ کو بھی آقا بلاتے ہیں
یہ مژدہ لے کے طیبہ سے نسیمِ جانفزا آئے

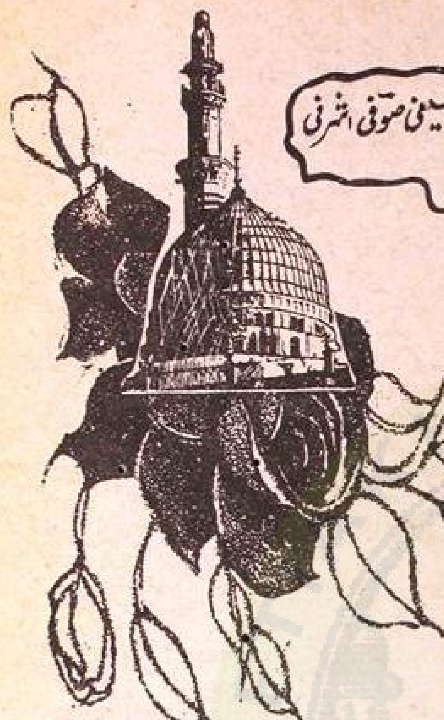
سعودی حکومت جواب دے

محمد اختر رضا خاں ازہری قادری



آج جبکہ الحاد و بے دینی اور مغربیت و سامراجیت نے عالم اسلام کے خلاف دینی، علمی، سیاسی، اخلاقی، تہذیبی صنعتی ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اسے شکست دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی جارہی ہے ایسے نازک وقت میں سارے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد و اتفاق اور یگانگت و ہم آہنگی کی جو شدید ضرورت ہے اور موجودہ حالات کا جو تقاضہ ہے اس سے کوئی صاحب ہوش و گوش انسان کسی قیمت پر صرف نظر نہیں کرسکتا۔

لیکن اس سال سفر حج کے دوران میرے ساتھ جو سانحہ پیش آیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سامراجی طاقتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اور حرمین طیبین کی مقدس سرزمین پر بھی ان کی ناپاک سرگرمیاں جاری ہیں، حج کے اس مبارک سفر میں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے دینی لحاظ سے معاذاللہ کفر و شرک یا حرام قرار دیا جاسکے۔ کسی غیر قانونی و غیر اخلاقی حرکت کا بھی مجھ پر کوئی الزام نہیں ہے تحریری یا زبانی طور پر وہاں میں نے کوئی کام نہیں کیا جسے سیاسی سازش یا تخریب کاری کا نام دیا جاسکے۔ اس کے باوجود مجھے کیوں گرفتار کیا گیا۔ پستول کی نوک پر میری تلاشی لیگئی۔ غیر متعلق سوالات کئے گئے۔ مجھے جدہ ایرپورٹ تک ہتھکڑیاں پہنا کر لایا گیا اور مدینہ منورہ کی حاضری سے بھی محروم رکھا گیا۔ میرے بار بار سوال کے باوجود اس قید و بند کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اس کا مجھے سعودی حکومت سے جواب چاہئے اور ہر حال میں اسے تحریری طور پر جواب دینا پڑیگا یا عام مسلمانوں کے سامنے اسے معافی مانگنی ہوگی اور آئندہ کسی حاجی کے ساتھ دست اندازی کی ایسی جرأت نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہوگا۔ وزارت خارجہ ہندا ور سعودی سفیر متعینہ دہلی سے رابطہ قائم ہے اس سلسلہ میں جو جوابات موصول ہوں گے ان سے مسلمانان ہند کو اخبارات کے ذریعہ مطلع کیا جائے گا۔



حضرت مولانا ابو محمد چند احسینی صوفی اشرفی
علیہ الرحمہ

منصبِ خانقاہی

سجّادہ نشینی

سجّادہ نشینی خلافت راشدہ سے ماخوذ ہے۔ جس طرح خلافت راشدہ میں قاسم نعم و دافع الم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کبریٰ میں جانشینی اور نیابت کے ساتھ دنیائے اسلام کا نظم و نسق کسی کی ماتحتی و شرکت کے بغیر شامل تھا، اسی طرح اولیائے کرام قدست اسرارہم کی سجادہ نشینی میں جب صاحب درگاہ ولی کامل کی خلافت کبریٰ یعنی ولایت کبریٰ میں جانشینی اور ہم عوام مشائخ اہلسنت وجماعت کی سجّادہ نشینی میں صاحب درگاہ ولی کی برکی خلافت میں جانشینی کے ساتھ درگاہ کا نظم و نسق کسی کی ماتحتی و شرکت کے بغیر شامل ہے اسی سے سجادہ نشین کی مختصر تعریف یہ آئی کہ سجّادہ نشین وہ عہدیدار ہے جو صاحب درگاہ ولی کے سلسلہ میں خلافۃً جانشین ہے۔ سجادہ نشین پیر ایصال ہوں تو سالکین کی تربیت کریں گے اگر پیر اتصال ہوں تبرکی بیعت کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کو جاری کریں گے۔

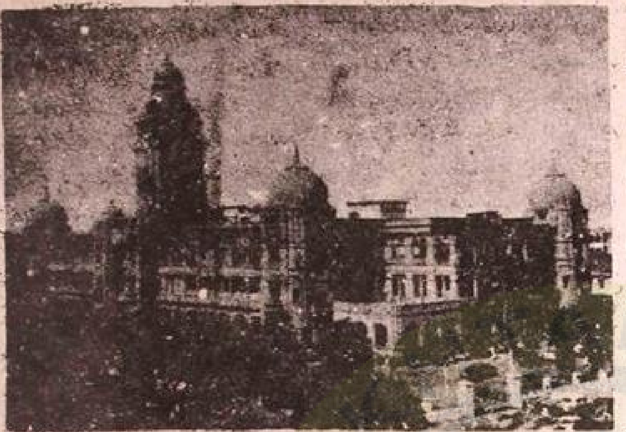
سجادہ نشینی کے اثبات کے شرعی طرق

سجّادہ نشینی کا اثبات ان طرق سے ہوتا ہے (طریقہ اول) سجادہ نشین سابق کسی کو اپنا ولی عہد سجادگی مقرر کریں۔ صوفیائے کرام نے ولی عہد مقرر کرنے کو ان آیت کریمہ سے اخذ کیا ہے انی جاعلٌ فی الارضِ خلیفۃً (سورۂ بقرہ رکوع ۴) میں زمین میں اپنا خلیفہ، بنانے والا ہوں۔ یاداؤدُ اِنّا جعلناکَ خلیفۃً فی الارض (سورہ ص ع ۲) اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں اپنا نائب کیا۔ ولی عہد سجادگی کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ ولی عہدی سجادگی کے لئے نص قطعی ہے اور اس میں اکبر اولاد ہونے کی شرط نہیں بلکہ عارف بالمصالح صاحب سجّادہ اپنے اس فرزند کو اپنا ولی عہد بنائیں گے جو علم کے ساتھ بہ نسبت اپنے بھائیوں کے انتظامی ملکہ بدرجہ اتم رکھتا ہو اور اخلاق حسنہ میں ان پر فائق ہو غفلت

یا تساہل سے سجادہ کے ولی عہد مقرر نہ کر کے وفات پا جائے پر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے انتخابی طریقوں پر سجادہ نشین کا انتخاب کیا جاتا ہے (طریقہ دوم) سجادہ نشین سابق کے خلفاء مریدین یا ان کے مرشد سجادہ نشین کا انتخاب کریں گے (طریقہ سوم) شوریٰ، سابق سجادہ نشین کے اقارب واصحاب طریقت یعنی ان کے پیر بھائی آپس میں مشورہ کر کے سجادہ نشین کا انتخاب کریں گے۔ سجادگی کے جواز کے لئے صاحب سجادہ کا سلسلۂ خلافت اس صاحب درگاہ ولی یا ان کے مرشد کو پہنچنا ضروری ہے ورنہ سجادگی بالاتفاق باطل ہے جن درگاہوں میں صاحب درگاہ وَلیٔ کے انتقال کے بعد طرق ثلاثہ میں سے کسی طریقہ پر سجادگی کا عہدہ قائم نہیں کیا گیا ہے ان درگاہوں میں اب سجادگی کا عہدہ قائم نہیں کیا جاسکتا اسی طرح جس بزرگ کا سلسلۂ خلافت مفقود ہے اور ان کے مرشد کا بھی پتہ نہ چلے وہاں بھی یہ عہدہ قائم نہیں کیا جاسکتا ہے (نقاء السلافۃ)

رسم مسند نشینی

سجادہ نشین کے انتقال کے بعد سجادہ نشین مرحوم کی اولاد و اقارب اور اُن کے پیر بھائی ومعتقدین اپنے اجتماع میں سوم کی فاتحہ میں یا اس کے بعد انتخابی طرق میں سے کسی طریقہ پر منتخب شدہ سجادہ نشین کو مسند سجادگی پر جلوس کرواکے ان کی تاج پوشی کرتے ہیں اور نذریں پیش کیجانے کے بعد پیران سلسلہ کی فاتحہ اور تبرک کی تقسیم پر وہ مجلس برخواست ہوجاتی ہے جو صوفیائے کرام کا معمول ہے خلافت عامہ پر خلافت خاصہ کے مبنی ہونے اور سجادگی کے اثبات کے شرعی ضوابط مقررہ اور سجادہ نشین کی مسند نشینی وتاج پوشی نے ثابت کردیا کہ یہ معاملہ ارباب اقتدار کی دخل دہی اوران کی دست اندازی سے بالا اور وراء ہے کہ وہ



صاحب سجادہ کے مرشد ہی نہیں اور نہ بن سکتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ ان کے خلفاء ومریدین میں داخل ہیں۔

سجادہ نشین کے اختیارات

سجادہ نشین درگاہ شریف کے وہ دینی عہدے دار ہیں جو درگاہ کے نظم ونسق، رتق وفتق، جمع وتقسیم عزل ونصب خدام وتاخیر مصالح اور درگاہ کی وقفی جائداد آمدنی کو درگاہ کے مدات خرچ پر صرف کرنے اور اخذ بیعت وعطائے خلافت اور مریدین کی خصوصی اور عام اہل سنت وجماعت کی عمومی رہبری پر شرعاً مختار اور مقتدر ہیں۔ جس درگاہ میں عہدۂ سجادگی قائم ہے اس درگاہ میں عرس منانے اور خدمت صندل مالی انجام دینے پر صرف صاحب سجادہ ہی مختار ہے اور یہ کہ خدمت صندل مالی صرف سجادہ نشین ہی بلا شرکت غیرے انجام دیتے ہیں۔

سجادگی کے تقرر میں حکومت کو کوئی اختیار نہیں ہے

اس سلسلے میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سجادگی کے لئے درخواست پیش کی جانے پر ابتداءً قاضی سماعت نہ کرے بلکہ اس جماعت کو اس کام پر پابند کرے جو طریقہ، انتخاب میں بیان کی گئی ہے کہ وہ

سجادگی کے مستحقین کی شرعی ترتیب میں سے کسی اہل کو سجادہ نشین بنادیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ صاحبان اقتدار کو اس کام میں دست اندازی کرنے سے روکا گیا ہے کہ وہ شرعاً اس کام پر مختار نہیں ہیں۔

متولی متولی ایک دنیاوی ملازم ہے جس کے عزل کا اختیار واقف یا حکومت کو ہے متولی صرف وقفی جائداد کا امین اور محافظ ہوتا ہے منصب سجادہ نشینی میں منصب تولیت بھی داخل ہے اور صاحب سجادہ کو تولیت درگاہ کی سند علٰحدہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ سجادگی کا عہدہ جس درگاہ میں قائم ہے وہاں اگر متولی ہو تو وہ صاحب سجادہ کے ہوتے ہوئے درگاہ کے نظم ونسق عمارات درگاہ، خدمات عرس، نذور صاحب درگاہ، مجاورین وخدام کے واجبات اور ان کی نگرانی میں دخل اندازی نہیں کر سکتا بلکہ وہ صرف وقفی رقم جو درگاہ کے مدات خرچ سے تعلق رکھتی ہے صاحب سجادہ کے حوالے کرنے اور عام زائرین کی طرح درگاہ کی زیارت کرنے پر مختار ہے اسی طرح صاحب سجادہ متولی کے اس کام میں دخل نہیں دے سکتے۔ جس درگاہ میں قدیم سے متولی کا عہدہ قائم نہیں ہے۔ ان تمام امور پر جو متولی انجام دیتا ہے سجادہ نشین ہی مقتدر ہے درگاہ کے نظم ونسق کے مذکورہ بالا اختیارات پر جو شخص صاحب درگاہ ولی کی خلافۃً جانشینی ونیابت کے دینی منصب سے مختار ہے وہ سجادہ نشین ہے۔ اور جو شخص صاحب درگاہ کی خلافۃً جانشین ونیابت کے درجہ کے بغیر صرف وقفی جائداد کا امین ومحافظ ہے وہ متولی ہے۔ متولی اور سجادہ نشین میں اس فرق کے ساتھ دوسرا فرق یہ ہے کہ متولی واقف یا حکومت کا ملازم ہے اور سجادہ نشین کسی کے ملازم نہیں ہیں بلکہ وہ صاحب درگاہ کے خلافۃً جانشین ہیں۔

وقف وقف کو بندے کے مجازی ملک سے خارج ہو کر اللہ تعالٰی کی حقیقی ملک میں قیامت تک ٹھہر جانے کی وجہ سے وقف کہتے ہیں وقف کی تعریف فقہ میں یہ آئی کہ کسی چیز کو اپنی ملک سے خارج کرکے اللہ تعالٰی کی ملک کردینا۔ کسی چیز کے وقف ہوجانے کے بعد واقف خود اس کا مالک نہیں رہتا وقف میں جب واقف کے تمام تصرفات باطل ہیں تو متولیوں یا ملک میں واقع موقوفہ جائدادوں کا امین ومحافظ وقف یا کسی درگاہ کے سجادہ نشین کے تصرفات کیسے صحیح ہوسکتے ہیں۔

نذور اولیائے کرام جو چیزیں بزرگوں کے حضور میں پیش کی جاتی ہے ہیں ایسے عرف میں ادباً نذر کہتے ہیں۔ آخران نذور کے مالک کون، ہیں؟ وہ اولیائے کرام جن کی بارگاہوں میں ان نذور کو پیش کیا جاتا ہے وہ ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں اس سلسلہ میں حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان درگاہوں کے اہل خدمات خواہ قریب ہوں یا بعید کا رشتہ رکھتے ہوں اگر اولاد ہو تو احق (رسالہ نذور بزرگاں) حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولی کی بارگاہ میں نذر اس وقت صحیح ہے جبکہ ناذر اس بزرگ کی اولاد یا خلفاء کو دینے کا ارادہ کرے جن سے ان کی خدمت کا تعلق ہے اس سے ثابت ہوا کہ غلوں میں جمع شدہ نذر کے صاحبان سجادہ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ جو اس بزرگ کی اولاد یا اقارب ہیں جو ان سے خلافۃً متوصل اور ان کے جانشین

ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ یا صاحبانِ اقتدار ان نذور کو حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اُن نذور کی آمدنی کے متعلق دخل اندازی کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہر درگاہ شریف میں بڑے بڑے سلاطین وقت حاضر ہوئے اور وہاں اپنی نذر پیش کی اور کسی بھی حاکم نے اس کو ضبط کرنے کی نہیں سوچی جیسا کہ ہمیشہ حکومت کے سلاطین آئے۔ مغلیہ حکومت کے سلاطین وحکام تشریف لائے اور نظام دورِ حکومت میں اس کے سلاطین آئے اور غلوں میں ان تمام حکام نے اپنی نذر پیش کی۔ موجودہ دور حکومت میں ہندوستان کے حکمران و وزراء اور ریاستی وزرائے اعلیٰ کا درگاہ شریف میں حاضر ہونا اور نذر پیش کرنا ثابت ہے کہ کسی نے غلطی کا دل میں خیال تک نہ لایا اس کے علاوہ وقف بورڈ کے اعلیٰ حکام بھی آستانوں میں حاضر ہوئے اور اپنی نذر غلوں میں پیش کی ان کی توجہ بھی اس طرف نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے اس آمدنی کے متعلق کوئی دخل اندازی کی یہ خاص اس بزرگ کے وارثین کا حق ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔

آستانوں میں کمیٹیوں کا قیام

جن درگاہوں میں صدیوں سے عہدۂ سجادگی قائم ہے وہاں مذکورہ بالا شرعی احکام کے خلاف حکومت کا کوئی انتظامی کمیٹی کا قائم کرنا مداخلت فی الدین اور مداخلت فی المیراث والخدمۃ ہے جو کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ سجادگی کی اس حقیقت کے پیشِ نظر حکومت بہمنیہ، مغلیہ و آصفیہ نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں انتظامی کمیٹی قائم نہیں کی آج تک اسی پر عمل ہے۔ درگاہوں میں کمیٹیوں کا قیام احکام شرعیہ اور خاندانی وثائق کے خلاف ہونے کے علاوہ خود پارلیمنٹ میں منظور شدہ کاظمی ایکٹ بنام قانون مسلم اوقاف نشان (۲۹) مجریہ ۱۹۵۴ء باب پنجم دفعہ (۴۳) اور اس کے ضمنیات (۱، ۵) کے خلاف ہے۔ اس لئے مساجد کے حکم سے درگاہوں کو کمیٹی کی تشکیل سے علیحدہ ہونا ضروری ہے تاکہ سجادہ نشین کا منصب اور اس کے حقوق واختیارات متاثر نہ ہوں۔ البتہ جن درگاہوں میں سجادہ نشین کا عہدہ قائم نہیں ہے یا جو درگاہیں زیرِ نگرانی سرکار ہیں وہاں کے انتظام کے لئے حکومت کمیٹیاں بنا سکتی ہے۔

خدّامِ درگاہ یعنی مجاورین

درگاہ اور اس کے متعلقہ عمارات کی جاروب کشی اور ان کے احاطوں کو خس و خاشاک سے صاف رکھنے، غلاف گردانی، گل افگنی برمزار، چراغ افروزی فاتحہ خوانی، آدابِ درگاہ کی نگہداشت اور سامانِ درگاہ کی حفاظت پر جو شخص صاحب سجادہ یا حکومت کی جانب سے مقرر کیا جاتا ہے وہ خادمِ درگاہ یا مجاور ہے۔ وہ خادم جو صاحبان سجادہ کے مقرر کردہ ہیں ان کے عزل ونصب کا حکومت کو کوئی اختیار نہیں ہے، بلکہ یہ اختیار صاحبان سجادہ کا ہے۔ اور وہ خدام جو حکومت کے مقرر کردہ ہیں ان کے عزل ونصب کا اختیار حکومت کو ہے۔ خدام زیردست و تابع سجادہ نشین ہیں اور صرف مشاہرہ کے مصداق ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ ؕ



سعودی عرب میں علامہ اختر رضا خاں ازہری کے ساتھ وحشیانہ سلوک

علامہ ارشد القادری نائب صدر ورلڈ اسلامک مشن

علمائے اہل سنت کی طرف سے سعودی حکومت جس غلط فہمی میں مبتلا ہے اس کا ازالہ اب ضروری ہے

کروروں مسلمانوں کے مرجع عقیدت نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری امسال سفر حج و زیارت پر گئے تھے۔ ان کی اہلیہ بھی شریک سفر تھیں۔ عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکام نے رات کے وقت مکہ معظمہ میں ان کی قیام گاہ سے انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا اور دس دن کے بعد انہیں رہا کیا۔

حضرت موصوف نے اپنی گرفتاری کی جو رپوٹ اخبارات کو ارسال کی ہے اسے پڑھنے کے بعد

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی اساس کتاب وسنت پہ ہے وہاں ایک عالم دین کے ساتھ اس طرح کا وحشیانہ سلوک بھی ہو سکتا ہے علامہ ازہری کے بیان کے مطابق ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی چاروں طرف سے ریوالور تان کر انھیں ساکت و جامد رہنے کا حکم دیا گیا۔ جب ان کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈالکر ساتھ چلنے کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میری اہلیہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ میرے بعد ان کا نگراں کون ہوگا۔؟ اس پر ان کی اہلیہ کو غسل خانہ میں بند کر کے دروازہ باہر سے مقفل کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد جب انھیں جدہ ایرپورٹ لے جایا گیا۔ تو راستے بھر ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کے لئے بھی ان کی ہتھکڑی نہیں کھولی گئی اور ان کی نماز قضا ہو گئی۔ انھیں مدینہ طیبہ جانے سے بھی روک دیا گیا اور جدہ سے سیدھے بمبئی روانہ کر دیا گیا۔

قیام گاہ سے لے کر جیل تک علامہ ازہری سعودی حکام سے بار بار دریافت کرتے رہے کہ مجھے بتایا جائے کہ کس قصور پر مجھے گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن اس سوال کا انھیں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ رہائی کے وقت ان سے ان الفاظ میں معذرت کی گئی کہ ہم آپ کے علم، آپ کی عمر اور آپ کی شخصیت کا احترام کرتے ہیں۔ ہمارے لئے مخصوص اوقات میں دعا کیجئے گا۔ البتہ ان سے کئے گئے سوالات وجوابات کی روشنی میں سعودی حکام نے رہائی سے پیشتر اپنے مرتب کردہ جس اقرار نامے پر ان سے دستخط کرائے اس سے بھی گرفتاری کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اقرار نامہ یہ تھا۔

"میں فلاں ابن فلاں بریلوی مذہب کا متبع ہوں (ازہری صاحب نے اس فقرے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ میں بار بار یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں اس کے آگے اقرار نامہ کی عبارت یہ ہے) میں امام احمد رضا کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں۔ اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور حضور غیب جانتے ہیں اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ وہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ (اقرار نامے کے آخر میں ازہری صاحب کے اصرار پر یہ اضافہ کیا گیا) بریلویت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت ہی کہلانا پسند کرتے ہیں۔"

اس اقرار نامہ سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ ازہری نے وہاں نہ کسی اخلاقی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اور نہ ان کے خلاف سیاسی سرگرمیوں کا الزام تھا۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ وہابی عقیدے سے متفق نہیں تھے۔ دنیا کی کوئی مہذب حکومت صرف اتنی سی بات پر کسی غیر ملکی مہمان کے لئے قید و بند کی سزا ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ اس کے مذہبی یا سیاسی عقیدہ سے متفق کیوں نہیں ہے۔ مجھے کہنے دیا جائے کہ سعودی عرب میں علامہ ازہری کے ساتھ اس وحشیانہ ذہنیت کا مظاہرہ اب تنہا ایک

شخص کا معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ وہاں یہ صورت حال ہر شخص کے ساتھ پیش آسکتی ہے جو نجد کے قاضیوں کی رائے سے متفق نہیں ہے۔ اس لئے اپنے مذہبی اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے اب ضرورت ہے کہ پوری دنیائے اسلام سعودی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ نجد کے قاضیوں کا خانہ زاد مذہب باہر سے آنیوالے مسلمانوں پر بزور شمشیر مسلط کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے غیر منصوص مسائل میں جہاں تک کتاب و سنت سے استفادہ کا تعلق ہے تو اس چیز پر شیخ نجد کے خاندان کی کچھ تنہا اجارہ داری نہیں ہے کہ جو کچھ انھوں نے سمجھا ہے وہی صحیح ہے باقی دنیا کے سارے علماء کتاب وسنت کے فہم سے نابلد ہیں۔

ٹھیک اس موقعہ پر جبکہ لیبیا کی دعوت پر ہم اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن ہوتے ہوئے طرابلس جارہے تھے ہم نے دہلی میں سعودی حکومت کے سفیر سے ملاقات کی اور ان کو بتایا کہ ملک کے کروڑوں مسلمان، علامہ ازہری کی گرفتاری کی خبر سے سخت بےچین ہیں۔ آپ اپنی حکومت کو مشورہ دیجیے کہ وہ انہیں فوراً رہا کر دے ورنہ کچھ دنوں کے بعد پورے ملک میں، سعودی حکومت کے خلاف سخت قسم کا احتجاج شروع ہوجائے گا۔ سفیر موصوف نے یقین دلایا کہ وہ بخیر و عافیت ہیں اور جلد ہی انھیں رہا کر دیا جائے گا۔

گفتگو کے دوران انھوں نے باہمی تبادلۂ خیال کی پیشکش بھی کی تاکہ کتاب وسنت کی روشنی میں مختلف فیہ مسائل کی صحیح تصویر واضح ہوسکے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ لیبیا کے سفر سے واپسی کے بعد میں اس کے لئے آپ سے ضرور رابطہ قائم کرونگا اب میں جلد ہی انھیں تفصیلی خط لکھ رہا ہوں۔ اور عام معلومات کے لئے اُسے پریس کے حوالہ بھی کروں گا۔ ان حالات میں اردو پریس سے مجھے توقع ہے کہ وہ افہام و تفہیم کے سلسلے میں ہمارے ساتھ پر خلوص تعاون کرینگے۔

عرسِ قادری تیغی

محب الفقراء .... و دیگر برادران طریقت

السلام علیکم ورحمۃ! خیریت طرفین نیک مطلوب!

آقائے نعمت حضور سیدی وسندی حضرت الحاج شاہ تیغ علی قادری فریدی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس سراپا قدس مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے۔ دعوت شرکت حاضر ہے۔ تمامی وابستگان سلسلہ اور برادران اہل سنت کو خبر کر دیں۔

پروگرام

۳ ستمبر ۸۶ء بعد نماز عشاء مجلس میلاد منقبت خوانی

〃 〃 ۱ بجے شب رسم گل پوشی و چادر پوشی

〃 〃 ۱۲ بجے تقسیم لنگر و مجلس سماع

۴ 〃 بعد نماز فجر مجلس قل و ایصال ثواب

الداعی الی الخیر:۔ فقیر علی احمد حبید القادری غفرلہٗ
سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ سرکاہی شریف
قابل پور مظفر پور بہار

سعودی حکومت کے مظالم کی کہانی

مفتی اختر رضا خاں صاحب کی زبانی

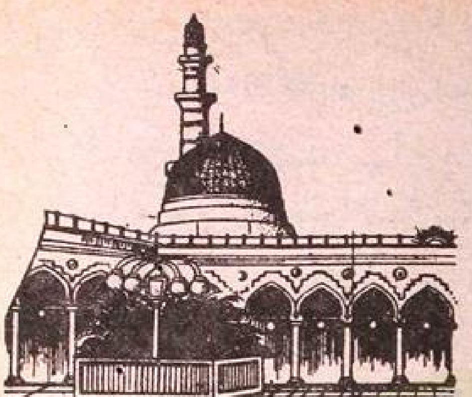
احتجاجی جلسہ میں مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری

بمبئی ۱۳ر ستمبر شب میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری کی مکہ مکرمہ میں بے جا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک شاندار اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ نے فرمائی: بمبئی کے علماء و ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علماء بالخصوص حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب، حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب اور حضرت مولانا عبید اللہ خاں صاحب اعظمی نے شرکت فرمائی مجمع جو تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ جوش احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کئے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔

۳۱ر اگست شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی۔ آئی۔ ڈی اور پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا اور پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں میں نے انھیں باتھ روم میں بھیجا پھر سی۔ آئی۔ ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا اور وہ لوگ سپاہی کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے مجھے ریوالور کے نشانے پر کسی حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی میرے پاس حضرت مولانا علوی مالکی کی دی ہوی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی۔ ان تمام کتابوں کو اپنے قبضے میں لیا۔ مجھ سے تلفون کی ڈائری مانگی جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ، ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔ آئی۔ ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھا لائے مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا کہ میں مسافر ہوں میرے اوپر

جمعہ فرض نہیں لہٰذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا کہ تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم طواف کے لئے جاتا ہوں اس لئے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے محلے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے کیوں باز پُرس کرتے ہیں۔ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہ ہوگی اس وجہ سے میں نماز علٰحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے علامہ علوی مالکی کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا کہ یہ کتابیں مجھے انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں۔ جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال ہوا کہ کیا یہ پہلی ملاقات تھی؟ میں نے کہا، ہاں یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں مجھ سے پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل میں بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی۔ آئی۔ ڈی سے گفتگو ہوئی:

اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی نے قادیانیوں کا رد کیا ہے اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ اور قہر الدیان،



السوء والعقاب، وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں۔ یہ غلط ہے اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔ سی آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں اور ہمیں اس مقصد سے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں ہم پر بہتان ہے۔ سی۔ آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے وہابی اور سُنّی کا فرق مختصر طور پر واضح کیا میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب اور ان کی شفاعت اور ان سے توسل اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں اور ان امور کو وہ شرک بتاتے ہیں جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سے توسل جائز ہے اور انہیں پکارنا بھی اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب جانتے ہیں اور

اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا ہے اور علم غیب پر سی آئی۔ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے۔ اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے غیب کی خبر دے اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن میں منصوص ہے۔ سی آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے اس لئے کہ سرکار کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں، پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعدِ وصال سرکار غیب نہیں جانتے۔ ایک اور نشست میں سی آئی۔ڈی کے مطالبے پر میں نے توسّل کی دلیل میں آیت **وابتغوا الیہ الوسیلہ** پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار سے توسّل منجملہ اعمال صالحہ ہے اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم بلاشبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں تو ان سے توسّل بدرجۂ اولٰی جائز ہے اور توسّل شرک نہیں۔ سی۔آئی۔ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل حقیقی سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی۔آئی۔ڈی نے مجھ سے محمد بن عبدالوہاب کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس کا جواب نہ دے کر یہ کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں فرق یہ ہے کہ وہ ہمیں توسّل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک کہتے ہیں لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں) دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی آئی۔ڈی نے میرے لئے ایک اقرار نامہ خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا متبع ہوں میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بَری ہوں۔ آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ میں امام احمد رضا کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسّل اور استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے اور سرکار غیب جانتے ہیں اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں وہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامہ کے آخر میں میرے مطالبہ پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ بریلویت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت ہی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے۔ بعد میں مجھ سے میرے سفرِ لندن کے بارے میں پوچھا اور یہ کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے پر اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔ سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں، جس میں میں شریک تھا بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا بلکہ اتحاد اسلامی اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو رابطہ عالم اسلامی میں نمائندگی دی جائے جس طرح ندویوں وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوئی تھی۔ تیسری نشست میں جب دو نشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرار نامہ خود تیار کر چکے تو مجھ سے ایک بڑے سی۔آئی ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر، اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔ مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ائیرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستے میں نماز ظہر کے لئے موقعہ بھی نہ دیا گیا۔ اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہو گئی۔

جشن دستار فضیلت

عرس یاری اور علوی

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کا جشن دستار فضیلت، بانی دارالعلوم شیخ طریقت شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ محمد یار علی صاحب، قبلہ قادری حشمتی قدس سرہٗ کے عرس کی نورانی و روح پرور تقریبات اپنی تمام سابقہ روایات کے ساتھ ۲۲، ۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۸۶ئ کو نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منائی گئیں جس میں، ملک و ملت کے نامور، مایۂ ناز اور مقتدر علماء، مشائخ، خطباء، شعراء اور دانشوروں نے شرکت کی ان کے علاوہ کم و بیش پچاس ہزار اہل عقیدت مریدین، متوسلین اور ہر طبقہ کے زائرین نے آستانہ یار علویہ پر ذوق و شوق سے حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کیے اور اپنے دینی و مذہبی پیشواؤں کے بصیرت افروز بیانات سے بہرہ ور و مستفید ہوئے۔ ۲۲ محرم کو رات کے تقریری پروگرام میں ایک بجکر ۲۰ منٹ پر صاحب عرس کا قل شریف ہوا اس کے بعد رسم دستار بندی کی ادائیگی کا شاندار و پر مسرت سلسلہ شروع کیا گیا جس میں درس نظامیہ کے ۲۳، درجہ قرأت و تجوید کے آٹھ اور شعبہ حفظ کے دو فارغ التحصیل طلبہ کے سروں پر علماء کرام، مشائخ عظام اور دارالعلوم کے شفیق و مشفق اساتذہ نے دستار فضیلت باندھی اور انھیں نوازا۔

شعبہ نشر و اشاعت ادارہ فیض الرسول براؤں شریف (بستی)

اسلامی عالمی کانفرنس طرابلس

علامہ بدر القادری صاحب

محترم جناب ایڈیٹر صاحب

سلام مسنون .... امید کہ مزاج عالی بخیر ہوگا۔

امریکہ، لیبیا تصادم کے بعد یہ بات دنیا بھر کے مسلمانوں سے مخفی نہیں رہ گئی ہے، ہمارا وجود اسلام دشمن طاقتوں کی نظر میں کس طرح کھٹک رہا ہے، اور ایک ملت ہونے کی حیثیت سے سارے عالم کے مسلمان کن شکنجوں میں محصور ہیں، اس لحاظ سے جب کہ ہمارے کئی اہم سلگتے ہوئے مسائل عالمی پیمانے پر سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ لیبیا میں منعقد ہونے والی عالمی اسلامی کانفرنس (۱۵۔ تا۔ ۲۰ ستمبر ۸۶ء) کے بارے میں دنیا بھر کے مسلمان بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ اس لئے کانفرنس کی مکمل رپورٹ تو نہیں۔ بلکہ ایک مبصرانہ جائزہ جو سفرنامہ کے قالب میں لپٹا ہوا ہے۔ اپنے بزرگوں اور دوستوں کے کہنے پر سپرد قلم کر دیا ہے۔

مجموعی طور پر امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام، اس کے مطالعہ کے بعد خود میں زندگی کا وہ احساس تر و تازہ پائیں گے جسے اقبال نے اپنے الفاظ میں یوں ادا کیا ہے۔

جس سمت بھی چاہے صفت سیل رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سر دارا

افراد کے ہاتھوں میں ہے، اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

والسلام

اہل تعلق اور احباب کی خدمات میں سلام عرض ہے

بدر القادری غفر لہٗ
۲۴، ۹، ۸۶ء

نوٹ:۔ حسب ضرورت آپ کو حذف و اختصار کا بھی پورا اختیار ہے۔

کیسے لہرائے گا اسلام کی عظمت کا علم جب مسلمانوں میں شمشیرِ عزیمت ہی نہیں
لے یہ تبلیغ کی جنگاہ کے قرآنی سلاخ حکمت و موعظت وجذبۂ اخلاص ویقیں

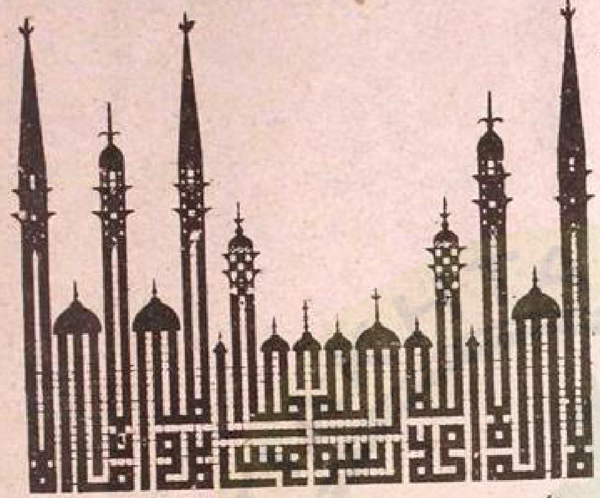
آج دنیا بھر کے مسلمانوں میں فروغِ اسلام کی کوششیں تیز ہو رہی ہیں۔ نئے زمانے کے نئے تقاضوں نے علمارِ اسلام اور مفکرین ملت کو نشاۃ ثانیہ کی جانب پیش رفت پر کمربستہ کر رکھا ہے۔ مختلف جہتوں سے اس دینِ فطرت کے حلقہ بگوشوں میں اپنے دین کے لئے کام کرنے کے جذبات بیدار ہیں متعدد تنظیمیں عالمی پیمانے پر دعوتِ اسلامی اور تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ اور ان میں سے کوئی ایسی تنظیم یا ادارہ نہیں ہے جس میں ہندوستانی خون کام نہ کر رہا ہو۔ یہ تو اس زمانے کی مسلم حقیقت ہے کہ اگر ہندوستانی مسلمانوں کو آج دیگر مسلم ممالک کی طرح وسائل مہیا ہوتے تو علمی اور تعلق مع الدین کی بنیاد پر اسے امتِ مسلمہ کی قیادت حاصل ہوتی اپنی کثرتِ تعداد میں دنیا کے تمام مسلم ملکوں سے فائق ہونے کے باوجود وہ سب سے بدحال اور مظلوم ہے مگر تمام عالمی اسلامی تنظیموں کا جائزہ لیا جائے تو ہر جگہ اس کے دم قدم سے علم وادب، تحقیق واکتشاف کی شمعیں فروزاں دکھائی دیتی ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے وطن کے ذہین وطباع اور سائنس و دوسرے علوم میں ماہر نوجوانوں کو دنیا کی بڑی طاقتیں خرید لیتی ہیں۔ شعراء اور ادباء کی فکروں کا سودا کر لیتی ہیں نتیجۃً ان کی صلاحیتوں سے ملک و وطن محروم ہو جاتا ہے اسی طرح دینی علمی میدانوں کے بھی کچھ ماہرین ہوتے ہیں جنہیں وطن میں تو چاہے کچھ ترقی کا موقع نہ نصیب ہو، مگر دور بین ادارے اور تنظیمیں انھیں اچک لیتی ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنہیں معاشی واقتصادی بدحالی ان کا دریوزہ گر بنا دیتی ہے اور یہ بولنے کی بات نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کا "اسلام" سیاست کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف اسلام ہے۔ اور دنیا میں عالمی پیمانے پر اسلامی تبلیغ کا کام کرنے والی شاید ہی کوئی ایسی تنظیم ہوگی جو اپنے کچھ الگ نظریات نہ رکھتی ہو ایسے نظریات جو جمہور امت اسلامیہ سے متصادم ہوتے ہیں، یہ ایک ایسا کلیہ ہے جس کا باآسانی تجزیہ کیا جاسکتا ہے:

جمعیتہ الدعوۃ اور دوسری عالمی تنظیموں کا فرق

سعودی تنظیمیں ہوں یا کویت قطر کے ادارے سب اس بدحالی کا شکار ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی وغیرہ، اور انٹرنیشنل اسلامک کال سوسائٹی میں فرق جو ظاہر اور اہم ہے وہ یہ ہے کہ وہ جس کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں اس کے بارے میں پہلے اچھی طرح سے اطمینان حاصل کر لیتے ہیں کہ یہ ہر طرح ہماری وہابیت کا مؤید ہے بشکل دیگر اسے یا اس جیسے کسی عالم فاضل فقیہ ومفکر اور محقق کو ان کی زبان میں مسلمان کہلانا دشوار ہے چنانچہ کچھ اور ـــ اس طرح کسی ادارہ مسجد، مدرسہ، یونیورسٹی، اسلامک سنٹر، رسالہ، اخبار کو جب تک اپنی تحویل میں نہ لے لیں ان کا قطعًا کوئی تعاون نہیں کرتے۔ چنانچہ اس کا سخت تجربہ خود راقم الحروف کو ہوا۔ اور دیگر متعدد مقامات سے بھی ایسی ہی موثق خبریں موصول ہوئیں۔ بات آگئی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیتی عرض کر دوں۔

ہم شیخ کی سنتے تھے بزرگوں سے بزرگی
جب سامنے آئے تو عمامہ کے سوا پیچ



امسٹرڈم میں نیدرلینڈ اسلامک سوسائٹی کی جدوجہد سے ۱۹۷۹ء میں "المرکزالاسلامی" بنانے کی تحریک چلی ارباب حل وعقد نے "مرکز" کے دینی امور کا ذمہ دار رجسٹرڈ طور پر مجھے قرار دیا۔ جسے تعمیری کمپنی "خرابونسکی امیورٹ" کی جانب سے تین زبانوں (انگلش عربی ڈچ) میں شائع شدہ کتاب میں بھی واضح کر دیا گیا تھا۔ ہالینڈ میں اس وقت ذمہ دار سعودی سفیر "شواف" تھے ان کے ذریعہ گفت وشنید ہوئی تو بات اس مرحلہ پر آکر رک گئی کہ سنٹر کی تعمیر کے سارے اخراجات ہم دینے کو تیار ہیں مگر سنٹر کا ڈائرکٹر ہمارا ہوگا۔ اور عملہ ہمارا کام کرے گا۔ اس پر ہالینڈ کے خوددار مسلمانوں نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ اس طرح وائس آف اسلام میگزین کی اشاعت کے سلسلہ میں مجلس عاملہ کے لوگوں نے ان سے تعاون مانگا تو انھوں نے شرط لگائی کہ مدیر مسؤل ہمارا ہوگا۔ کانفرنس کے حالات کے بیان میں اتنی باتیں اس لئے سپرد قلم کردی گئیں تاکہ معلوم ہوسکے۔ کہ ان تنظیموں اور جمعیتہ الدعوۃ میں کیا فرق ہے۔؟

جمعیتہ الدعوۃ بھی دنیا بھر کے تمام مسلمانوں میں (قادیانی اور رافضی کے علاوہ) پائے جانے والے تمام مکتبۂ فکر کے لوگوں میں کام کرتی ہے اور اسلام ومسلمانوں کی ترقی کے تمام منصوبوں میں تعاون کرتی ہے۔ اور تنظیموں سے یہ بایں لحاظ ممتاز ہے کہ یہ کسی کے عقائد پر پہرہ نہیں بٹھاتی، کانفرنسوں، اور مؤتمرات میں ہر ایک کو نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات ونظریات بیان کرنے اور دلائل پیش کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ اس سے دو عظیم فائدے ہمیں نظر آئے۔

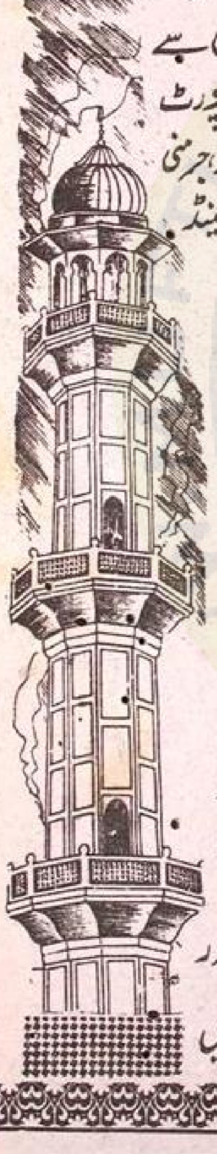
اول:۔ یہ کہ دنیا کے ہر گوشہ میں فکری بدحالی، اور ماحول کی غلاظت سے اگر کوئی بدعقیدگی کا نیا پودا ظاہر ہو تو معلوم ہوجاتا ہے۔

دوم:۔ یہ کہ علماء حق اور مفکرین اسلام کو دین صادق شریعت محمدی اور مذاہب حقہ کی توضیح وتشریح کے مواقع میسر آتے ہیں۔

اس پس منظر میں بھی یہ چیز صاف دیکھی جاسکتی ہے کہ رابطہ عالم اسلامی، اور المؤتمرالاسلامی وغیرہ کے ذمہ داران صرف اپنے معتمدین کو ہی مبلغ اسلام سمجھتے ہیں اور ان کے خیال میں اسلام صرف وہی ہے جو ان کے ذریعہ پھیل رہا ہے۔ العیاذ باللہ۔

ع   خورشید کو لاتا ہے نادان تہ داماں

جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیۃ کی تیسری عالمی کانفرنس میں شرکت کے لئے ہم حسب پروگرام شنبہ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۶ء اسٹرڈم ایئرپورٹ سے KLM 313 کے ذریعہ روانہ ہوکر سوئٹزرلینڈ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ زیورخ ZURICH اور وہاں سے LA (لیبین ایرلائن) کے ذریعہ ملانو ہوتے ہوئے طرابلس اترے۔ فندق باب البحر میں قیام ہوا اس سے قبل المؤتمر الثانی منعقدہ اگست ۱۹۸۲ء کے موقع پر یہاں آنا ہوچکا تھا۔ ایئرپورٹ سے کانفرنس کے مقام تک جگہ جگہ سبز پرچم سلیقے سے لہراتے، اور چراغاں ہوتا نظر آیا رات کے دس بج رہے تھے۔ ایئرپورٹ پر شرکار کانفرنس کے لئے مخصوص انتظامات تھے، استقبالیہ کمیٹی کے افراد نے ہوائی جہاز سے اترتے ہی مندوبین کا استقبال کیا۔ اور ایک کمرے میں بٹھا کر مشروب سے ضیافت کی ــــ ان میں سے ایک صاحب نے ہم سب مندوبین کے ٹکٹ اور پاسپورٹ لے کر خود امیگریشن اور ایئرپورٹ کی ساری کارروائیوں کی تکمیل کرائی۔ زیورخ سے ہمارے ساتھ، ڈینمارک، سوئزرلینڈ، جرمنی اور چند افریقی ممالک کے وفود بھی شامل ہوگئے تھے۔ اسٹرڈم سے روانگی کے وقت ہالینڈ کے ہمارے دو نفری وفد کے ہمراہ بلجیم کے بزرگ ترک ابراہیم یلدرم بھی تھے۔



اس موقع پر یہ بتانا غیر ضروری نہ ہوگا کہ ملانو ایئرپورٹ سے طرابلس پرواز کے لئے، رن وے سے اٹھتے وقت ہمارے ہوائی جہاز کا ٹائر خراب ہوگیا تھا۔ جس کے باعث پائلٹ اور جہاز کا پورا عملہ قدرے فکرمند تھا مگر انھوں نے مسافروں سے اپنی پریشانی کو چھپائے رکھا۔ اور طرابلس ایئرپورٹ پر اترنے کی تیاری کرتے وقت مسافروں کو ہدایت کی کہ کو جھکا کر دونوں ہاتھ سر پر رکھ لیں۔ یہ ہدایت کسی ہوائی سفر میں آج تک کبھی در پیش نہیں ہوئی تھی اس لئے اس وقت قدرے الجھن ہوئی، اور کسی طرح کا شبہ ہوا جہاز نے طرابلس میں پختہ رن وے کے بجائے گھاس پر لینڈ گیا۔ جہاز جب بالکل رک گیا تو ہم نے دیکھا کہ فائر بریگیڈ اور دیگر حفاظتی گاڑیاں رن وے کے بجائے گھاس پر ہیں۔ اور ایئرپورٹ کا پورا عملہ باہر کھڑا ہے۔ تمام لوگ پائلٹ اور ہوائی جہاز کے عملہ کو مبارکباد دینے لگے اس وقت پوچھنے پر تمام حقیقت کا علم ہوا۔ اس طرح ہمیں محسوس ہوا کہ رب کائنات کو ہمیں زمین پر زندہ رکھ کر اپنی نعمتوں سے کچھ اور سرفراز کرنا مقصود ہے۔ اور یہ ہماری جرم و خطا سے لبریز کتاب زندگی پر اپنی غفاری و ستاری کا پردہ دراز کرنا مقدر ہے

سایۂ رحمت و غفران میں کٹ جائے حیات ٭ میرے مولا یہی ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں

فندق باب البحر پہونچ کر مجھے رہائش کے لئے تیرہویں منزل پر کمرہ نمبر ۱۳۲۱ ملا۔ احباب اور اہل تعلق کی ملاقات سے فارغ ہوکر کمرہ میں پہونچ کر نماز ادا کی اور کچھ کھا پی کر سوگیا۔

موضوعات بحث کانفرنس کے اصل بنیادی عنوانات اقامۃ الدین۔ اور۔ عدم التفرق فی الدین۔ تھے۔ جن کے ماتحت اہل علم نے جو موضوعات اختیار کرکے ان پر مقالے پیش کئے۔ ان میں خاص بحثیں مندرجہ ذیل ہیں

- دعوت الی اللہ اور تبلیغ دین۔
- شوریٰ کی اہمیت۔
- اجتماعی ظلم وعدوان اور نفع اندوزی کے خلاف صف آرائی۔
- جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں رکاوٹیں۔
- علمی تقدم اور حفاظت۔ اسلامی شعائر کی محافظت اس طرح دین میں عدم تفریق کے تحت۔
- اسلام دین فطرت ہے اور وہ اپنے مصدر اصل قرآن کریم سے سمجھا جاتا ہے۔
- اسلام قوموں قبیلوں اور رنگوں کو تقویٰ کی بنیاد پر مجتمع کرتا ہے۔
- مسلمان حق کے مددگار اور ظلم وعدوان کے خلاف لڑنے والے ہیں

ایک صاحب نے اس بات پر بہت شد ومد سے زور مارا کہ مذاہب (حنفیت، شافعیت، مالکیت، وغیرہ) ہی مسلمانوں میں انتشار اور تفریق کا سبب ہیں۔ جس کے نہایت مدلل اور محکم جوابات ڈاکٹر زکی بدوی الکلیۃ الاسلامیہ لندن۔ شیخ خطاب امریکہ۔ اور ہندوستانی پاکستانی کئی علماء نے دیئے اور ثابت کیا کہ مذاہب، اسلام کے سہل وآسان اور ہر زمانے میں ممکن العمل ہونے کی علامت ہیں اور ان میں اختلاف اس وقت ہوتا جب ایک دوسرے کی تکذیب وتفسیق یا تکفیر کرتے۔ یہاں تو ایک دوسرے کا حد درجہ احترام کرتے ہیں اور مسلمانانِ عالم کو آسانی ہے کہ ان میں سے جس ایک کو چاہیں اختیار کرکے زندگی گزاریں۔ مذاہب کے حقیقی پیروکار کبھی اس کو وجہ نزاع نہیں سمجھتے۔ ویسے تو دو حقیقی مسلمان بھائی بھی کبھی کسی بات پر لڑ بیٹھتے ہیں۔ تو اسے اسلام کا قصور تو نہیں کہا جائیگا؟

اہلسنت کی نمائندگی پچھلی کانفرنس کے برخلاف اس بار نہایت مسرت مجھے اس بات کی تھی کہ اس کانفرنس میں ہمارے علماء اہل سنت اہل صحافت اور زعماء کی نمائندگی نمایاں تھی ۱۹۸۲ء میں تو میں حد درجہ تنہائی کا شکار ہوا تھا۔ اس موقع پر میں نے شدت سے محسوس کیا کہ اردو بولنے والی دنیا سے اہلسنت کی نمائندگی نہیں ہے۔ اور کسی بھرے پرے میووں اور پھلوں سے لدے ہوئے باغ کو کوؤں اور چمگادڑوں کے ہاتھ لٹتے دیکھ کر کسی احساس مند طبیعت پر جو کچھ گزرتی ہے وہی کچھ اس بار مجھ پر گزری تھی میں اور کچھ تو نہ کرسکا تھا البتہ اتنا ضرور کیا کہ طرابلس ہی سے اپنے مؤقر ومعزز علماء کو آگاہی کے خطوط روانہ کردیئے تھے۔ اس کانفرنس کے موقع پر جب مجھے یہ خبر ملی کہ اپنے احباب کرام، علماء ومفکرین کافی تعداد میں شریک ہو رہے ہیں۔ تو دل

باغ باغ ہوگیا۔ اور عالمی سطح پر ابھرنے والے کئی عفریتی فتنوں سے جو دین اسلام کی اصل صورت کو مسخ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ عملاً جہاد کا محاذ مرتب ہوتا نظر آیا۔ ہمیں اور کیا چاہیئے! اگر ہم اپنے مذہب حق کو عالمی، اسٹیجوں سے باطل تحریکوں کے علی الرغم پیش کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوسکیں خدا کرے اس قسم کی تنظیموں اور موتمرات کے ذریعہ دنیا بھر کے مسلمان الکفر ملۃ واحدۃ کی صلابت کا احساس کرکے وحدتِ کلمہ کی بنیاد پر غور کرکے ابطال باطل اور احقاق حق کی راہ پر چل پڑیں جیسا کہ میں نے "طلباء اسلام سے خطاب" نظم میں لکھا تھا۔

ہے فضائے دہر پر الحاد ولادینی محیط — عظمت لوح وقلم کی سودے بازی عام ہے
اے جوانِ صدق وصفا عدل ومروت کی قسم — پھر جہاں میں ذوالفقار حیدری کا کام ہے
خوبصورت ہے لفافہ، اور اندر کچھ نہیں — شوخیٔ انشاء ہے گر تو گوہر معنی بھی لا
دین کتاب فلسفی کے خشک مزعومے نہیں — پی مئے توحید، عشق احمد رعنا بھی لا

اردو کے حلقہ سے ہمارے جن علماء زعماء نے اس کانفرنس میں شرکت کی ان کی تفصیل یہ ہے۔

انگلینڈ سے	علامہ قمرالزماں اعظمی، جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن	مانچسٹر
	مولانا شاہد رضا نعیمی، سکریٹری الکلیتہ الاسلامیہ	لندن
	جناب مولانا غلام السیدین صاحب امام اینڈ ماسک کانفرنس	لندن
	مولانا مفتی گل رحمٰن	لندن
	مولانا محمد حنیف صاحب	انگلینڈ
	مولانا غلام جیلانی صاحب، برادر بزرگ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی	برطانیہ
ڈینمارک سے	مولانا محمود نواز ظفر مسلم کلچرل انسٹی ٹیوٹ	ڈین مارک
پاکستان	مولانا عبدالستار خاں نیازی جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء پاکستان	لاہور
	پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب	〃
اور ہندوستان سے	علامہ ارشد القادری، صدر مسلم پرسنل لار کانفرنس	دہلی
	مولانا محمد یسٰین اختر مصباحی نائب صدر مسلم 〃 〃	〃
	مولانا سید ابرار الحق صاحب کل ہند قومی ایکتا	دہلی
	جناب سید احمد بخاری نائب شاہی امام جامع مسجد	〃
	قاری محمد میاں صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ قاری	〃
	جناب م۔ افضل ایڈیٹر اخبار نو	〃

تقریباً سو ملکوں کے وفود پوری کانفرنس اپنے مقررہ موضوعات پر جاری رہی اور موضوع پر بحث و تمحیص میں علماء و مفکرین اور ماہرین فنون حصہ لیتے رہے۔ تقریباً ایک سو ملکوں کے وفود میں ساڑھے چار سو افراد نے شرکت کی۔ رنگ و نسل اور قومیتوں کی ساری فصیلیں اس وقت تڑختی نظر آتی ہیں۔ جب سوڈان، نائیجریا۔ مالی۔ حبشہ یا کسی بھی افریقی ملک کے سیاہ فام پیکر میں ایمان واسلام سے نورٌ علیٰ نور روح کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح قلب و ذہن پہ اس وقت بھی رحمت و کرم ربانی کی بارش ہونے لگتی ہے۔ جب امریکہ کینڈا فرانس جرمن یا کسی یورپین ملک کے نومسلم سے اس کے قبول اسلام کی نورانی داستان سننے میں آتی ہے۔

کتنا مسعود و مبارک ہے دلوں میں وہ دل — پیار سے آپ جسے اپنا مکاں کہتے ہیں
بلکہ جس پر وہ نگاہ غلط انداز کریں — ہم اسے عرش نشاں رشک جناں کہتے ہیں

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ — چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ — اور اللہ تو اپنا نور پورا کرنے والا ہے چاہے کافر برا مانیں

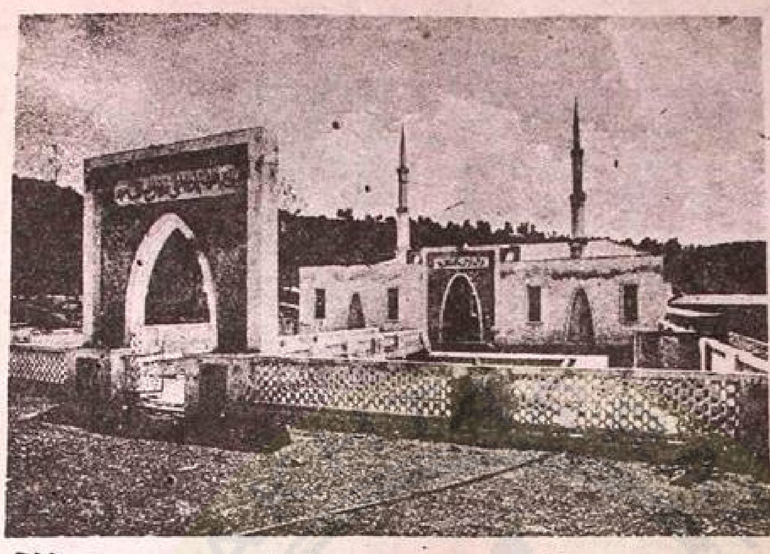
(الصف ۶۱ — ۸)

اسلام کا مقصود فقط ملت آدم بحر ابیض متوسط کی بیقرار موجیں باب البحر ہوٹل کی دیواروں پر سر ٹکرا رہی ہیں۔ مختلف ملکوں اور علاقوں سے آئے ہوئے مندوبین، علماء، مفکرین صوفیا، ذمہ داران مراکز اسلامیہ، اپنے حلقوں میں اسلامی امور اور مسلمانوں کی دینی و ملی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہیں تو ذہن و فکر پر نئے افق روشن ہو جاتے ہیں۔

فرصت کے لمحات سے فائدہ اٹھا کر ہم نے اسی موقع پر اس عالمی اجتماع میں آئے ہوئے بہت سے مندوبین سے ملاقات کر کے ان کے عقائد اور اسلام کے اساسی اصولوں پر ان کے یقین کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ بفضلہ تعالےٰ آج بھی اکثر دنیا، اسلام کے متفقہ جمہوری عقائد اہل سنت کو مانتی ہے اور رسول خدا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کو اسلام کی حشمت اول سمجھتی ہے۔

اس کانفرنس میں آنے والے جلیل القدر مشائخ میں سے شام کے مفتی اعظم احمد کفتارو، سے لوگ بہت متاثر ہوئے آپ سلسلہ نقشبندیہ کے بلند پایہ شیخ بھی ہیں۔ ہم نے ان کی مخصوص مجلس میں بھی حاضری دی اور تصوف کی قیمتی باتیں سنیں، راقم الحروف پر انھوں نے خصوصی نگاہ کرم مبذول کی اور سر پر دست شفقت رکھ کر دعاؤں سے نوازا۔ شیخ سے میری اولین ملاقات اگست ۱۹۸۲ء کی عالمی کانفرنس کے موقع پر ہوئی تھی۔ عنقریب آپ تصوف اسلامی کے موضوع پر ایک عالمی کانفرنس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح سلسلہ تیجانیہ کے کئی مشائخ کی زیارت کا شرف میسر آیا۔ چین کے وفد میں تشریف لانے والے موقر علماء سے الکلیۃ الاسلامیہ کے چینی طالب علم اسحاق یانسخے شیاؤ لونغ کے ذریعہ ملاقات کی اور چین کے مسلمانوں اور اسلامی

www.muftiakhtarrazakhan.com



شاہجہاں مسجد ٹھٹھہ (سندھ) پاکستان

احوال سے شاد کامی حاصل کی ..... اللہ اللہ دنیا نے الگ الگ قومیتوں اور حدود کی فصیلیں کھڑی کردی ہیں مگر وحدتِ کلمہ کی بنیاد پر چینی، ہو کہ جاپانی روسی، ہو کہ امریکی، حبشی ہو کہ ترکی سب شیر و شکر ہو جاتے ہیں۔

تفریق ملل حکمت افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملت آدم

نئے فتنے

کانفرنس میں دنیا بھر کے مختلف الخیال، مختلف النوع اور الگ الگ نظریات و خیالات کے لوگ موجود تھے اسلام کو جدید نظریات کے سانچوں میں فٹ کرنے والے بھی تھے۔ اور قرون اولیٰ سے تا امروز متوارث ناقابل تغیر عقائد پر مر مٹنے کا جذبہ رکھنے والے بھی، اندازہ ہوتا ہے کہ مختلف ملکوں کے مختلف حالات نے اسلام اور مسلمانوں پر دشواریوں کے نئے جھروکے کھول رکھے ہیں۔ اور قضاء و قدر پر عقیدہ کی کمزوری اور تقلید مغربیت وغیرہ اسباب نے دنیا کے بہتیرے مسلمانوں کو نئے نئے فتنوں سے قریب کر دیا ہے۔ وہ پختہ، متصلب اور ناقابل تسخیر مسلمان بن کر ان فتنوں کی کلائیاں مروڑنے کا حوصلہ تو نہیں رکھتے البتہ ان کے لئے یہ آسان نظر آتا ہے کہ اسلام ہی کو خود ساختہ خانوں میں فٹ کرنے کے لئے مسخ کر ڈالیں، مولا تعالیٰ عالم اسلام کو اس قسم کے تمام فتنوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین،

اس وقت کے الجھتے ہوئے مسائل میں مسلم دنیا کا انتشار و ابتلاء اور باہمی رسہ کشی بھی ہے اور مسلمان ہوتے ہوئے اپنے بھائیوں کے مقابلے میں کفار و مشرکین کا بے غیرتی سے تعاون کرنا۔

ع شیخ بھی بیٹھ گئے بادہ گساروں کے قریب

اقلیتی مسلم ممالک

وہ ممالک جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور جنہیں ممالک اسلامیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جب ان کا یہ رویہ ہے پھر تو اقلیتی مسلم ممالک میں اسلام دشمن عناصر کو کمزوروں سے کھل کھیلنے کی پوری آزادی مل ہی جائے گی۔ چنانچہ دیکھا جا سکتا ہے کہ بلغاریہ میں مسلمانوں پر کس طرح عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ فلپین میں ان پر کن مظالم کی ہوا چل رہی ہے۔ حتیٰ کہ ملیشیا میں،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

مسلمانوں پر ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ خود ہندوستان ہی کو دیکھئے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے مذہبی شعائر پر قدغن ہو رہی ہے ان کے شرعی قوانین متعصب غیر مسلموں کی نظر میں کانٹا بن کر کھٹک رہے ہیں۔ اور غلط عناصر اپنے فاسد پروپیگنڈے کی اسپرٹ کو جس طرح تیز تر کر رہے ہیں اس کے سبب سے پورا ملک الاؤ بنتا جا رہا ہے۔ ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے اور جمہوری قوانین کی رو سے وہاں پر ہر مذہب و ملت کو پوری آزادی ہے۔ مگر عملاً اس میں سخت دشواریاں آرہی ہیں۔ بلکہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ اس کی عبادت گاہیں اور مذہبی شعائر تک محفوظ و مامون نہیں نظر آتے۔ یقیناً یہ حکومت ہند کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔

کانفرنس نے ان مسلم اقلیتی ممالک کے خلاف بھی آواز اٹھائی اور اپنے اسلامی و ایمانی بھائیوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا جو کسی بھی ملک میں اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں یا ان پر مظالم ہو رہے ہیں۔

مسئلہ افغانستان اسی طرح افغانستان پر روسی جارحیت کا سلسلہ بند کرنے کے لئے بھی ایوان کانفرنس میں شدید مطالبے ہوئے۔ اور کئی ملین پناہ گزین جو پاکستان کے رحم و کرم پر شام و سحر کر رہے ہیں وہ موجودہ دنیا کا سب سے بڑا مظلوم رفیوجی کیمپ ہے۔ کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ افغانستان سے غیر ملکی تسلط ختم ہو، اور امن و امان کے بعد دوسری جگہوں پر پناہ گزیں باشندے خوشی خوشی اپنے وطن واپس آئیں۔

ایران عراق جنگ سب سے دردناک المیہ جس پر کانفرنس ہال میں بار بار مطالبات کئے گئے وہ ایران عراق جنگ کا لمبا سلسلہ ہے۔ سامراجی طاقتیں ان کو اپنے حصول مقصد کا آلۂ کار بنا کر لڑا رہی ہیں اور خون ناحق سے زمین کا سینہ انسانی خون کے بوجھ سے تھک رہی ہے۔ سب نے بالاتفاق جلد از جلد اس جنگ کو غیر مشروط طور پر بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف سب سے بڑا احصار مجموعی اعتبار سے کانفرنس میں شرکت کرنے والے ہر مندوب کا سینہ اس احساس سے لبریز تھا کہ آج دنیا کی تمام مسلم حکومتوں میں کسی میں بھی سامراجیت، صیہونیت، اور نصرانیت کے خلاف عملاً جہادی وہ اسپرٹ موجود نہیں ہے جو لیبیا اور لیبین بچے بچے میں پائی جاتی ہے اسی خطرہ کو محسوس کر کے دنیا کی سپر پاور حکومت امریکہ اور اس کے حلیفوں نے لیبیا کے خلاف کھلم کھلا جارحانہ اقدام کیا۔ اور اقتصادی بائیکاٹ کر کے اسے مفلوج کرنے کی کوشش کی، اس تیسری کانفرنس کی ایک نشست لیبیا کے قائد الثورة العقید معمر القذافی صاحب نے بھی تقریر کی، اور نہایت جرأت مندی سے مسلم دنیا کی زبوں حالی کا تجزیہ کیا۔ دینی و مذہبی امور میں ان کے مخصوص خیالات سے قطع نظر سیاسی معاملات اور مسلم دشمن عالمی تحریکوں کی ریشہ کاریوں کے علی الرغم انھوں نے جو کچھ کہا وہ نہایت جرأت و ہمت کی بات تھی۔ مندوبین کانفرنس نے ان کی وہ رہائش گاہ بھی دیکھی جہاں



ان کے خانوادہ پر امریکی بم گرایا گیا تھا اور پوری عمارت الکٹرونک شعاعوں سے ادھڑ گئی۔ اس پس منظر میں جب کہ سعودیہ اور اکثر عرب ممالک، ادھر مراکش امریکی اور یورپین ممالک کے آلۂ کار بن گئے ہیں۔ مصر اسرائیل سے دوستی کا ہاتھ ملا رہا ہے اور امریکہ کے ساتھ مل کر بحر ابیض میں فوجی مشقیں کر رہا ہے۔ پاکستان بھی اپنی عافیت طلبی میں انہیں طاقتوں کا دم بھر رہا ہے ان عالمی سامراجیوں کے خلاف آواز اٹھانا جان جوکھوں ڈالنا ہے۔

جو بات لیبیا میں داخل ہونے والا ہر شخص کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ ملک فواحش و منکرات اور نسلوں کو آوارہ بنانے والی تمام آلائشوں سے پاک ہے۔ تمام عرب ملکوں کے ماحول میں اور لیبیا میں یہ بھی بہت بڑا فرق ہے کہ یہاں کا ہر فرد اپنی جگہ سپاہی ہے۔ عورت، مرد، لڑکے لڑکیاں سب تربیت یافتہ فوجی ہیں،

کرنل قذافی نے اپنی تقریر میں امریکن اور یورپین، ملکوں کے اس الزام کا کہ لیبیا دہشت گرد ہے۔ جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں حلم و مروّت کا پابند ہونا چاہئے۔ اور یقیناً ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ آبادیوں پر بم گرانا۔ جہازوں کا اغوا کرنا، چھاپے مارنا اور ہلاکت خیزی کرنا ہمارا کام نہیں۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں اس قسم کے سارے الزامات دشمنوں کی اختراع ہیں۔ ہاں البتہ ہم بزدل نہیں۔ اور کسی بھی ظالم و جابر قوت کے سامنے جھکنا ہمارا شیوہ نہیں۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کی سرخروئی کے خواہاں ہیں۔ ہم خود پُر امن ہیں۔ اور دنیا کو پُر امن دیکھنا چاہتے ہیں۔

فرصت کے لمحات

مجھے بہت عرصہ بعد علماء اہلسنت میں سے مذکورہ بالا شخصیتوں اور احباب کا اس طرح اجتماع میسر آیا تھا۔ اس لئے فرصت کے اوقات میں نشستیں، گفت و شنید، اور مسائل حاضرہ پر تبصرے ہوتے رہے۔ ہندستانی وفد میں شاہی امام سید عبداللہ بخاری صاحب کے جواں عزم، دردمند مخلص اور جرأت شعار صاحبزادے سید احمد بخاری سے مل کر مجھے بڑی مسرت ہوئی، خدا کرے ہماری نسل جواں میں ایسے افراد سے ملک کی خدمات جلیلہ انجام پائیں، — آمین۔

واپسی کانفرنس ۲۰ ستمبر کو ختم ہوگئی، اور مندوبین واپس ہونے لگے۔ میرا ارادہ یہاں سے عمرہ کرتے ہوئے ہالینڈ جانے کا تھا مگر ایک تو ویزا کی دشواری دوسرے احباب میں سے کسی کو ہمراہ نہ پا کر مجبوراً اس سے بھی محروم رہ گیا۔ بحر ابیض کی موجوں میں ۲۲ ستمبر ہی سے بہت شدت آچکی تھی تیرہویں منزل پر تھپیڑوں کا شور رات بھر کھڑکیوں کو دستک دیتا رہا۔ صبح پانچ بجے اٹھ کر غسل اور نماز فجر سے فارغ ہو کر سمت سمندر کا دروازہ کھولا تو طوفانی ہوا کا جھونکا مجھے دور تک کمرہ کے اندر ڈھکیل لے گیا۔ خیال آیا کے اسی سمندر میں آگے چل کر چند کلو میٹر کے فاصلے پر امریکی بحری بیڑہ اپنی فوجی مشقیں کر رہا ہے۔ آخر یہ کیسا اندھیر ہے کہ کسی باعزت کو اپنے گھر میں سکون کی نیند لینا بھی مادی عفریتوں کی آنکھ میں کھٹکتا ہے۔ اور ساری دنیا تماشائی بنی دیکھتی ہے۔ طرابلس میں مولائی محمد کی جامع مسجد کی طرف رخ کرتے ہوئے میرے قلب غریب الدیار سے دعا نکل کر یا خدا ہم تمام مسلمانان عالم کو قرآن و سنت کی حقیقی تعلیم کا پیرو بنا کر سرور کونین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم الخ کے صحابۂ عدول، اور آل رسول کا نقش قدم عطا فرما، اور افکار عالم سے بانیاز کر دے۔ آمین۔

پھر ہم کو اسی سینۂ روشن میں چھپا لے
اے مہر جہاں تاب نہ کر ہم کو فراموش

اسی روز طرابلس سے ہماری فلائٹ ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر تھی جو کچھ تاخیر سے چل کر ۲ بجے امسٹرڈم پہونچ گئی اور بغیر اطلاع دیئے یک بیک گھر پہونچا تو اہل خانہ متعجب تھے۔ اور مسرور بھی۔



چہرۂ زیبا ترا احمد رضا
آئینہ ہے حق نما احمد رضا
غوثِ اعظم مظہرِ شاہِ رُسل
ان کا تو مظہر ہوا احمد رضا

علم تیرا بحرِ ناپیدا کنار
ظلِ علمِ مرتضیٰ احمد رضا
تیرے مرشد حضرتِ آلِ رسول
ان کو تجھ پہ ناز تھا احمد رضا
اپنے برکاتی گھرانے کا چراغ
تجھ کو نوری نے کہا احمد رضا
سُنّیوں پر یہ ترا احسان ہے
اپنے دامن میں لیا احمد رضا
سنیت کی آبرو دم سے ترے
اب بھی قائم ہے شہا احمد رضا
جب بھی کوئی مرحلہ آکر پڑا
تو نے عُقدہ حل کیا احمد رضا
نعرۂ شیرانہ جب گونجا ترا
قلبِ نجدی پھٹ گیا احمد رضا
نام لیوا دید کے مشتاق ہیں
کھول دے چہرہ ذرا احمد رضا
مفتیٔ اعظم ہوئے واصل بحق
ان سے راضی ہو خدا احمد رضا
تیری الفت میرے مرشد نے مجھے
دی ہے گھٹی میں پلا احمد رضا
یاد کرتا ہے تجھے تیرا حسن
اس کے حق میں کر دعا احمد رضا

چشم و چراغ
مارہرہ
حضرت علامہ شاہ
سید حسن میاں
دامت برکاتہم القدسیہ
سجادہ نشین
آستانۂ برکاتیہ
مارہرہ مطہرہ

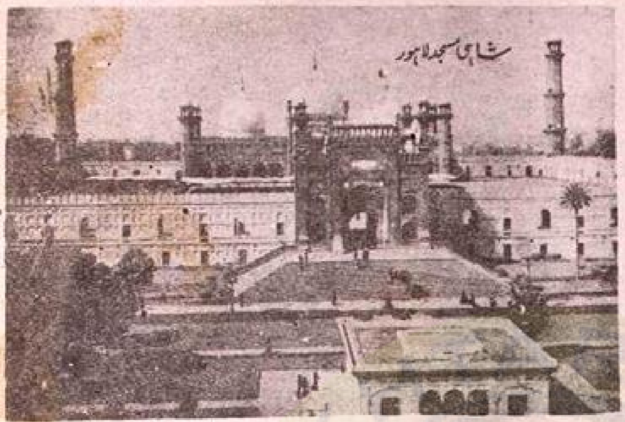


غلاف کعبہ کا، خوبصورت، گوشہ

تعدد ازدواج اور مغربی تہذیب کے شگوفے

عبدالرزاق شمسی

اسلام کے نزدیک اخلاقی اور سماجی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر تعدد ازدواج جائز ہے یاد رہے یہ کوئی حکم یا لازمی فریضہ نہیں جس کی تعمیل ہر فرد بشر پر ضروری قرار پائے بلکہ عفت و پاکدامنی اور سماجی ارتقار و عروج کے لئے تعدد ازدواج کا راستہ کھلا ہوا رکھا گیا ہے۔ جو چاہے اسے اختیار کرے اور جو چاہے نہیں اختیار کرے۔ مگر اسلام نے اس اجازت کو یونہی آزاد نہیں چھوڑ رکھا ہے بلکہ اس کے ساتھ شرط یہ لگائی ہے کہ اس سے وہی شخص فائدہ اٹھانے کا حقدار ہو سکتا ہے جو بیویوں کے حقوق ادا کرنے میں عدل و انصاف سے کام لے سکے۔ اسلام کی نگاہ میں یہ بہت بڑا جرم ہے کہ کوئی شخص دوسری شادی کر لینے کے بعد اپنی سابقہ بیوی سے اس



طرح بے تعلق ہو جائے کہ جیسے وہ اس کا شوہر ہے ہی نہیں، جو شخص بیویوں کے درمیان عدل قائم کرنے پر قادر نہ ہو اسے اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔ اسلامی اسٹیٹ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی معقول سرزنش کرے اور اس کو سادھنے کے لئے ضروری ضابطے اور دستور عمل میں لائے جو تعدد ازدواج سے غلط فائدے اٹھانے کی کوششیں کریں۔

بہت سے واقعات و حالات ایسے پیش آجاتے کہ ایک شخص جائز طور پر دوسری شادی کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کی بیوی ہمیشہ مرض ہی میں مبتلا رہتی ہے اور اس کی صحت و سلامتی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ مرد اس کے ساتھ اپنے فطری مطالبات پورا کر سکے ایسی صورت میں اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہر شخص اپنی فطرت سے لڑائی مول لینے میں کامیاب ہو ہی جائیگا کم سے کم اسلام اس کا توقع نہیں رکھتا کہ ایسی صورت میں ہر شخص اپنی فطرت کو زیر کرنے میں کامیاب ہو ہی جائیگا

سینکڑوں میں ایک دو ایسے نکل سکتے ہیں جو ایسی سنگین حالت میں اپنے آپ پر پورا قابو رکھ سکیں اور زنا بدترین گناہ سے خود کو محفوظ رکھ سکیں اب جانی ہوئی بات ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے جائز طریقہ پر اپنے فطری مطالبات پورا کرنے کی راہیں مسدود ہوں گی اور قانوناً دوسری شادی کرنا جرم قرار دیا جائے گا تو وہ مجبور ہوں گے گناہ کے راستے اختیار کریں اور ایک پاکیزہ سماج کو اپنی لغزشوں سے متعفن کردیں۔

یہ تو سمجھانے کے لئے محض ایک مثال تھی ورنہ بعض اوقات بے شمار ایسی کٹھن منزل آجاتی ہے کہ بالکل صحیح طور پر ایک مرد کے لئے دوسری شادی کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک بیوی کی موجودگی میں مرد کی طبیعت کا میلان دوسری عورت کی طرف ہوجائے۔ آپ اگر انسانی فطرت سے جنگ کرنے پر آمادہ ہی ہیں اور ایسی صورت پیش آجانے پر کوئی ایسی راہ نہیں نکال سکتے جس سے اس جذبے کی تسکین کے لئے کوئی جائز صورت نکل سکے تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ انسانی، فطرت بغاوت کرے گی اور ناجائز راہیں تلاش کرکے سماج میں گندگی اور ناپاکی پھیلا دے گی۔ اسلام اجازت دیتا ہے کہ ایسی صورت میں مرد دوسری شادی کرے اور شریفوں کی طرح سماج میں زندگی گذارے اور معاشرہ کی ترقی و بلندی کے لئے ایک بہترین معاون کا ثبوت دے لیکن دونوں کے حقوق عدل کے ساتھ ادا کرے۔ اس اجازت کو بالکل بے قید نہیں کردیا گیا ہے بلکہ اس کی انتہائی حد مقرر کردی گئی ہے:

آپ سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور و فکر کریں گے تو اس کی پوری حقیقت سمجھ میں آجائے گی۔ آیا مرد کو ایک سے زائد عورتوں کے ساتھ آزاد جنسی تعلق کی اجازت ہونی چاہیے یا نہیں اور اگر ہونی چاہئے تو اس کے شرائط و حدود کیا ہوں — مغربی تہذیب کا فتویٰ یہ ہے کہ مرد جتنی بھی عورتوں کے ساتھ چاہیے آزاد جنسی تعلق قائم رکھ سکتا ہے اس کے لئے صرف شرط یہ ہے کہ طرفین رضامند ہوں۔ اس کے بعد مرد پر کوئی پابندی نہیں ہوگی اور نہ کسی قسم کا نان و نفقہ عائد ہوگا۔ مگر جب شادی کرنا چاہتا ہے تو بس ایک ہی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت ہوگی۔ ایک سے زائد عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی جیسا کہ ہندو میرج ایکٹ ۱۹۵۵ء میں ہے جس کا عوامی نام ہندو کوڈ بھی ہے یہ کوڈ آج بھی حکومت ہند میں جوں کا توں نافذ العمل ہے

ہندو کوڈ میں یہی بتایا گیا ہے کہ ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی جاسکتی۔ دوسری شادی کرنے پر انڈین پینل کوڈ میں سات سال قید بامشقت کی سزا تجویز کی گئی ہے مغربی تہذیب کا یہی رجحان ہے کہ مرد ایک بیوی کے علاوہ جتنی عورت سے چاہے بیوی بنائے بغیر جنسی تعلق قائم رکھ سکتا ہے اس صورت میں اس پر عورت کے لئے نہ نان و نفقہ کا فریضہ عائد ہوگا۔ اور نہ مکان و رہائش کی کوئی ذمہ داری ہوگی۔ نہ ہونے والی اولاد کی پرورش و پرداخت اور کفالت و تربیت کی کوئی ذمہ داری ہوگی۔ اور نہ ہی وہ اس مرد کی جائیداد میں حصہ دار ہوگی مغربی تہذیب کے نزدیک یہ صورت عیاشی اور ظلم کی نہیں

بلکہ عین تہذیب وشائستگی اور عورت اور اس کی ہونے والی اولاد کے حق میں سراپا عدل والضاف ہے اس کے برعکس اگر کوئی شخص اس عیاشی وزناکاری کو ناپسند کرتا ہے اور ایک عورت کے رہتے ہوئے جائز طور پر دوسری شادی کرلیتا ہے اور عورت کا نان ونفقہ اور اس کی اولاد کی پوری پوری ذمیداریاں بھی قبول کرلیتا ہے تو مغربی تہذیب کے عیاشوں اور بدمعاشوں کے نزدیک یہ صورت غیر مہذب، عیاشی اور عورتوں پر ظلم کے مترادف ہے۔

خرد کا نام جنوں پڑگیا جنوں کا خرد ـــــــ

کون ہے جو اس طرز فکر کو افراد اور معاشرہ وسوسائیٹی کے حق میں صالح اور تعمیری قرار دے سکتا ہے۔ کوئی پوچھے مغربی تہذیب کے ان عیاشوں سے ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ تعدد ازدواج کی جائز راہ مسدود کردیں۔

مگر مغربی تہذیب کے برخلاف اسلام سراسر تقویٰ اور استعفاف کا دین ہے وہ آزاد جنسی تعلق اور عیاشی وزنا کو بدترین گناہ اور ناقابل جرم قرار دیتا ہے وہ ایسی چیز کو تہذیب وتمدن، اخلاق وکردار، معاشرہ وسوسائیٹی، صحت وسکون، دینا وآخرت سب کے لئے تباہ کن اور نظام خاندان کو درہم برہم کردینے والی اور نئی نسل کو قعر ذلت ڈھکیل دینے والی تصور کرتا ہے۔ ایسے تعلقات بدکرداری اور ہوسناکی ہی نہیں بلکہ عورتوں اور اس کی اولاد کے ساتھ صریح ظلم بھی ہے۔ کیونکہ عورت کی عفت وپاکدامنی لٹ جانے کے بعد وہ عورت اور اس کی اولاد ہمیشہ کے لئے بے سہارا ہوجاتی ہے جبکہ اسلام عورتوں کا سب سے زیادہ احترام کرنا سکھاتا ہے۔ اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ کوئی شادی شدہ مرد اس طرح کی گندگی و ناپاکی پھیلائے تو اسکی سزا موت "رجم" ہے۔

اسلام کی رو سے جنسی تعلق کی وہی صورت صحیح ہے جو انسان کو آوارہ و بدچلن نہ بنا دے۔ جس سے خاندان کا نظام استوار ہو۔ گھر کا بہترین ماحول قائم ہو مرد وعورت اور اولاد سب کے حقوق بحال ہوں نئی نسل کا تحفظ اور اس کی ترقی وعروج کا بہترین نظم ونسق ہو اور یہ اس صورت میں ممکن ہوسکتی ہے جب کہ تعدد ازدواج کو قانوناً تسلیم کرلیا جائے اور اس پر کماحقہ عمل اختیار کیا جائے۔

اسلام زنا اور عیاشی کے انسداد کے لئے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیتا ہے اگر کوئی مرد کسی مجبوری کی وجہ سے مزید کسی عورت سے جنسی تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ شریفوں کی طرح اس سے شادی کرے اور عورت اور اس کی اولاد کے حقوق کماحقہ ادا کرے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی سابقہ بیوی اور اس کی اولاد کے ساتھ عدل وانصاف قائم کرے۔

پھر تعدد ازدواج صرف تعمیری کام نہیں ہے بلکہ اس سے ان نادار ویتیم لڑکیوں کے مسئلوں کا حل نکل آتا ہے۔ جنہیں کسی وجہ سے اچھے رشتے نہیں ملتے ہیں ان بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کا گھر بھی سنور جاتا ہے جنہیں غیر شادی شدہ مرد کم پسند کرتے ہیں میدان جہاد کے نتیجے میں مردوں کی تعداد گھٹ جانے اور عورتوں کی تعداد بڑھ جانے کی پیچیدہ صورت حال کا بھی عمدہ علاج ہے اور ان مردوں کے مسائل کا بہترین حل بھی ہے جن کی بیویاں لاولد، یا دائم المریض ہیں اس صورت میں عورتوں کو طلاق کی خباثتوں سے بھی بچایا جاسکتا ہے

تعدد ازدواج کی بے شمار خوبیوں کا تعارف اس حقیقت کی رہنمائی کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت کتنا حقیقت پسندانا، کتنا مفید، کتنا عدل و مساوات اور کتنا تعمیری و صالح قانون ہے۔ اس قانون کا تو حق یہ تھا کہ اسے اپنا کر پورے ملک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس کا نفاذ کیا جاتا۔ اور اس کی گوناگوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا مگر یہ کسی قدر رنج و افسوس کی بات ہے کہ منسوخ کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ تعدد ازدواج کی منسوخ کوئی بھی بالغ نظر شخص بالخصوص مسلمان نہیں کرسکتا۔ ایک سے زائد عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت پر عیسائیت یہودیت، ہندوئیت اور اسلام کا اتفاق ہے اور یہ تمام، مذاہب تعدد ازدواج کو صالح اور تعمیری قانون تسلیم کرتے ہیں۔ یہ الگ سی بات ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر اور مذاہب کے یہاں اس سلسلے میں کوئی شرائط اور حدود متعین نہیں ہیں۔ جب کہ اسلام نے غیر محدود اجازت کو محدود اور غیر مشروط کو مشروط کر کے پوری دنیا کو تعدد ازدواج کی خوبیوں سے مالامال کر دیا ہے اور اسلام نے وہ حد متعین کر دی ہے کہ زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت ہوگی اس شرط کے ساتھ کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کیا جائے گا۔

اِنتقالِ پُرملال

● بریلی شریف سے عرس رضوی سے وطن واپس ہوتے ہوئے جناب عبدالغفور صاحب کانپوری ٹرک حادثہ میں انتقال فرماگئے۔

ادارہ ان کے احباب کے غم میں برابر کا شریک ہے علامہ ازہری صاحب دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

● جناب صوفی عبدالتحیات صاحب ۶؍اکتوبر کو انتقال فرماگئے مرحوم صوفی صاحب حضرت صدرالافاضل وحضرت مولانا عبدالقیوم صاحب بدایونی کے خلیفہ تھے ادارہ مرحوم کے لیے دعاگو ہے

● محمد شفیع قریشی کاٹھوی نے اطلاع دی ہے کہ ان کے دس سالہ فرزند غلام مصطفیٰ ۱۳؍ اکتوبر کو دریا میں ڈوب کر فوت ہوگئے۔

ادارہ مرحوم کے لیے دعاگو ہے

مولوی محمد یاسین علی عثمانی بدایوں



اولیاء اللہ کی پہچان

اولیاء اللہ وہ ہیں، جنہیں دیکھنے سے خدا یاد آجائے قرآن کریم نے اولیاء کرام کو متقی، مومن، مقرب، اہل الذکر اور عباد الرحمٰن کے الفاظ سے خطاب کیا ہے اور ارشاد فرمایا (الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون)

اولیاء اللہ کے لئے مومن کامل اور متقی ہونا ضروری ہے قرآن کی رو سے متقی وہ ہے، جس کا اللہ تعالٰے اور اس کے رسولوں اور فرشتوں پر ایمان ہو ہر نماز کو ہر وقت اور باشرائط ادا کرتا ہو جو نعمتیں اللہ تعالٰے اسے عطا کرے انہیں اللہ تعالٰے کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرتا ہو۔ موت کے بعد کے حالات اور آخرت کے تمام امور پر یقین کامل رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے محبت اس حد تک کرتا ہو کہ فنا فی الرسول کے درجہ تک پہونچ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرمان اور لاجواب حیات پاک پر ہر وقت نظر رکھتا ہو اور زندگی کے ہر موڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اس طرح کرتا ہو کہ دیکھنے والوں کو وہی نقشہ اور وہی رنگ نظر آنے لگے ایسی حالت میں اللہ تعالٰے بھی اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میں نے اس بندے کو اپنا دوست بنا لیا ہے تم بھی اس سے محبت کرو جب اللہ تعالٰے کسی بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہے تو ہر چیز اس بندے کے قبضہ میں آجاتی ہے اسے اختیار دے دیا جاتا ہے جس شے کو جس طرح چاہے استعمال کرے کیونکہ وہ اللہ تعالٰے کی رضا پر راضی ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اللہ تعالٰے کی منشا کے مطابق اس کی دی ہوئی نعمتوں کو تقسیم کرتا ہے۔

پروردگار عالم کی ساری نعمتیں اولیاء کرام کو نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی وساطت سے ملتی ہیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالٰے نعمتوں کا عطا

کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

اولیا ءکرام کی نظر باطن پر ہوتی ہے وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتے ہیں ان کی نظر کے سامنے مادی چیزیں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتیں اس لئے ہر شے کی حقیقت انہیں معلوم ہوتی ہے مگر حکم الٰہی جب تک نہ ہو وہ کوئی بات یا کام نہیں کر سکتے اور جو بات وہ کرتے ہیں وہ اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ان کے کلام میں اثر ہوتا ہے اور ان کی صحبت انسان کو صرف انسان ہی نہیں بلکہ مرد کامل بنا دیتی ہے یہی لوگ بہترین امت ہیں مقبولان خدا ہیں۔ دنیا انہیں اللہ والوں کے نفس نفیس سے قائم ہے اور وہ صلاۃ دائمی میں قائم ہیں ان کے ہی متعلق خبر دی گئی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا ان سے انس رکھنے والا بدنصیب نہیں ہوتا ہے اور جس کو انہوں نے اپنی محبت سے نواز دیا وہ ناکام نہیں ہوتا اولیاء کرام اللہ کے دربار کے ہم نشین ہیں جس وقت ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالےٰ یاد آئے۔ جس شخص نے ان کو پہچان لیا اس نے خالق حقیقی کو پالیا۔ ان کی نظر دوا ہے ان کا کلام شفا ہے ان کی صحبت روشنی اور حسن ہے جس نے ان کے ظاہر کو دیکھا وہ ناکام ہوا اور نقصان میں رہا لیکن جس نے ان کے باطن کو دیکھا اس نے نجات پائی اور کامیاب رہا۔

اولیاء اللہ کو اگر آپس میں کلام کرتا دیکھا جائے تو وہ آمنے سامنے خاموش بیٹھے رہتے ہیں لیکن دلوں میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ پاس بیٹھنے والوں کو ان کی باتوں کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اسی طرح جب یہ بزرگوں کے مزارات پر بیٹھ کر مراقبہ کرتے ہیں۔ تو بیحد مسائل حل کرتے ہیں۔ جن حضرات کے تعلقات آپس میں بڑھ جاتے ہیں پھر انہیں پاس بیٹھنے اور ایک دوسرے کے پاس حاضری دینے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

بلکہ دور و دراز کے فاصلہ سے ہی آپس میں گفتگو کر لیتے ہیں۔ بہر حال عوام جب تک ان حقائق کو نہیں سمجھ سکتے جب تک وہ کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرکے ان سے فیوض باطنی حاصل نہ کریں اولیاء کرام سے تعلق قائم کرنے کے بعد ہی ان کی شخصیت اور ان کے مقام کو سمجھا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلہ۔ یعنی قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اس وسیلہ سے مراد اولیاء کرام ہیں اولیاء کرام ہی کا وہ وسیلہ ہے۔ جس کو تلاش کرنے اور ڈھونڈنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جو ہمیں قرآن کریم کے اس مفہوم سے آگاہ کرتے ہیں جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتایا تھا۔ اور جس پر عمل کرنے سے وہ قرب الٰہی کے اس مقام پر پہنچے جس پر امت کے اولیا کرام کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی یہ ایک مسلم حقیقت کہ صحابہ کرام تمام اولیاء کرام سے اعلیٰ افضل ہیں۔

قرآن کریم صرف وسیلہ ہی تلاش کرنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ صادقین کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید بھی فرماتا ہے۔ "کونوا مع الصادقین" نے اس امر کی وضاحت کردی ہے کہ وسیلہ سے مراد صادقین اور

اولیاء اللہ ہیں۔
تبلیغ اسلام کا اور دعوت توحید کا جو فرض۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کے ذمہ تھا اور جس فرض کو لاکھوں انبیاء کرام نے سرانجام دیا اب وہ فرض رسول اکرم کی امت کے علماء کرام و اولیاء عظام کے ذمہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں" اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب علماء صحیح العقیدہ اور باعمل ہوں۔ بالعموم دینی علم حاصل کر لینے کے بعد ہی تربیت نفس، تزکیہ روح و تصفیہ دل ہوتا ہے اور اس کے بعد ہی درجہ ولایت حاصل ہوتا ہے ابلیس علم کی فراوانی سے معلم الملکوت بنا مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے راندۂ درگاہ الٰہی ہو گیا۔ صرف علم حاصل کر لینے یا علم دوسروں کو پڑھا دینے سے تزکیۂ نفس حاصل نہیں ہوتا جب تک اس علم پر اس طریق سے عمل سے نہ کیا جائے جس طرح اللہ کے رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے علم سیکھ کر عمل کیا تھا اور آج تک اللہ کے صالحین بندے عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ورضوا عنہ۔۔۔
اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

مولوی سید ظفر احمد گونڈہ

نزول قرآن کریم



جہاں رمضان المبارک کی بے حد و بے شمار فضیلتیں ہیں وہیں اس کی اہم فضیلت یہ بھی ہے کہ اس عظمت و برکت والے مہینہ میں خداوند عالم کی باعظمت کتاب انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی رمضان المبارک کی ۱۷ر تاریخ ایک ایسی تاریخ سعید ہے جس مقدس تاریخ سے قرآن کریم کا نزول رحمۃ اللعلمین عالم ماکان وَمَایکون پر شروع ہوا۔ اگرچہ کچھ دوسری روایتیں ۲۴، ۲۷ر رمضان کی طرف اشارہ کر رہی ہیں مگر ۱۷ر کی روایت زیادہ قوی سمجھی جاتی ہے قرآن مقدس کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے کہ وہ جس ماہ میں نازل ہوا خود اس کی شہادت دے رہا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآن ہ "ترجمہ" رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مقدس نازل کیا گیا، ۱۷ر رمضان کی تاریخ سعید کی تصدیق سورۃ انعام شریف کی یہ آیت مبارکہ کر رہی ہے، اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ "ترجمہ" اگر تم ایمان لائے ہوئے اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں "ترجمہ رضویہ" اس دن روز بدر مراد ہے غزوہ بدر ۱۷ر یا ۱۹ر رمضان المبارک کو پیش آیا۔ قرآن مجید نے اس دن کو یوم الفرقان سے یاد کیا ہے اور قرآن پاک کو بھی فرقان کہا گیا ہے آج بھی بعض اسلامی ممالک میں ۱۷ر رمضان المبارک کو یوم نزول قرآن مبارک منایا جاتا ہے ہم اہل ہند اس سے کس قدر غافل ہیں، ہمیں بھی چاہیئے کہ اس مبارک وسعید تاریخ کو یوم نزول قرآن منائیں اس سے زیادہ ہمارے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے قرآن کریم میں بے شمار حکمت ومصلحت ہے ازاں جملہ حکمت یہ بھی ہے اس حکمت والی کتاب کو بالتدریج نازل کیا گیا جس کی گواہی

خود اسی کتاب سے لیجئے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا"، اور قرآن ہم نے جدا جدا کرکے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے بالتدریج رہ رہ کر اتارا۔" ترجمہ رضویہ" رہ رہ کر نازل کرنے میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ جس اعتبار سے مصلحتیں حوادث پیش آتے رہے اس کا نزول ہوتا رہا تاکہ اس کے مضامین بآسانی سننے والوں کو ذہن نشین ہوتے رہیں دوسری آیت میں ہے "وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً"، اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا گیا"، کفار کا یہ اعتراض تھا کہ قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل کیا گیا جیسا کہ اگلی کتابیں نازل ہوئیں اس کا رد کیا گیا کہ ان کا اعتراض بالکل فضول ہے اس لئے کہ قرآن کا معجزہ محتج بہ ہونا ہر حال میں یکساں ہے خواہ وہ یکبارگی نازل ہو خواہ بالتدریج ہاں بالتدریج اترنے میں اس کے اعجاز کا اور بھی کامل اظہار ہے، اس لئے کہ جب ایک آیت کا نزول ہوا پھر اس کا چیلنج ہوا ساری دنیا اس سے عاجز ہو گئی پھر دوسری آیت کا نزول ہوا اور اس کا اعجاز ظاہر ہوا اس طرح برابر آیت آیت ہو کر قرآن پاک نازل ہوتا رہا اور اس کی بے مثالی اور خلق کی عاجزی ظاہر ہوتی رہی اور پیام ربانی کا یہ سلسلہ جاری رہنے سے حضور سید عالم کے دل کو تسکین ہوتی رہی اور کافروں کو ہر ہر موقع پر جواب ملتے رہے علاوہ بریں ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کا حفظ کرنا سہل اور آسانی ہے۔ سب سے پہلی وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ غار حرا میں ۱۷ر رمضان المبارک سنہ نبوی سے شروع ہو کر اواسط ماہ صفر سنہ ھ کے آخری دنوں میں ختم ہوئی اور یہ مقدس کتاب تقریباً ۲۳ سال کی مدت میں مکمل ہو گئی وحی کے ذریعہ آئے ہوئے اللہ کے اس پیغام کو اللہ کے رسول ڈنکے کی چوٹ پر لوگوں کو سناتے رہے اور صحابہ کرام کو یاد کراتے رہے اور بتاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت کی فلاں آیت کے بعد یاد کی جائے نیز اس اعتبار سے آیات منزلہ کی کتابت بھی ہوتی رہتی تھی کتابت کا کام اونٹ کی جھلیوں اور شانہ کی ہڈیوں پر ہوتی تھی۔ کاغذ اگرچہ اس وقت موجود تھا، پھر بھی کتابت اس پر نہیں کی گئی۔ اولاً تو کمیاب تھا، دوسرے یہ کہ کاغذ پر تحریر اتنی محفوظ نہیں رہ سکتی تھی جتنی ان مذکورہ چیزوں پر تحریر و کتابت کا کام بھی بہت ہی ذہین اور ہوشیار صحابہ کو سپرد کیا گیا تھا۔ جن میں قابل ذکر ہیں اول المسلمین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنکے سپرد وحی کو لکھنے کا کام دیا گیا تھا۔ تاریخ قرآن کے لکھنے والے ان کو کاتبان وحی کے نام سے یاد کرتے ہیں، کس قدر اہتمام تھا کہ ایک طرف حضور نبی کریم پر نزول جو کبھی بھولنے والے نہیں پھر صحابہ کو یاد کراتے پھر اس کی کتابت ہوتی کس قدر کافی وشافی انتظام تھا۔ نیز ہر سال جبرئیل علیہ السلام حضور کو قرآن سناتے تھے وصال مبارکہ کے سال رمضان المبارک

میں دو مرتبہ قرآن کو دہرایا گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے اپنے دورِ خلافت میں نماز تراویح میں پورا قرآن سنت نبوی کے عین مطابق جماعت کے ساتھ سننے اور سنانے کا قاعدہ جاری کیا اس کی برکت ہے آج حفاظ کرام رمضان المبارک میں نیز لوگ دینی و دنیوی فائدہ حاصل کر رہے ہیں دورِ عثمانی میں تدوین قرآن کریم کا مسئلہ حل ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ عجمیوں نے قرآن کو غلط پڑھنا شروع کر دیا حضرت علی کے ایک شاگرد حضرت ابو الاسود دُئلی تابعی جو فن نحو کے موجد ہیں ایک شخص کو یہ آیت مبارکہ پڑھتے سنا۔ "اِنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ کو لِہٖ"، جس سے معنے بدل گئے صحیح قرآت کا معنے ہوا بیشک اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہے غلط قرآت کا معنے ہوا بیشک اللہ مشرکین اور رسول سے بیزار ہے نعوذ باللہ اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس عظیم فتنے کے سد باب کے لئے نحو مرتب کروایا اور حرکات قرآن پاک حروف اشاروں کے بجائے لفظوں سے بدل گئے آگے چل کر حجاج بن یوسف نے اعراب لگوائے۔

شجاع الدین فاروقی

علی میاں کے قول اور عمل
تضاد کی ایک جھلک

ایک مولوی صاحب کی سناتا ہوں کہانی
تیزی نہیں منظور طبیعت کی دکھانی

علی میاں کے حواری اب تک انھیں ہندوستان کا سب سے بڑا عالم، مصنف و مفکر بنا کر پیش کرتے رہے ہیں لیکن ادھر چند سال سے انھیں مسلمانوں کی قیادت و رہنمائی کا شوق بھی ہوا ہے مسلم پرسنل لا کے نام پر انھوں نے اپنی دوکان سیاست چمکائی اور اب دینی تعلیمی پالیسی کے نام پر اپنا یہ شوق پورا کر رہے ہیں ان کے حاشیہ بردار انھیں مسلم قیادت کا صحیح حقدار اور قوم کا مسیحا و رہنما بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

علی میاں کے علم و فضل اور عرب ممالک سے ان کے خصوصی تعلقات کا خوب خوب ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ اپنی عربی دانی اور عرب ممالک سے ان خصوصی تعلقات کی بنا پر ہی وہ آئے دن ان ممالک کے چکر لگاتے رہتے ہیں اور "ہندوستانی مسلمانوں میں سب خیریت ہے"۔ کی خبر پہنچاتے رہتے ہیں۔ انھیں بہت سی کتابوں کا مصنف اور عصر حاضر کا مفکر اسلام بھی کہا جاتا ہے غرض یہ کہ اب ان کی شخصیت کے بت کو اسقدر بلند اور مقدس و متبرک بنا دیا گیا کہ اب عام آدمی تو کجا بڑے سے بڑے عالم اور با اثر شخص کے لئے بھی یہ آسان نہیں کہ ان کے سامنے زبان کھولے یا ان پر تنقید کر سکے، جبکہ وہ خود اپنی ہر تحریر و تقریر میں قوم کے اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں۔ اس کے عیوب گناتے ہیں، اسکے قول و عمل کے تضادات کی نشان دہی فرماتے رہتے ہیں اور بزعم خود اس کے ناصح مشفق کا کردار ادا کرتے رہتے ہیں ؎

عجب واعظ کی دینداری ہے یا رب
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

——— کیا وہ واقعی ہی لائق احترام اور مقدس شخصیت ہیں؟

——— کیا ان کے قول و عمل میں مکمل یکسانیت ہے؟

——— کیا انھیں قوم کے ناصح مشفق بننے کا اخلاقی حق حاصل ہے؟

——— کیا انھیں ہندی مسلمانوں کی قیادت و امارت کا حقدار تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

ان سب سوالوں کا جواب ان کی اپنی ایک عبارت پڑھ کر بیک جنبش لب دیا جا سکتا ہے اور یقیناً ہر مخلص، دیانت دار و ایمان دار شخص کا جواب یہی ہوگا۔

"نہیں، ہرگز نہیں" !!!

علی میاں اپنی مشہور کتاب "انسانی دنیا پر .... مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" میں قوم کے عیوب اور خامیوں و خرابیوں پر لعن طعن کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"خدا طلبی کے بجائے اب یہ دنیا طلبی کا دور ہے اور اس مغربی تہذیب و اقتدار کے دور میں دنیا طلبی اور شکم پُری کا جو طوفان آیا ہے اس کے لئے بحران و ہذیان سے کم الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ مال و دولت کی ایک نہ مٹنے والی بھوک اور ایک نہ بجھنے والی پیاس ہے جس کو جوع البقر کہئیے یا استسقا کا مرض، ہر طرف ہل من مزید، کی صدا بلند ہے۔ زندگی کی ہوس اتنی بڑھ گئی ہے اور معیار بلند ہو گیا ہے کہ مسافر طمع کو کسی منزل پر قرار اور طائر حرص کا کسی بام پر بھی آشیانہ نہیں۔ دولت اور عزت و جاہ کی کوئی بڑی سے بڑی مقدار اور اونچی سے اونچی سطح تشفی کے لئے کافی نہیں۔

مغربی تہذیب و اقتدار کے اس دور میں در حقیقت نہ علم کا حقیقی ذوق ہے نہ دین کا، نہ کوئی اور ذوق لطیف کام کر رہا ہے۔ بالغشت بھر پیٹ نے زندگی کی ساری وسعت گھیر لی ہے۔ عالم خیال میں کتابیں تصنیف کرنے والے خوش فکر مصنفین جو چاہیں لکھیں، عملی زندگی میں اس وقت صرف ایک قوت محرکہ اور ایک زندہ حقیقت پائی جاتی ہے اور وہ پیٹ ہے یا جیب ہے"

صـ۳۵۳ـ، دسواں ایڈیشن ۱۹۸۱ء شائع کردہ ادارہ تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ۔ "دار العلوم ندوۃ العلوم" طرز تخاطب کے آمرانہ رویہ اور معلمانہ انداز سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ موصوف انتہائی بلندیوں پر سے قوم کے نقائص اور خرابیوں و خامیوں کی نشان دہی فرما رہے ہیں اور خود ان تمام عیوب سے پاک اور فرشتوں جیسی معصومیت والے انسان ہیں۔ مگر خود یہی کتاب چیخ کر اعلان کر رہی ہے کہ اس عبارت کا مصداق قوم کے کسی بھی فرد سے زیادہ خود ان کی "ذات گرامی" ہے ؂

اس کتاب کے اوپر جو کور چڑھا ہوا ہے، اس کی پشت پر اسی کتاب کا تعریف و توصیف سے پُر اشتہار ہے اور اس کی کتاب کی قیمت چودہ ۱۴ روپیہ لکھی گئی ہے کتاب کے اندر قیمت ایک دم پینتیس

کردی گئی ہے ۔

"اب ذرا انصاف سے کہیے اور علی میاں سے پوچھیے"

—— کیا موصوف اور ان کے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے چودہ ۱۴ و سولہ ۱۶ روپیہ قیمت میں اپنا بھرپور منافع نہ رکھا تھا کہ یکلخت قیمت ڈھائی گنا ہ بڑھا دیا گیا۔؟

—— کیا یہ احتکار، ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کی بدترین مثال نہیں ہے؟

—— کیا ایسا کرکے انھوں نے ہندوستان کے بنیوں کے منہ پر نہیں تھوک دیا۔ آخر وہ بھی تو یہی کرتا ہے کہ چیزوں کو روک کر اسکی قیمت بڑھاتا ہے اور مہنگائی میں اضافہ کرتا ہے، پھر وہی اسقدر بدنام کیوں ہے۔؟

—— کیا علی میاں دنیا طلبی اور شکم پُری کے، بحران و ہذیان میں مبتلا نہیں ہیں۔؟

—— کیا علی میاں مال و دولت کے جوع البقر اور مرض استسقا کے ساتھ قیادت و امارت کی حرص و آز کا شکار نہیں ہوگئے ہیں؟

—— کیا علی میاں کا مسافر طمع اور طائر حرص۔ اسقدر دولت و ثروت اور عہدہ و منصب پاکر اسی پر قناعت کرنے اور آشیانہ بنانے کو تیار ہے؟

—— کیا علی میاں میاں موجودہ دور کی قوت ہجر کر —— پیٹ اور جیب کی ہوس سے خالی ہیں؟

ان کی اپنی عبادت اور کردار کی صرف ایک جھلک دیکھ کر یقیناً آپ کا جواب ہوگا۔

"نہیں۔ ہرگز نہیں"! اور یہ جواب صرف ایک رخے کے دیدار پر ہے ان کی شخصیت وکردار کے مکمل احتساب پر نہیں ۔

اب فیصلہ آپ خود کیجیے

کہ کیا علی میاں کو مسلمانوں کی قیادت و امارت کے منصب جلیل کا اہل تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

اس تحریر سے علی میاں کی تحقیر و تذلیل اور ان کے مداحوں کی دل آزاری ہرگز مقصود نہیں ہے البتہ حقائق کو سامنے لانا اور قوم کو صحیح اور غلط کا احساس دلانا ہر مخلص مسلمان کا فرض ہے ورنہ ؎

فقیہ شہر کی تحقیر! کیا مجال میری\
مگر یہ بات کہ میں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد

قاری امانت رسول صاحب کو صدمہ

محب گرامی قدر جناب عبدالنعیم صاحب بھائی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون وطلب خیر آنکہ ۱۰ محرم شریف ۱۴۰۷ھ سہ شنبہ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کو عاشورہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر ساڑھے پانچ بجے شام والد صاحب جناب حاجی ہدایت رسول صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں ۲ محرم سے فرماتے تھے قاری صاحب دس محرم یاد رکھنا ہے محرم کو پوچھا دس محرم کب ہے ۶ محرم کو کہا دس محرم کو نہ بھولنا، محرم کو کہا جنس وغیرہ منگا کر رکھو دس کو ضرورت پڑے گی دس محرم صبح بولے آج دس تاریخ ہے ہم نے عرض کیا جی آج عاشورہ ہے تو کہنے لگے بس دس ہے تو سب کام ہوگئے ہم چلے فی امان اللہ عصر کی نماز پڑھی کچھ دیر بعد روح نکل گئی پتہ بھی نہیں چلا یہ سب کچھ ان پر حضور اعلیٰحضرت وسرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کا کرم اور فیضان اتم تھا میں تے ایک صاحب کو بریلی شریف حضور ازہری میاں صاحب قبلہ دام ظلہ عالی کو لینے کے لئے بھیجا لیکن حضرت ۱۱ محرم کو صبح میں نہیں تشریف لائے تھے تو پھر حضور تحسین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالیہ تشریف لائے اور انہوں نے ۱۱ محرم کو نماز جنازہ پڑھائی اپنی ہی زمین میں باغیچہ میں ان کو دفن کیا گیا انتقال سے دو روز قبل پوچھا حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ کو نجدیوں نے گرفتار کر لیا خدا نجدیوں کو غارت کرے سب فتح ہوگئی اور کہا یہ خبر سن کر کہ معافی حکومت عرب نے مانگی ان کا معاملہ اعلیٰحضرت کا معاملہ ہے دیکھئے وہ کب بریلی شریف آتے ہیں اور ملاقات ہوتی ہے یا نہیں، حضرت سے سلام و قدم بوسی عرض فرمائیں، سنی دنیا میں یہ خبر شائع فرمائیں۔

۲۵ اکتوبر ہفتہ ۱۹۸۶ء کو انشاء المولیٰ الکریم فاتحہ چہلم ہوگا۔ اس میں آپ کو شرکت کرنا ہے۔ اور میرے حضور ازہری میاں صاحب قبلہ دام علیہ العالی کا کرم بھی ہوجائے۔

فقط والسلام

فقیر نوری گدائے رضوی محمد امانت رسول غفرلہٗ ۱۵ محرم شریف ۱۴۰۷ھ

احتجاجی کاروائی کی رپورٹ

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری کی گرفتاری سے لے کر رہائی تک اور رہائی سے لیکر اب تک ملک اور غیر ممالک سے حکومت سعودیہ کے خلاف احتجاجات اور حکومت ہند سے مطالبات کے سلسلہ میں جلسہ وجلوس، مراسلات ومیمورنڈم اور ٹیلی گرام ٹیلیکس کی جو رپورٹیں دفتر سنی دنیا کو موصول ہوئی ہیں ان سب کا من وعن شائع کرپانا بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے علیحدہ سے ایک خاص نمبر شائع کرنے کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا ہم ان سب کی صرف مختصر رپورٹ پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے مراسلہ نگاروں اور قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

ویسے مختلف رپورٹیں تفصیل کے ساتھ ملک کے مختلف اردو، ہندی، گجراتی، کنڑی، مراٹھی اور انگریزی اخبارات ورسائل مثلاً اخبار نو، نئی دنیا، بلٹز، مدود الجمن تذکرہ، سواد اعظم، ظاہر وباطن۔ اخبار مشرق، آزاد ہند اقراد، سنگم، صدائے عام، انقلاب، ہندوستان نور بریلی، اردو ٹائمز، سیاست جدید، اخبار عالم ڈیلی ٹائمز آف انڈیا، دی آفٹرنون ڈسپیچ سم کالین، بمبئی سماچار امر اجالا، وشو مانو، نوستیم، نئی دنیا ہندی، نوبھارت ٹائمز ریاض عقیدت، پرواسی، پیام وسلام، قاری، استقامت المیزان، فیض الرسول واشرفیہ وغیرہ میں آچکی ہیں۔

غیر ممالک کی رپورٹیں:

ہالینڈ، سنگاپور، برطانیہ، لوڈیم، دوبئی، بنگلہ دیش اور پاکستان سے علامہ ازہری صاحب کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ سے احتجاج کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

ورلڈ اسلامک مشن لندن وسنی رضوی سوسائٹی نے موصوف کی رہائی کے سلسلہ میں سعوذی حکومت کو ٹیلیگرام اور ٹیلیکس کئے۔

بنگلہ دیش سے عبد الکریم صاحب پرنسپل ملّفت گنج فرید پور۔ الطاف حسین چٹ گانگ اور رضا اکیڈمی نے احتجاجی مراسلات حکومت سعودیہ کو روانہ کئے۔

پاکستان میں لاہور کراچی۔ ملتان فیصل آباد حیدر آباد میلسی وغیرہ شہروں میں احتجاجی جلسے ہوئے اور جلوس نکلے۔ حکومت سعودیہ کو احتجاجی مراسلے بھی روانہ کئے گئے اور ٹیلیگرام وٹیلکس بھی کئے گئے۔

بزم انوار رضا اہلسنت کی جانب سے مولانا محمد حسن علی میلسوی جامعہ نظامیہ لاہور سے مفتی عبد القیوم ہزاروی۔ علامہ عبد الحکیم شرف قادری مرکزی مجلس رضا لاہور سے حافظ طاہر صاحب۔ حکیم محمد عارف صاحب شاہد علی نورانی، ڈاکٹر عارف لاہور نعیم طاہر محمد مظفر اقبال جماعت اہلسنت پاکستان لاہور۔ محمد اقبال لاہور قاری عبد الرؤف لاہور جاوید اقبال اور محمد سلیم فیصل آباد مولانا سعید احمد صاحب، حیدر آباد، عبد الصمد کراچی۔ عبد الجبار صاحب کراچی۔ ظفر اقبال انصاری کراچی۔ سید رضوان کراچی، فقیر محمد کراچی۔ نوشابہ عبد الحفیظ کراچی ڈاکٹر معین حاجی عبد الغفار، حاجی عارف وارکان دعوت اسلامی کراچی نے حکومت سعودیہ کو احتجاجی مراسلات روانہ کئے۔

ہندوستان کی رپورٹ

بمبئی۔ رضا اکیڈمی نے حکومت سعودیہ اور حکومت ہند کو مختلف ٹیلیگرام ٹیلیکس اور احتجاجی مراسلات و میمورنڈم بھیجے۔ بمبئی شہر میں اس سلسلے میں مختلف جلسے کرائے اور ۲۰ ستمبر کو ایک خاموش احتجاجی جلوس بھی نکالا جسنے سعودی قونصل جنرل کو میمورنڈم پیش کیا۔

۲۳ ستمبر کو سعودیہ کے قومی دن کے موقعہ پر تاج محل ہوٹل بمبئی میں سعودی حکومت کے خلاف ایک ہینڈبل تقسیم کرتے ہوئے سنی اسٹوڈینٹس فیڈریشن کے چھ طلبا کو سعودی قونصل جنرل نے گرفتار کرا دیا یہ طلبا چند گھنٹے زیر حراست بھی رہے۔

سنی اسٹوڈینٹس فیڈریشن بمبئی تبلیغ سیرت بمبئی اور سنی جمعیۃ العلماء بمبئی نے بھی حکومت سعودیہ اور حکومت ہند کو احتجاجی مراسلات میمورنڈم، ٹیلیگرام اور ٹیلیکس بھیجے۔

بمبئی میں اس سلسلہ میں مفتی شریف الحق صاحب امجدی علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب اعظمی۔ علامہ ادریس صاحب بستوی اور مولانا عبید اللہ خاں اعظمی نے تقریریں بھی کیں۔

محمد سعید نوری اور عبدالخالق حشمتی صاحبان نے کافی دلچسپی لی۔

دہلی:۔ انجمن رضا دہلی نے جلسہ بھی کیا اور حکومت ہند و حکومت سعودیہ کو احتجاجی مراسلات و ٹیلیگرام اور میمورنڈم و ٹیلیکس بھی روانہ کئے۔ پروفیسر سید جمال الدین حاجی صغیر احمد علامہ یاسین اختر مصباحی۔ حافظ زبیر اور ماسٹر شکیل صاحبان تمام کاموں میں پیش پیش رہے۔

بریلی شریف:۔ ایک جلوس اٹھا۔ دو جلسے ہوئے ٹیلیگرام اور مراسلات حکومت ہند اور حکومت سعودیہ کو روانہ کئے گئے۔

مولانا منانی میاں۔ عبد النعیم عزیزی۔ ڈاکٹر نفیس احمد خاں، شمو خاں، مرزا طاہر بیگ وغیرہ نے ہر کام میں کافی دلچسپی لی۔

کلکتہ، ہوڑہ، جھریا۔ گومیہ، ہزاری باغ، ہوگلی، ۲۴ پرگنہ پٹنہ، لکھنؤ، کانپور، بلرام پور، گونڈہ، اندور، ہبلی۔ بنگلور، شموگہ، میسور، تریوندرم، جموں، سرینگر، پیلی بھیت میرانپور کٹرہ، بیسلپور، پورن پور، فرید پور، بہیڑی رچھا، کچھا، جوکھن پور، بکارو، شاہجہان پور۔ بدایوں الہ آباد۔ کنڑا۔ پرتاپ گڈھ، بنارس۔ وغیرہ میں بڑے پیمانے پر احتجاجی جلسے ہوئے۔ اور جلوس نکالے گئے۔

جن حضرات یا انجمنوں نے احتجاجی مراسلات کی کاپیاں روانہ کیں انکے نام و پتے درج ذیل ہیں۔

۱۔ محمد حسین قادری حشمت العلوم رام پور کٹرہ بارہ بنکی
۲۔ سید جمال الدین صاحب و نیاز احمد صاحبان انجمن رضا ذاکر نگر نئی دہلی۔
۳۔ ڈاکٹر ارشد علی خاں و شان محمد رضوی صاحبان۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العوام قنوج۔
۴۔ راز الہ آبادی صاحب الہ آباد۔
۵۔ نبیکل اتساہی صاحب ایم پی بلرام پور۔
۶۔ اظہر علی خاں صاحب ککرالہ بدایوں۔
۷۔ مولانا محمد حسین صاحب بہرائچی انجمن تحفظ اہلسنت دارانی
۸۔ سید محمد اشفاق سرائے خواجہ مئو ائمہ الہ آباد۔
۹۔ سلیمان صاحب رنگ محل ہلپی کشنر مظفر پور۔
۱۰۔ ماسٹر عبدالوہاب صاحب چمن رضوی حشمتی بلرام پور۔

۱۱۔ عبدالطیف انصاری جامعہ عربیہ ناگپور۔
۱۲۔ قاری محمد سلیم خاں آل انڈیا تبلیغ سیرت بمبئی۔
۱۳۔ قاضی محمد قاسم صاحب میڑتا شہر ناگور راجستھان۔
۱۴۔ مولوی ولی محمد صاحب باسنی ناگور راجستھان۔
۱۵۔ نواب علی صاحب چورو راجستھان
۱۶۔ واحد حسین صاحب سبزی منڈی جھریا۔
۱۷۔ صدیق احمد اکرید بستی بکارو اسٹیل سٹی۔
۱۸۔ صوفی عبدالرحمٰن صاحب شیب پور ہوڑہ۔
۱۹۔ شمس الدین صاحب انگس ہوگلی۔
۲۰۔ عبدالقیوم صاحب باگھ کھال ہوگلی۔
۲۱۔ مولوی غلیم اختر صاحب حاجی نگر ۲۴ پرگنہ۔
۲۲۔ سلیم اختر رضوی کھردا۔
۲۳۔ مولوی فاروق صاحب مٹیا برج کلکتہ۔
۲۴۔ الحاج زاہد صاحب رابندرا سرنی کلکتہ۔
۲۵۔ مولوی شفیق علیمی صاحب درگا پور۔
۲۶۔ ڈاکٹر اکرام صاحب مایا بازار واریا۔
۲۷۔ مناظر حسین صاحب آسن سول۔
۲۸۔ سہیم الدین خاں دھرم پور برن پور۔
۲۹۔ ڈاکٹر شمیر زماں صاحب کٹرہ الہ آباد۔
۳۰۔ مولوی محمد علی فاروقی و محمد عمران صاحبان رائے پور۔
۳۱۔ قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیت۔
۳۲۔ محمد طیب مصباح العلوم نوادہ۔
۳۳۔ پرویز اختر صاحب مالویہ نگر دہلی۔
۳۴۔ قاری محمد میاں صاحب مدیر قاری دہلی۔
۳۵۔ مولوی چراغ عالم صاحب سنبھل۔
۳۶۔ علامہ نسیم بستوی صاحب براؤن شریف
۳۷۔ مولوی صابر القادری صاحب فیض الغرباء دھرم پور نیپال۔

۳۸۔ ڈاکٹر شبیر احمد چھاتر سنگھ یوپانی میڈیکل کالج الہ آباد۔
۳۹۔ چودھری عبدالکریم صاحب سرائے جگنا بہرائچ۔
۴۰۔ رفیق احمد صاحب سیرت کمیٹی میڑتا شہر۔
۴۱۔ شکیل احمد بدایونی مسلم پرسنل لا کانفرنس ذاکر نگر دہلی۔
۴۲۔ سردار احمد سلمانی تیمور نگر دہلی۔
۴۳۔ ڈاکٹر انوار الحق صاحب شری نگر کشمیر۔
۴۴۔ مولوی ذکاءاللہ صاحب جموں۔
۴۵۔ ڈاکٹر لائق علی صاحب بنی گنج گونڈہ۔
۴۶۔ شریف احمد نوری میرانپور کٹرہ۔
۴۷۔ قمر شمس آبادی صاحب میرانپور کٹرہ۔
۴۸۔ حمایت اللہ صاحب شاہجہانپور۔
۴۹۔ ظہور افسر صاحب بدایوں۔
۵۰۔ مولوی سید احمد علی صاحب وکیل جاورہ رضوی گلی اجمیر شریف۔
۵۱۔ عبدالرشید کپل و رمضان لودھی صاحبان ہبلی کرناٹک۔
۵۲۔ مولوی مقبولی صاحب بانگل شریف کرناٹک۔
۵۳۔ تسلیم احمد رضا نوری جوہر بھاٹہ۔
۵۴۔ سید امین میاں صاحب مارہرہ شریف۔
۵۵۔ سید ولی الدین صاحب مغلپورہ پٹنہ۔
۵۶۔ محمد سلیم صاحب بلرام پور۔
۵۷۔ مقبول احمد صاحب کشوری گنج۔
۵۸۔ ڈاکٹر اسلام احمد صاحب اترولہ۔
۵۹۔ منشی صغیر احمد خاں تلسی پور۔
۶۰۔ ڈاکٹر سلطان ہاشمی صاحب کانپور۔
۶۱۔ علامہ ارشد القادری صاحب جمشید پور۔

باقی صفحہ پر

دستخطی مہم

(ادارہ)

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خان صاحب کی بیجا گرفتاری کے سلسلے میں حکومت سعودیہ کے خلاف احتجاج اور حکومت ہند تک اپنی موثر آواز پہنچانے کیلئے ایک دستخطی مہم چلائی گئی ہے۔ ملک کے ہر گوشہ کے مسلمانانِ اہلسنت سے اس سلسلے میں گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقو کی انجمنوں و تنظیموں کی طرف سے میمورنڈم تیار کر کے اس پر زیادہ سے زیادہ دستخط کرائیں۔

۱۔ وزیراعظم ہند مسٹر راجیو گاندھی نئی دہلی۔

۲۔ وزیر خارجہ نئی دہلی مرکزی۔

۳۔ سفیر سعودیہ عربیہ پنچ شیل پارک نئی دہلی کو روانہ کریں۔

انگریزی زبان میں وزیراعظم ہند کے نام ایک خط ہے اور ساتھ میں انگریزی زبان میں میمورنڈم تیار کرا کے عرس رضوی کے موقع پر تقسیم کرا دیا گیا ہے اور بذریعہ ڈاک ملک کے گوشہ گوشہ میں روانہ کر دیا گیا ہے۔

مسلمانانِ اہلسنت سے اپیل ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ہرگز کسی طرح کا تساہل نہ برتیں اور دستخطی مہم کو تیزی کے ساتھ انجام دیں۔

لوگوں کی آسانی کے لئے وزیراعظم کے نام کے خط اور میمورنڈم کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اپنے علاقہ کے کسی انگریزی داں سے اس کو تیار کرا لیں۔

خط کا خلاصہ: ہم مندرجہ ذیل دستخط کنندگان منسلکہ میمورنڈم کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ سعودی حکومت کے ذریعہ مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کی بیجا گرفتاری نے ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات کو سخت صدمہ پہونچایا ہے ہم علامہ موصوف کی رہائی کے لئے آپ کی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمارے جذبات و احساس کا خیال رکھتے ہوئے حکومت سعودیہ سے یہ جواب طلب کریں کہ وہ ہندوستانی حاجیوں پر اختلاف عقیدہ کی بنا پر ظلم کیوں کرتی ہے۔ اس سے آپ یہ مطالبہ کریں کہ وہ ہندوستانی حاجیوں کے ساتھ اس طرح کی ظلم و زیادتی سے باز رہے گی۔

میمورنڈم کا خلاصہ: ۳۱ اگست ۸۶ء کو مکہ معظمہ میں مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کی حکومت سعودیہ کے ذریعہ بیجا گرفتاری اور ظلم نے ہندوستان اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہونچایا ہے اور ان کی توہین کی ہے۔ مفتی صاحب کو حکومت سعودیہ نے کوئی چارج شیٹ نہیں دیا اور ان سے ریوالور کی نوک پر سوالات کئے گئے۔ انہیں ہتھکڑی ڈال کر جدہ ایرپورٹ تک لایا گیا اور مدینہ منورہ کی زیارت کے بغیر ہندوستان واپس کر دیا گیا۔

یہ سب کچھ عقیدہ کے اختلاف کی بناء پر کیا گیا اس لئے کہ علامہ موصوف سعودیہ کے حکومتی مذہب وہابیت سے تعلق نہیں رکھتے۔

مفتی صاحب کی گرفتاری ہندوستانی حکومت

انڈین نیشن اور ہندوستانی مسلمانوں کی سخت توہین ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانان ہند سعودیہ کی اس وحشیانہ حرکت کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ سعودیہ کو اپنے اس ظالمانہ اور شرمناک رویہ پر مفتی صاحب موصوف ہندوستانی مسلمانوں اور ہندوستانی حکومت سے تحریری معافی طلب کرنی چاہئے اور مفتی صاحب کو مدعو کرکے مدینہ منورہ کی زیارت کرانی چاہیئے۔

۲۔ سعودیہ حکومت کو یہ یقین دہانی کرانی چاہئیے کہ وہ آئندہ کسی بھی ہندوستانی حاجی کے ساتھ اس طرح کا وحشیانہ سلوک نہیں کرے گی۔

۳۔ حکومت سعودیہ کو اپنا نام نہاد اسلام دوسرے ملکوں کے مسلمانوں پر جبراً مسلط نہیں کرنا چاہئیے اور نہ ہی انہیں اپنے وہابی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور کرنا چاہئیے۔

ملک کی مختلف انجمنوں۔ اکیڈمیوں یا کمیٹیوں اور اداروں نے حکومت ہند یا حکومت سعودیہ کو احتجاجی مراسلات اور میمورنڈم بھیجے ہیں۔ ان سب کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

عالم اسلام کے عظیم روحانی اور مذہبی پیشوا مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سعودی حکومت نے وجہ جرم بتائے بغیر جو گرفتار کیا اس کی اس ظالمانہ اور وحشیانہ حرکت سے نہ صرف علامہ موصوف کی ہتک ہوتی ہے بلکہ علامہ ازہری صاحب کی گرفتاری عالم اسلام اور ہند کے مسلمانوں کی بھی ہتک ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ انڈین نیشن اور حکومت ہند کی بھی توہین ہے لہٰذا: —

عـ۱ حکومت سعودیہ کو اس بیجا گرفتاری پر علامہ ازہری مسلمانان عالم مسلمانان ہند و انڈین نیشن اور بھارتی حکومت سے تحریری معافی طلب کرنی چاہئیے۔

عـ۲ حکومت سعودیہ نے علامہ ازہری کو مدینہ منورہ کی زیارت سے موقوف رکھا لہٰذا اسے چاہئیے کہ انہیں جلد بلاکر مدینہ منورہ کی زیارت کرائے۔

عـ۳ حکومت سعودیہ کو آئندہ کے لئے یہ یقین دہانی کرانی چاہئیے کہ وہ کسی بھی بھارتی حاجی کو اپنے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے پر مجبور نہ کرے گی اور نہ ہی ان پر جبراً اپنا حکومتی مذہب وہابیت ان پر مسلط کرنے کی کوشش کرے گی۔

بقیہ ص۴۳ کا۔

۶۲۔ علامہ یاسین اختر صاحب مصباحی دہلی۔
۶۳۔ علامہ عبدالمنان صاحب کلیمی بھوجپور۔
۶۴۔ عبدالقادر صاحب جھریا۔
۶۵۔ معزالدین صاحب مدرسہ حمایت الاسلام جھریا۔
۶۶۔ مولوی غلام دستگیر صاحب کلیندوا بازار۔
۶۷۔ محرم علی صاحب پرتاپ گڈھ۔
۶۸۔ عبدالعزیز صاحب جلالپور سکندرہ۔
۶۹۔ مولوی نذیر حیات خاں کوریہی باندہ۔
۷۰۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کشن گنج۔
۷۱۔ ماسٹر سلیمان صاحب ڈیرو گڈھ۔
۷۲۔ ماسٹر رشید احمد صاحب تن سکھیا آسام۔
۷۳۔ مولوی جمال احمد صاحب نوادہ۔
۷۴۔ مولوی ادریس احمد صاحب لکھنؤ۔
۷۵۔ ڈاکٹر عبداللطیف رضوی چھترپور۔
۷۶۔ حکیم محمد عیسٰی صاحب جھانسی۔
۷۷۔ مولوی منظر القادری صاحب [illegible]

خبریں اور اعلانات

عرس رضوی بریلی شریف

بریلی شریف میں سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا عرس سراپا قدس ۲۳، صفر المظفر سے شروع ہوکر ۲۵، صفر المظفر کو اختتام پذیر ہوا۔ ملک و بیرون ملک سے لگ بھگ دو لاکھ زائرین اور ملک کے نامور علماء و مشائخ اور شعراء و دانش وروں نے شرکت کی۔

تاریخ ساز سنی کانفرنس

۲۴، صفر المظفر مطابق ۲۹، اکتوبر ۸۶ء کو جامع نوریہ رضویہ کے مہتمم مولانا منان رضا خاں صاحب منانی میاں کے اہتمام میں باقر گنج عیدگاہ کے میدان میں ایک عظیم تاریخ ساز سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کی سعودیہ عربیہ میں بے جا گرفتاری پر زبردست احتجاج کیا گیا۔

حکومت ہند کو اس سلسلہ میں میمورنڈم دیا گیا۔ کہ وہ حکومت سعودیہ سے علامہ موصوف کی گرفتاری کی وجہ معلوم کرے اور اپنی ظالمانہ حرکت کی علامہ ازہری صاحب ہندوستانی مسلمانوں وانڈین نیشن اور حکومت ہند سے تحریری معافی طلب کرے اور علامہ موصوف کو بلاکر مدینہ منورہ کی زیارت کرائے اور آئندہ کے لئے یہ یقین دہانی کرائے کہ کسی بھی ہندوستانی حاجی کو وہ اپنے امام کے پیچھے نماز کی ادائیگی کے لئے مجبور نہ کریگی اور نہ ہی اس پر جبراً وہابیت مسلط کرے گی۔

اس کانفرنس میں مولانا عبدالنعیم عزیزی مولانا علی احمد سیوانی مولانا محمد ادریس البستوی اور مفتی شریف الحق امجدی نے تقریریں کیں۔

جشن اعلحضرت

سرزمین بھلائی پر پہلی بار

۳۱، اکتوبر ۸۶ء مطابق ۲۶، صفر المظفر بھلائی درگ میں پہلی بار جشن اعلحضرت نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔

مولانا سلامت اللہ خاں نوری اور ان کے
اتقارنے اس دھرتی پر اس جشن کے سلسلہ میں
کافی لگن اور ذوق و شوق سے کام کیا۔
قاری محمد حسن خان نوری، مولوی عبدالغفور
اشرفی، صوفی عبدالقدیر، مولوی حمایت الدین
رضوی، مولوی مقدر علی خاں صاحب، مولوی
عبدالرؤف صاحب۔ مولوی عبدالرشید صاحب
وغیرہ نے شرکت کی، قرآت نعت و منقبت
خوانی کے بعد اعلیٰحضرت کے عشق رسول اور
علمی کارناموں پر تقریریں ہوئیں۔

المعلن:۔ محمد حسن خاں نوری
بلرامپوری

اطلاع عام

برادران اسلام دہلی میں اہلسنت
والجماعت کی کتابیں دستیاب ہیں تاجران،
کتب بھی رابطہ قائم کریں، انگشتریاں اور نہ
اعلیٰحضرت قبلہ کی کتابیں ہم سے طلب کریں اگر

حافظ ظہیر عالم نوری بک سنٹر
امام مسجد اللہ والی ۳۶۲۵ باڑہ ہندوراؤ دہلی ۶

یوم رضا

زیر اہتمام مرکزی مجلس رضا لاہور

بتاریخ ۲۵ر اکتوبر بمقام نوری مسجد لاہور
زیر صدارت۔ حضرت علامہ مفتی تقدس
علی خاں صاحب قبلہ،

عرس حضرت بابا علیہ الرحمہ

رجب پور، مرادآباد

۱۲ر صفر تا ۱۵ر صفر مطابق ۷ر اکتوبر تا
۱۰ر اکتوبر منعقد ہوگا، معتقدین سے شرکت
کی درخواست ہے،

خواجہ معین الدین احمد فریدی متولی
و سجادہ نشین

جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیر اہتمام، جماعت اہلسنت نیدرلینڈ
بتاریخ ۵ر نومبر ۱۹۸۶ء بمقام ڈین ہاگ نیدرلینڈ
علمائے کرام:۔ علامہ خورشید صدیقی علامہ
شیخ محمد یونس، علامہ محمد حنیف قادری، علامہ
سید سعادت علی قادری تقاریر فرمائیں گے،

عرس قادری رضوی

۲۵ر صفر المظفر کو خانقاہ حبیبہ دھام
نگر اڑیسہ میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شاندار طریقہ سے
منایا گیا۔

قل شریف دو بجکر ۳۸ منٹ پر ہوا۔

المعلن ـــ مولانا محمد عبدالوحید حبیبی
صدر مجلس عرس قادری رضوی دھاگنگر

عظیم الشان احتجاجی جلوس

آل انڈیا تبلیغ سیرت، رضا اکیڈمی اور سنی اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کو بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان احتجاجی جلوس، مستان تالاب ناگپاڑہ بمبئی ۸ سے زیر قیادت نائب مفتیٔ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور، مولانا عبید اللہ خاں اعظمی جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے علامہ اختر رضا خاں ازہری جانشین مفتیٔ اعظم ہند جلوہ فرما تھے۔

احتجاجی جلوس مکہ مکرمہ میں علامہ اختر رضا خاں ازہری کے ساتھ سعودی نجدی حکمرانوں کے غیر انسانی غیر اسلامی غیر اخلاقی زیادتیوں کے خلاف تھا۔ جو انھوں نے مکہ شریف میں حضرت علامہ پر کئے اور مدینہ طیبہ کی زیارت بابرکت کے بغیر ہندستان واپس کر دیا۔

جلوس انتہائی نظم و نسق کے ساتھ سعودی قونصل خانہ گیا وہاں پر مولانا عبید اللہ خاں اعظمی اور مولانا چمن قادری کی سعودی مظالم اور آئے دن سنی رہنماؤں کے ساتھ سعودی نجدی حکمرانوں کی چیرہ دستیوں کے خلاف ولولہ انگیز تقریریں ہوئیں اور ایک میمورنڈم سعودی قونصل خانہ کو پیش کیا گیا۔

قاری محمد سلیم خاں قادری رضوی
آفس انچارج آل انڈیا تبلیغ سیرت، بمبئی مہاراشٹر
ڈنٹمکر روڈ، A-۱ گراؤنڈ فلور، ۵۸ جیب منزل، ناگپاڑہ، بمبئی ۸

مسلمانان اہلسنت جھریا کول فیلڈ کے منظور شدہ تجویزات

۱ـــ علامہ ازہری صاحب کو جلد رہا کیا جائے۔

۲ـــ حکومت سعودیہ علامہ ازہری صاحب کی گرفتاری کی وجہ بتائیے۔

۳ـــ حکومت سعودیہ علامہ ازہری سے تحریری معافی طلب کرے۔

۴ـــ جامع مسجد جھریا کی سابقہ کمیٹی نے مسلمانان اہلسنت کی رائے کے بغیر خود ساختہ کمیٹی بنائی ہے وہ غیر قانونی ہے، تمام مسلمانان اہلسنت جھریا کول فیلڈ نے اس چناؤ اور کمیٹی کا بائیکاٹ کیا۔

۶ـــ مسجد کے مصلیوں کے ساتھ کمیٹی کی بدسلوکی پر مسلمانان اہلسنت نے کمیٹی کے ارکان کا سماجی بائیکاٹ کیا۔

سکریٹری،
متحدہ محاذ جھریا کول فیلڈ

اہلسنت متحدہ محاذ جھریا کول فیلڈ کے ارکان۔

۱۔ صدر عالی جناب واجد حسین صاحب رضوی

۲۔ جنرل سکریٹری جناب معز الدین خاں صاحب نگراں کمیٹی کے ممبران بعد میں صدر و سکریٹری کی مرضی سے چنے جائیں گے۔

دار العلوم غوثیہ رضویہ حمایت الاسلام جھریا کا سنگ بنیاد

دار العلوم غوثیہ رضویہ حمایت الاسلام کا سنگ بنیاد بتاریخ ۸ نومبر بعد نماز عصر مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری کے ہاتھوں سے رکھا گیا۔ اس موقع پر معززین مسلمانان اہلسنت کے علاوہ لودنا اور کینڈوا و کول فیلڈ کے دیگر مسلمان بھی موجود تھے۔

بعد مغرب ایک مختصر جلسہ بھی ہوا جس میں مدرسہ کے صدر مولانا عبد السبحان صاحب مولانا عبد النعیم عزیزی اور مفتی اعظم نے تقریریں بھی کیں

واجد حسین رضوی

معز الدین خاں فریدی

فیض الرسول پاکٹ جنتری ۱۹۸۷ء

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے شعبہ نشریات کے زیر اہتمام شائع ہونے والی نوع بنوع معلوماتی مضامین پر مشتمل۔ فیض الرسول پاکٹ جنتری اس بار بھی بہترین کاغذ عمدہ کتابت آفسیٹ طباعت سرورق رنگین کے ساتھ نومبر ۸۶ء کے دوسرے عشرہ میں منظر عام پہ آرہی ہے ضرورت مندو شائقین حضرات آرڈر فوراً بک کرالیں۔

معقول رعایت دی جائے گی۔

رابطہ

منیجر شعبہ نشریات فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی (یوپی)

دار العلوم اہلسنت اشاعت الاسلام میں عرس اعلیٰحضرت

سال گذشتہ کی طرح عرس اعلیٰحضرت امسال بھی تزک و احتشام کیساتھ منایا گیا۔ مولوی خالد حسین مصباحی، مولانا بشیر الدین، قاری فخر الدین، مولوی یفر الدین، مفتی نجم الدین صاحبان نے تقریریں اور نعت و منقبت پیش کئے۔

المعلن

عبد الحفیظ قریشی۔

مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

بریلی شریف کی شان فتویٰ نویسی برقرار رکھتے ہوئے مرکزی دار الافتاء خدمت دین اور اشاعت سُنّیت بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔ مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کی زیر نگرانی ایک **مفتی**، ایک نائب مفتی اور دو ناقلین فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ ملک اور غیر ممالک سے ہر ماہ سیکڑوں استفتاء آتے ہیں جن کے جوابات دئے جاتے ہیں۔ مقامی اور دوسرے اضلاع کے نزاعی مسائل بھی سلجھائے اور فیصل کئے جاتے ہیں۔

مخیر حضرات اہلسنت اس دار الافتاء کے استحکام اور ترقی کے لئے دامے، درمے، قدمے سخنے مدد کریں۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ۔ **مفتیٔ اعظم اختر رضا خاں صاحب ازہری**

مرکزی دار الافتاء پوسٹ بکس ۲۳۵ رضا نگر سوداگران بریلی شریف

ماہنامہ سُنّی دُنیا بریلی شریف

ماہنامہ سنی دنیا تقریباً چار سال سے ٹھوس، سنجیدہ، علمی و تحقیقی اور مذہبی مضامین کے ساتھ شائع ہو کر دین و سنیت کی خدمت کر رہا ہے۔ ماہ اکتوبر ۸۶ء سے رسالہ خوبصورت گٹ اپ کے ساتھ فوٹو آفسیٹ پر چھپا کریگا اس رسالہ کی توسیع اشاعت مسلمانان اہلسنت کا ملی فریضہ ہے اسے خریدار بن کر اور بنا کر نیز قلمی و دیگر تعاون اور مشورہ دے کر خدمت دین میں حصہ لیں۔

سالانہ زر تعاون۔ -/۴۵ روپئے فی کاپی -/۴ روپئے غیر ممالک سے (ہوائی ڈاک سے) -/۲۰۰ روپئے ہندوستانی سکوں میں، پرانے خریداروں کو نئی شرح سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ براہ کرم وہ بقایا رقم روانہ فرمادیں۔

نوٹ:- فقیر کو اس کی ذاتی رقم کے علاوہ صرف مرکزی دار الافتاء یا ماہنامہ سنی دنیا ہی کے سلسلہ میں رقوم ارسال کریں۔

۲- مکتبہ یا دیگر کاموں کے لئے رقم روانہ نہ کریں نہ ہی کسی طرح کا آرڈر دیں۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ:- مفتیٔ اعظم اختر رضا خاں صاحب ازہری، ماہنامہ "سنی دنیا" پوسٹ بکس ۲۳۵ رضا نگر سوداگران بریلی شریف۔

کتابت:- محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی